www.KitaboSunnat.com
مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ
میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں خبیث شیاطین کے وسوسوں کے شر سے، جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں
شیطانی وسوسے
اسباب اور علاج قرآن و حدیث کی روشنی میں
فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ علیہ
فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ الشائع حفظہ اللہ
ترجمہ: مولانا محمد زاہد الرحمن جلالی حفظہ اللہ
نظرثانی: فضیلۃ الشیخ ابو یحییٰ محمد زکریا زاہد حفظہ اللہ
MAKTABA
AL-FURQAN

فہرست مضامین

حرفِ آغاز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْن ، اَمَّا بَعْد!

انسان اور شیطان کی دشمنی کا آغاز اُسی وقت ہو گیا تھا جب اس کائنات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کا فیصلہ کیا اور تمام فرشتوں کو جمع کر کے فرمایا: ''میں اس دنیا میں جانشین بنانے والا ہوں۔'' وہ کہنے لگے: ''کیا زمین میں ایسے کو خلیفہ بنایا جائے گا جو اس میں فساد کرے گا اور خون بہائے گا ، ہم تیری پاکیزگی اور تعریف بیان کرتے ہیں ، بے شک تو ہر عیب سے پاک ہے۔'' اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ''جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔'' جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو ،تو تمام فرشتے سربسجود ہو گئے ، مگر ابلیس نے انکار کر دیا۔ اور اللہ رب العالمین سے مناقشہ کرتے ہوئے کہنے لگا: ''میں اسے ہر ممکن حد تک بہکاؤں گا۔'' چنانچہ وہ اپنی بات میں سچا نکلا اور آدم کے دل میں وسوسے کے ذریعے بہکاوا ڈالا ، جس سے آدم اور حوا پھسل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تم دونوں جنت سے نکل جاؤ اور تم میں سے بعض بعض (یعنی شیطان ،انسان) کے دشمن ہوں گے۔ تمہارے لیے زمین میں ایک خاص وقت تک ٹھہرنا اور فائدہ اُٹھانا لکھ دیا گیا ہے۔

انسان اور شیطان کی دشمنی کے حوالے سے موجودہ دور میں ضرورت اس امر کی تھی کہ اُن چالوں اور ہتھکنڈوں کی نشان دہی کرتے ہوئے ان کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں عوام الناس کی طرف پیش کیا جائے جو شیطان انسان پر آزماتا ہے اور اسے پھسلا کر جہنم کی طرف لے جانے کے لیے انہیں استعمال کرتا ہے۔

لوگوں کی زندگی میں سکون اور ٹھہراؤ اسی صورت پیدا ہو سکتا ہے جب وہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنے دشمن کو پہچان لیں اور جان لیں کہ وہ کس طرح اور کن کن طریقوں سے ان کے دل ودماغ میں اپنے وسوسے ڈالتا اور گناہوں کو مزین کر کے پیش کرتا ہے۔

ہمارا ادارہ ''الفرقان'' ان چند خوش قسمت اداروں میں سے ایک ہے جس نے ہمیشہ

ایسے موضوعات پر کتابیں شائع کی ہیں جنہیں پڑھ کر لوگوں کی دین محمدی کے ساتھ رغبت بڑھے اور ان کے اندر قرآن وسنت پر عمل کرنے کا جذبہ بھی پروان چڑھے۔اس کے ساتھ ساتھ انہیں اپنے روزمرہ معاملات میں دینی رہنمائی بھی حاصل ہو، تاکہ ان کی دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت بھی سنور سکے، جو ایک مسلمان مؤمن کی زندگی کا مقصد ہے۔

زیرنظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک زبردست کڑی ہے۔اس کتاب میں شیطان کی چالوں، اس کے وسوسوں اور طریقہ واردات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔پھر ان کا توڑ بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ دینی علم کی کمی کی وجہ سے لوگ دھڑا دھڑ شیطان کے ہتھے چڑھ رہے ہیں، اس لیے لوگوں کی آسانی کے لیے اصل کتاب "آفة المؤمن الوساوس" کو اُردو قالب میں ڈھالا گیا ہے۔ یہ سعادت ہمارے فاضل نوجوان دوست مولانا محمد زاہد الرحمٰن حفظہ اللہ کے حصہ میں آئی ہے، جو ترجمہ کرنے میں اپنی مہارت میں یکتا ہیں، اُن کا ترجمہ اتنا عام فہم اور سلیس ہوتا ہے کہ کتاب ترجمہ نہیں تصنیف ہی محسوس ہوتی ہے۔کتاب کے مصنف الشیخ محمد بن عبداللہ الشایع نے زیر مطالعہ موضوع پر انتہائی اچھے انداز میں قلم اُٹھایا ہے اور معالی الشیخ عبداللہ بن سلیمان المنیع حفظہ اللہ ممبر کبار علماء کمیٹی مملکت سعودیہ نے اس پر تقریظ لکھ کر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

ترجمہ پر نظر ثانی کے لیے بہت سی کتب کے مترجم ومصنف اور مؤطا امام مالک کے شارح فضیلۃ الشیخ ابو یحییٰ محمد زکریا زاہد حفظہ اللہ کو تکلیف دی گئی ہے۔انہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر اسے بحسن خوبی سرانجام دیا ہے۔اب یہ کتاب ''شیطانی وسوسے'' کے نام سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو مصنف، مترجم اور تمام مسلمانوں کے لیے آخرت میں نجات کا ذریعہ بنادے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے ادارے ''الفرقان'' میں بھی برکت عطا فرمائے تاکہ ہم آئندہ بھی قرآن وسنت کی خدمت کا فریضہ انجام دے سکیں۔آمین

والسلام

عبدالرؤف

مدیر مکتبۃ الکتاب، لاہور

عرضِ مترجم

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم ، أمّا بَعْدُ!

آج معاشرہ بے سکونی کا شکار ہے۔ گھر گھر جھگڑے، خاندانوں میں اختلاف، حتی کہ اولاد کی والدین اور بھائی کی بھائی کے ساتھ نہیں بنتی۔ ساس بہو کے جھگڑے، تعویذ گنڈوں کا کاروبار، الغرض انسان انسان کی عبادت کر رہا ہے۔ ہر شخص دنیا کے پیچھے بھاگ رہا ہے اور حلال وحرام کی تمیز تک مٹ چکی ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کا واحد سبب دین سے دُوری اور انسان کا اپنے خالق سے تعلق کمزور ہو جانا ہے۔ جس کی وجہ سے شیطان کو انسان پر سواری کا موقع ملتا ہے اور وہ جس طرح چاہتا ہے انسان کو اپنی مرضی پر چلاتا ہے۔ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا! ﴿لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ﴾ (البقرہ: ۱٦۸) اتنی واضح ہدایت کے باوجود انسان اپنی کم علمی کی وجہ سے شیطان کے ہتھے چڑھ جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شیطان انسان کے جسم میں اس طرح گردش کرتا ہے جس طرح خون۔ شیطان کے اہم ہتھکنڈوں میں سے ایک بڑا ہتھکنڈا وسوسہ اور وہم ہے۔ وہ انسان کے دل میں طرح طرح کے خیالات اور وساوس ڈالتا رہتا ہے یہاں تک کہ انسان کی زندگی کو مشکل بنا دیتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے دین کو آسان بنایا ہے لیکن شیطان نے وسوسے ڈال ڈال کر انسان کو پریشان کر دیا ہے۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ کوئی ایسی کتاب ہونی چاہیے جس کو پڑھ کر لوگوں کو شیطان کے طریقوں کا پتہ چلے تاکہ لوگ اس کی چالوں سے بچ سکیں۔

فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ الشایع حفظہ اللہ کی عربی کتاب "آفة المؤمن ، الوساوس" اس موضوع پر ایک شاندار تحریر ہے کہ جس کا یہ اُردو ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ لفظی

ترجمہ نہیں ، بلکہ اس ترجمہ میں اس بات کا خیال کیا گیا ہے کہ مصنف کے تمام خیالات کا احاطہ کیا جائے۔ اسی طرح یہ بات بھی مدنظر رکھی گئی ہے کہ اُردو زبان کی نزاکتوں کو بھی پورا کیا جائے۔ کیونکہ عربی زبان کا اپنا ایک انداز ہے جب کہ اُردو زبان کا انداز الگ ہے۔ فضیلۃ الشیخ مولانا ابو یحییٰ محمد زکریا زاہد حفظہ اللہ کی نظر ثانی نے اس ترجمے کو چار چاند لگا دیے ہیں اور یہ ایک الگ تصنیف بن گیا ہے۔ اسے ادارہ ''الفرقان'' کی طرف سے شائع کیا جا رہا ہے جس کے مدیر اعلیٰ ابو ساریہ عبدالجلیل حفظہ اللہ ہیں ، جو اپنے بلند خیالات اور باہمت ارادہ سے اس ادارے کو قرآن و حدیث کی بالا دستی کے لیے بہت اعلیٰ مقام پر دیکھنے کے خواہاں ہیں اور اسی وجہ سے یہ ادارہ اپنی معیاری اور بامقصد کتب کی وجہ سے دُنیا بھر میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مکتبہ کو دن دُگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور اس ترجمے کو میرے لیے ، میرے والدین اور جملہ متعلقین کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ آمین

والسلام

محمد زاہد الرحمٰن

لاہور۔ پاکستان

خطبہ مسنونہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِينُهٗ ❶ ، وَنَسْتَغْفِرُهٗ ❷ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا ❸ وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا ❹ ، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ❺

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ ❻ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ ❼ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ ❽

أَمَّا بَعْدُ : فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ ❾ وَّكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ❿ ، أَلضَّلَالَةُ فِي النَّارِ۔“

---

❶ ❸ ❹ ❺ صحیح مسلم، کتاب الجمعه ،باب تخفیف الصلاۃ والجمعه ،حدیث=۲۰۰۸،

❻ ❼ ❽ ابوداؤد، کتاب النکاح ،باب في خطبة النکاح ،حدیث = ۲۱۱۸ (نَحْمَدُہ کے *بغیر*) مسند احمد ۱/ ۳۹۳(اِنّ *اور* نَحْمَدُہ کے *بغیر*) جامع الترمذی ،کتاب النکاح ،باب ماجاء فی خطبة النکاح ، حدیث ۱۱۰۵ (نَحْمَدُہ کے *بغیر*) ابن ماجه بحواله مشکوٰۃ المصابیح ، حدیث= ۳۱۴۹ تصحیح فضیلة الشیخ الالبانیؒ وقال : حدیثٌ صحیحٌ۔

❷ جامع الترمذي ،حواله سابقه

❻ سورة آل عمران آیت نمبر ۱۰۲

❼ سوة النساء آیت نمبر۱

❽ سورة الاحزاب آیت نمبر ۷۰۔۷۱

❾ فَانَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ...... کے *الفاظ* مسند احمد ۴/ ۱۲۷ (جلدنمبر ۵) کے *ہیں*۔

❿ صحیح مسلم حدیث =۲۰۰۵

ترجمہ خطبہ مسنونہ

''بلا شبہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں ۔ہم اس کی تعریف کرتے ہیں۔اس سے مدد مانگتے اور اسی سے ہم بخشش طلب کرتے ہیں۔ہم اپنے نفسوں کے شر اور اپنی بداعمالیوں سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں ۔ جسے اللہ تعالیٰ (سیدھی)راہ سجھا دے،اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں (ہوسکتا)۔میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں ۔اس (اللہ رب العالمین) نے قیامت تک کے لیے آپ ﷺ کو حق دے کر (جنت کی) خوشخبری دینے والا اور(اللہ کی پکڑ سے)ڈرانے والا بنا کر بھیجا(کہ آپؐ کے بعد تا قیامت کوئی نبی نہیں آنے والا۔) جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری کی وہ ہدایت پر رہا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کیاس نے صرف اپنے آپ کو ہی مصیبت میں ڈالا،وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہیں کرسکتا۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔لوگو! اپنے رب سے ڈرو،جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور (پھر)اس (جان) سے اس کی بیوی کو پیدا کیا۔پھر ان دونوں سے بہت سارے مرد اور عورتیں پیدا کر کے (زمین پر) پھیلا دیے۔اور ڈرو اللہ سے کہ جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے (حاجت براری کے لیے)سوال کرتے ہو۔اور ناتا توڑنے سے بھی ڈرو۔ بلا شبہ اللہ تمہارے اوپر نگہبان ہے۔اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور بات سیدھی (سچی) کہا کرو۔(ایسا کرو گے تو)اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے گا اور تمہارے گناہ

بخش دے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی اس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد: یقیناً تمام باتوں سے بہتر اللہ کی کتاب ہے۔ تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد (رسول اللہ ﷺ) کا ہے۔ اور تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں جو (دین اسلام میں) اپنی طرف سے وضع کیے جائیں۔ دین میں ہر نیا کام بدعت اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ گمراہی کا انجام جہنم کی آگ ہے۔''

مقدمہ

ہر طرح کی حمد و ثنائے جمیل ایک اللہ کے لیے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اور درود وسلام ہو اللہ تعالیٰ کے رسول اور محترم نبی محمد ﷺ پر، آپ کے تمام صحابہ کرام پر اور تمام ان لوگوں پر جو قیامت کے دن تک آپ کی پیروی کریں گے۔ اما بعد!

مجھے فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ الشائع کی بہترین کتاب "آفة المؤمن، الوساوس" کے بارے میں پتہ چلا کہ جو اعتقادات میں توہمات اور برے وسوسوں، طہارت وعبادات میں خرابیوں اور ان سستیوں کے بیان پر مشتمل ہے، جو مختلف ذرائع اور طریقوں سے انسان میں در آتی ہیں۔ اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ یہ موضوع اس قابل ہے کہ اس پر تفصیلی بحث کی جائے اور ان بیماریوں کے احوال اور انجام کے بارے میں لوگوں کو بتایا جائے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک پوری سورت قرآن مجید میں ایسی نازل فرمائی ہے کہ جس میں اپنی صفات ربوبیت، الوہیت اور ملکیت کے واسطے بیان کرنے کے بعد لوگوں کو تعلیم دی ہے کہ وہ اپنے رب سے ان بیماریوں سے کیسے پناہ مانگیں؟ یہ سورت ان بیماریوں یعنی توہمات، وساوس اور دوسری خرابیوں سے بچنے کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے کافی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝١ مَلِكِ النَّاسِ ۝٢ إِلَٰهِ النَّاسِ ۝٣ مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝٤ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝٥ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝٦﴾ (الناس)

"تو کہہ میں پناہ پکڑتا ہوں لوگوں کے رب کی۔ لوگوں کے بادشاہ کی۔ لوگوں کے معبود کی۔ وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے، جو ہٹ ہٹ کر آنے والا ہے۔ وہ

جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ جنوں اور انسانوں میں سے۔"

ایک دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿٩٧﴾ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿٩٨﴾﴾ (المومنون: ۹۷، ۹۸)

"اور تو کہہ اے میرے رب! میں شیطانوں کی اکساہٹوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور اے میرے رب! میں اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آ موجود ہوں۔"

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ وسوسے برے شیطانی خیالات، شیطان کی پھونکوں اور گندے وہموں کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۚ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿٦﴾﴾ (فاطر: ٦)

"بے شک شیطان تمھارا دشمن ہے تو اسے دشمن ہی سمجھو۔ وہ تو اپنے گروہ والوں کو صرف اس لیے بلاتا ہے کہ وہ بھڑکتی آگ والوں سے ہو جائیں۔"

بلا شبہ شیطان گمراہی، فساد اور الحاد میں مبتلا ہو چکا ہے اور چاہتا ہے کہ لوگوں کو بھی گمراہی، فساد اور الحاد میں ڈال دے۔ تو جو بندہ کمزور ایمان والا ہوتا ہے اس کو شیطان اس طریقہ سے گمراہ کرتا ہے کہ اسے اعتقادات، اخلاقیات، اللہ کی حرام کردہ چیزوں اور اس کی حدود والے معاملات میں شک میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جبکہ اس کے مقابلے میں جو مضبوط ایمان والا بندہ ہوتا ہے اسے اعمال کے قبول ہونے، بات کے صحیح یا غلط ہونے اور اعتقادی معاملات کے متعلق شک وشبہ میں ڈال دیتا ہے۔

اس کتاب کے مؤلف کو اللہ جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اس کتاب میں نہ صرف شیطانی طور طریقوں، اس کے پیدا کردہ گندے خیالات اور وسوسوں کے راستوں کو واضح کیا ہے بلکہ اس بات کا بھی ذکر کیا ہے کہ وہ کس طرح مجموعی رویوں اور عقیدے کی

بنیادوں میں شکوک و شبہات پیدا کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ان شیطانی وسوسوں کا عقلی، نقلی اور عام قواعد کے دلائل سے مزین علاج بھی بیان کر دیا ہے تا کہ عام لوگ شیطانی ہتھکنڈوں سے بچ سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مؤلف کو اس کتاب کی تالیف پر ابھارنے والی چیز مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی ہے۔ کیوں کہ اپنے علم کی وجہ سے وہ مسلمانوں کی بہتر انداز میں رہنمائی کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ بھی قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾

''اور لوگوں سے اچھی بات کہو۔''

جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ ، قُلْنَا:لِمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ)) [1]

''دین خیر خواہی کا نام ہے (صحابہ کہتے ہیں) ہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کس کی خیر خواہی ؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلمان حکمرانوں کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے۔''

میں دعا کرتا ہوں کہ اس کتاب کو اللہ تعالیٰ مؤلف کے لیے ذریعۂ نجات بنائے، اس کتاب میں موجود علمی باتوں سے لوگوں کو فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت میں مؤلف کے نیک کاموں میں اس کا شمار کرے۔ آمین۔

عبداللہ بن سلیمان المنیع
ممبر کبار علماء کمیٹی رمملکت سعودیہ

[1] صحیح مسلم ، کتاب الایمان، حدیث: ۱۹۶/۵۵۔

وسوسہ

میں اللہ تعالیٰ کی کثرت سے تعریف کرتا ہوں۔ ایسی تعریف جو پاک اور مبارک ہے۔ اسی طرح درود بھیجتا ہوں خوشخبری سنانے والے دنیا کے سب سے بڑے راہنما اور روشن چراغ محمد رسول اللہ ﷺ پر کہ جن کو رحمۃ للعلمین بنا کر مبعوث کیا گیا اور جو تمام لوگوں کے لیے برہان ونورِ ہدایت ہیں۔

بہت سے بھائی بہنوں نے مجھ سے اس بات کی شکایت کی، خاص طور پر دین دار طبقہ کے ان احباب نے جو مختلف وسائل کے ذریعے دعوت کو آگے پہنچانے والے ہوتے ہیں، کہ ان پر شیطان مردود کی پکڑ سخت ہوگئی ہے۔ اس طرح کہ وہ ان کے عقائد، عبادات یہاں تک کہ روز مرہ کے امور اور مستقبل کے معاملات میں بھی برے خیالات اور فخر وغرور کو داخل کر دیتا ہے۔ اور ان کو ان کے گھر والوں اور خاندان کے بارے میں اس قدر شک اور وہم میں ڈال رکھا ہے کہ وہ دائمی مریض بن کر رہ گئے ہیں۔

اس طالب علم کو ہی لے لیجیے، یہ قرآن حکیم کو ختم کرنے کے قریب تھا کہ اس پر شیطان اپنے لاؤ لشکر سمیت مسلط ہوگیا اور اس کو مطیع کر کے اسے اپنے وسوسوں کا شکار بنا لیا۔ حتی کہ ایک وقت ایسا آیا، فکر وغم اس طالب علم کے جسم وعقل میں سرایت کر گئے۔ اور پھر وہ اس سے کہتا ہے کہ تو ریا کار ہے، تو منافق ہے اور تو اس طرح اور اس طرح ہے۔ اسی طرح ایک عورت شکایت کرتی ہے کہ شیطانی وسوسوں کو قبول کرنے کی وجہ سے وہ اپنی نمازیں اور نیکی کے دوسرے کام ضائع کروا بیٹھی ہیں۔

یہ ایک تیسری خاتون شکایت کر رہی ہے کہ: اس کی زندگی کی لذت اور سعادت مندی تو گویا ختم ہو کر رہ گئی ہے۔ اس لیے کہ شیطان نے عصبی بیماریوں اور دُکھی حقائق کے ذریعے

اپنے وسوسوں کا شکار کر کے اسے نفسیاتی مریضہ بنا ڈالا ہے۔

ایک اور بہن ہے جو شیطانی وسوسوں کا شکار ہو کر بار بار وضو و طہارت حاصل کرتی ہے، ایک نماز کو کئی کئی بار دہراتی ہے۔ کئی بار اللہ اکبر کہہ کر بیٹھی ہے مگر پھر بھی وہ سمجھتی ہے کہ شاید اس نے صحیح طرح سے نہ ہی تو طہارت حاصل کی ہے اور نہ ہی وہ صحیح طور سے نماز پڑھ سکی ہے۔

غرضیکہ اسی طرح کے دیگر ایسے ان گنت واقعات ہیں کہ جن کی کوئی حد نہیں۔

یہ اور اس طرح کے دوسرے وساوس ان لوگوں کے جسموں میں بیماریوں کا سبب بن چکے ہیں۔ ان کے دلوں میں وہم، سینوں میں تنگی، خوف و رعب، موجودہ حالات کی پریشانیاں اور آنے والے وقت کے بارے میں خدشات کا باعث یہی شیطانی وسوسے ہیں۔ بلکہ لوگوں پر دنیا اپنی کشادگی کے باوجود تنگ ہو چکی ہے۔ حتیٰ کہ ان میں سے بعض سخت مشکلات کی وجہ سے سرے سے نماز چھوڑنے کے بارے میں غور وفکر کرنے لگتے ہیں اور بعض تو شدید پریشانی کی وجہ سے خودکشی کے بارے میں سوچنا شروع کر دیتے ہیں۔ ان لوگوں کو پیارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کا وہ فرمان یاد رکھنا چاہیے جو دلوں میں راحت و اطمینان کا باعث ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسُهَا مَا لَمْ يَتَكَلَّمُوا، أَوْيَعْمَلُوْا بِهِ)) [1]

”بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کے لوگوں میں پیدا ہونے والے برے خیالات سے درگزر فرماتا ہے جب تک کہ وہ ان خیالات کے مطابق عمل نہ کر لیں یا ان کو زبان سے ادا نہ کر لیں۔“

یہ بات مسلمہ ہے کہ سارے برے خیالات شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اور وہی ہے جو لوگوں کے دلوں میں یہ برے خیالات ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث: ۳۳۱/۱۲۷۔

﴿إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٠﴾﴾

(المجادله : ۱۰)

''یہ سرگوشی تو شیطان ہی کی طرف سے ہے، تاکہ وہ ان لوگوں کو غم میں مبتلا کرے جو ایمان لائے، حالانکہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر انھیں ہرگز کوئی نقصان پہنچانے والا نہیں اور اللہ ہی پر پس لازم ہے کہ مومن بھروسا کریں۔''

رسول اللہ ﷺ نے شیطان کے خطروں اور اس کی پکڑ کی شدت کو محسوس کر لیا تھا۔ جیسا کہ اُم المؤمنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کی حدیث سے واضح ہے، آپ فرماتی ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُعْتَكِفاً ، فَأَتَيْتُهُ أَزُوْرُهُ لَيْلًا ، فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمْتُ فَانْقَلَبْتُ ، فَقَامَ مَعِي لِيَقْلِبَنِي۔وَكَانَ مَسْكَنُهَافِي دَارِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ۔فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ ، فَلَمَّا رَأَيَا النَّبِيَّ ﷺ أَسْرَعَا ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: عَلَىٰ رِسْلِكُمَا ، إِنَّهَاصَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ؛ فَقَالَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ : إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ ، وَإِنِّي خَشِيْتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوْبِكُمَا سُوْءاً۔ أَوْقَالَ ۔ شَيْئاً)) [1]

''رسول اللہ ﷺ اعتکاف میں تھے، میں رات کو آپ سے ملاقات کرنے کے لیے آئی۔ میں آپ سے باتیں کرتی رہی، پھر واپس جانے کے لیے کھڑی ہوئی تو آپ مجھے چھوڑنے کے لیے میرے ساتھ نکلے (آپ رضی اللہ عنہا اسامہ بن زید کے گھر میں مقیم تھیں) ہمارے قریب سے انصار کے دو آدمی گزرے۔ جب انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تو تیز تیز چلنے لگے۔ آپ نے فرمایا: رک جاؤ! یہ صفیہ بنت حیی (رضی اللہ عنہا) ہے۔ ان دونوں نے کہا: سبحان اللہ! یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا:

[1] صحیح بخاری ، کتاب بدء الخلق ، حدیث : ۳۲۸۱۔

بے شک شیطان آدمی کے اندر خون کی طرح گردش کرتا ہے، میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم دونوں کے دلوں میں کوئی برا خیال ڈال دے۔''

یہی وجہ ہے کہ ہر انسان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ بھی، یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی مدد کی اور وہ شیطان مطیع ہوگیا۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وسوسہ ان پرانی اور خطرناک بیماریوں میں سے ہے کہ جو وسیع نقصان اور برے اثرات والی ہوتی ہیں۔

علما کی ذمہ داری:

اگر چہ شارع ﷺ، سلف صالحین اور آئمہ دین نے وسوسے سے ڈرایا ہے اور اس کے خطرات اور علاج پر کتابیں تالیف کی ہیں لیکن یہ بات مسلمہ ہے کہ ہر دور میں مسلمانوں کا ایک گروہ اس بیماری میں مبتلا رہا اور اس بات کا متلاشی رہا ہے کہ اس بیماری سے کیسے چھٹکارا پا یا جائے؟ اسی وجہ سے علماء اور طالب علموں پر لازم ہے کہ وہ وسوسہ کے اسباب سے پردے ہٹائیں، اس کے خطرات اور نقصانات بیان کریں اور اس کے علاج کی طرف رہنمائی کریں۔

وسوسہ، ان مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے شیطان کا ہتھکنڈہ ہے کہ جن پر وہ دوسرے طریقوں سے قابو پانے میں ناکام ہو جاتا ہے۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ دوسرے ذرائع سے ان تک نہیں پہنچ سکتا تو پھر وہ وسوسے کو وسیلہ بناتا ہے۔ وہ ان مسلمانوں کو ایسے طریقے سے دھوکہ دیتا ہے کہ جس کی ظاہری صورت تو بہترین ہوتی ہے لیکن اس کے پیچھے عذاب ہوتا ہے۔ لہٰذا ہم مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم شیطان اور خصوصاً اس کے وسوسوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کے حل کے لیے ایک خاص سورت ''سورۃ الناس'' نازل کی ہے جس میں فرمایا:

﴿مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝﴾ (الناس: ٤، ٥)

''وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے، (میں اللہ عزوجل کی پناہ طلب کرتا ہوں) جو

ہٹ ہٹ کر آنے والا ہے۔ وہ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔‘‘

اس کتاب میں بحث، وساوس کو دور کرنے والے موضوع کے متعلق ہوگی، ان شاء اللہ۔ اور اس کی ترتیب کچھ اس طرح ہوگی کہ سب سے پہلے وسوسے کا مفہوم، اس کے اسباب ونقصانات اور اس کے علاج کی کیفیت کا ذکر ہوگا۔ پھر ان صفات کا ذکر ہوگا کہ جن سے وہ شخص پہچانا جاسکے گا جو وسوسے میں مبتلا ہوگا۔ آخر میں ان اہم تالیفات کا ذکر ہوگا جو وسوسہ کے بارے میں شکوک وشبہات کو دور کرتی اور ان کے بارے میں ردّ ہیں۔ اس بارے میں بعض اہم مسائل کا بھی ذکر ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

میں نے معاملے کی سنگینی کی وجہ سے اس کتاب کا نام ”آفة المؤمن“ رکھا ہے اور اس وجہ سے بھی کہ یہ بیماری وآفت بکثرت پھیلی ہوئی ہے، اگر کوئی ایک طرف سے بچا ہوا ہے تو وہ دوسری طرف سے اس مرض میں مبتلا ہے۔ آپ بہت کم اشخاص کو ان نفسیاتی بیماریوں سے بچا ہوا پائیں گے، بالخصوص دین دار طبقہ کے لوگ۔ کیوں کہ شیطان جب مسلمان کو شرک اور گمراہی میں ڈالنے میں ناکام ہو جاتا ہے تو اسے وسوسے کی مختلف اقسام میں مبتلا کر دیتا ہے، یہاں تک کہ انسان پر اس کی سعادت اور معیشت مشکوک کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝٦ ﴾ (فاطر: ٦)

”بے شک وہ اپنے گروہ کو بلاتا ہے تاکہ وہ جہنم والوں میں سے ہو جائیں۔“

ایک اور مقام پر اللہ عزوجل، بہکاوے کے متعلق شیطانی وسائل وذرائع کو کھول کر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ لَّعَنَهُ اللَّهُ ۘ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝١١٨ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ ۚ وَمَن يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّن دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِينًا ۝١١٩ ﴾ (النساء: ١١٨، ١١٩)

''اس (شیطان) پر اللہ نے لعنت کی ہے۔ اور وہ کہنے لگا: میں ہر صورت تیرے بندوں میں سے ایک مقرر حصہ ضرور لوں گا۔ یقیناً میں انھیں ضرور گمراہ کروں گا اور یقیناً میں انھیں ضرور آرزوئیں دلاؤں گا اور یقیناً میں انھیں ضرور حکم دوں گا۔ یقیناً وہ ضرور چوپاؤں کے کان کاٹیں گے اور میں انھیں ضرور حکم دوں گا اور وہ ضرور اللہ کی پیدا کی ہوئی مخلوق کی صورت بدلیں گے۔ اور جو کوئی شیطان کو اللہ کے سوا دوست بنائے گا تو یقیناً اس نے خسارہ اٹھایا، واضح خسارہ۔''

بے شمار آیات ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں شیطان مردود سے متنبہ کیا ہے۔ مثال کے طور پر شیطان کا ہمارے ماں باپ آدم وحوا کو درخت سے کھانے کا وسوسہ ڈالنا۔

چنانچہ اللہ عزوجل پورے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿وَ قُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۪ وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۳۵﴾

(البقرہ: ۳۵)

''اور ہم نے کہا اے آدم! تو اور تیری بیوی جنت میں رہو اور دونوں اس میں سے کھلا کھاؤ جہاں چاہو اور تم دونوں اس درخت کے قریب نہ جانا، ورنہ تم دونوں ظالموں سے ہو جاؤ گے۔''

﴿فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝۲۰ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝۲۱ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۲۲ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا

لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٢٣﴾ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿٢٤﴾ ﴾

(الاعراف : ٢٠ تا ٢٤)

''پھر شیطان نے ان دونوں کے لیے وسوسہ ڈالا، تا کہ ان کے لیے ظاہر کر دے جو کچھ ان کی شرم گاہوں میں سے ان سے چھپایا گیا تھا۔ اور اس نے کہا تم دونوں کے رب نے تمھیں اس درخت سے منع نہیں کیا مگر اس لیے کہ کہیں تم دونوں فرشتے بن جاؤ، یا ہمیشہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ۔اور اس نے دونوں سے قسم کھا کر کہا کہ بے شک میں تم دونوں کے لیے یقیناً خیر خواہوں میں سے ہوں۔ پس اس نے دونوں کو دھوکے سے نیچے اتار لیا، پھر جب دونوں نے اس درخت کو چکھا تو ان کے لیے ان کی شرمگاہیں ظاہر ہوگئیں اور دونوں جنت کے پتوں سے (لے لے کر) اپنے آپ پر چپکانے لگے۔ان دونوں کو ان کے رب نے آواز دی: کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت سے منع نہیں کیا اور تم دونوں سے یہ نہیں کہا تھا کہ بے شک شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے۔دونوں نے کہا اے ہمارے رب ! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم ضرور خسارہ پانے والوں سے ہو جائیں گے۔فرمایا: (یہاں سے) اتر جاؤ، تمھارا بعض بعض کا دشمن ہے اور تمھارے لیے زمین میں ایک خاص وقت تک ایک ٹھکانا اور کچھ (زندگی کا) سامان ہے۔''

ذرا غور کیجیے کہ شیطان نے کس قدر کوشش کی کہ ہمارے ماں باپ آدم وحوا کے دل میں جگہ حاصل کر لے اور وہ درخت کا پھل کھالیں، اس کے لیے اس نے جھوٹی قسمیں اٹھائیں اور خیر خواہی کا فریب دیا۔لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا؟

ان دونوں نے اس درخت کا پھل چکھا تو ان کی شرمگاہیں عریاں ہوگئیں اور وہ دونوں جنت کے پتوں سے ان کو چھپانے لگے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ ﴾ (فاطر: ٦)

”شیطان تمہارا دشمن ہے، پس تم اس کو اپنا دشمن ہی پکڑو۔“

وضاحت کرتے ہوئے فرمادیا:

﴿ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ يَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ ﴾ (البقرہ: ٢٦٨)

”شیطان تمہیں غربت کا وعدہ دیتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔“

ایک تیسرے مقام پر اس سے ڈراتے ہوئے فرمایا:

﴿ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۙ﴿٦٠﴾ ﴾ (یٰس: ٦٠)

”کیا میں نے تمھیں تاکید نہ کی تھی اے اولاد آدم! کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، یقیناً وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔“

اسی طرح واضح بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦﴾ ﴾ (الحشر: ١٦)

”شیطان کے حال کی طرح، جب اس نے انسان سے کہا کفر کر، پھر جب وہ کفر کر چکا تو اس نے کہا بلاشبہ میں تجھ سے لاتعلق ہوں، بے شک میں اللہ سے ڈرتا ہوں، جو تمام جہانوں کا رب ہے۔“

لیکن اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ اس کے مخلص بندوں پر شیطان کا داؤ نہیں چلے گا۔

﴿ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٨٢﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٨٣﴾ ﴾ (ص: ٨٢، ٨٣)

”کہا تو قسم ہے تیری عزت کی! کہ میں ضرور بالضرور ان سب کو گمراہ کر دوں گا۔ مگر ان میں سے تیرے وہ بندے جو چنے ہوئے ہیں۔“

یہی وجہ تھی کہ جس راستے پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ چلتے شیطان اس راستے کو چھوڑ

کر دوسرے راستے پر چلتا تھا۔

شیطان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ اس نے قسم کھا کر کہا تھا:

﴿قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ (الحجر: ۳۹)

''اس نے کہا اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے، میں ضرور ہی ان کے لیے زمین میں مزین کروں گا اور ہر صورت میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا۔''

اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان کے مصداق شیطان ایک شکاری ہے جو گھات لگا کر بیٹھا ہوا ہے اور مؤمن بندوں کو شکار کرتا ہے۔

﴿ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝۱۷﴾ (الاعراف: ۱۷)

''پھر میں ہر صورت میں ان کے آگے سے، ان کے پیچھے سے، ان کی دائیں طرفوں سے اور ان کی بائیں طرفوں سے آؤں گا اور تو ان کے اکثر کو شکر کرنے والے نہیں پائے گا۔''

اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر شیطان کی تدبیروں کا اور ان تدبیروں کے کمزور ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

ا...... ﴿اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۹۹﴾

(النحل: ۹۹)

''بے شک حقیقت یہ ہے کہ اس کا ان لوگوں پر کوئی غلبہ نہیں جو ایمان لائے اور وہ صرف اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہیں۔''

ب...... ﴿اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۭ وَكَفٰي بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ۝۶۵﴾

(بنی اسرائیل: ۶۵)

''بے شک میرے بندے، تیرا ان پر کوئی غلبہ نہیں اور تیرا رب کافی کارساز ہے۔''

ج ﴿إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُم بِهِ مُشْرِكُونَ ﴾ (النحل: ١٠٠)

''اس کا غلبہ تو صرف ان لوگوں پر ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں اور جو اس کی وجہ سے شریک بنانے والے ہیں۔''

شیطان کے ہتھکنڈے:

شیطان بندے کو گمراہ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا یہاں تک کہ موت کے وقت بھی اس کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الشَّیْطَانَ یَأْتِيْ أَحْدَکُمْ قَبْلَ مَوْتِہٖ، فَیَقُوْلُ لَہُ مُتْ نَصْرَانِیّاً)) [1]

''یقیناً شیطان موت کے وقت تم میں سے ہر ایک کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے: نصرانیت کی حالت میں مر۔''

امام ابو جعفر قرطبی رحمہ اللہ کی کتاب ''التذکرہ'' میں ہے کہ ابو جعفر قرطبی پر جب وقت وفات آیا تو جو لوگ پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھیے۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے پھر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے کو کہا تو انہوں نے پھر جواب میں نہیں فرمایا۔ جب انہیں کچھ افاقہ ہوا اور انہیں پتہ چلا کہ کیا واقعہ ہوا ہے تو انہوں نے فرمایا: میرا ''نہیں'' کہنا تمہارے لیے نہیں تھا۔ میری دائیں طرف سے شیطان میرے پاس آیا اور مجھے کہا کہ یہودیت کی حالت میں مر، کیوں کہ وہ بہتریں دین ہے۔ میں نے اسے جواب دیا: نہیں۔ پھر وہ میری بائیں طرف سے آیا اور کہا: نصرانیت کی حالت میں مَر، کیوں کہ وہ بہترین دین ہے۔ میں نے پھر اسے جواب دیا: نہیں۔

اہل السنۃ کے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جب بستر مرگ پر دراز ہوئے تو ان کے پاس بھی شیطان یہی کچھ کہنے کے لیے آیا۔ امام صاحب کے بیٹے عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ جب

[1] دیکھیے: التذکرۃ للقرطبی: ۱/۳۸۔

میرے والد کا وقت وفات قریب ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ پسینے میں شرابور ہیں ۔ جب تھوڑا سا افاقہ ہوا تو انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور کہنا شروع کر دیا: آج کے بعد نہیں ، آج کے بعد نہیں ۔ جب موت کی سختی اور پریشانی کچھ کم ہوئی تو میں نے کہا کہ ابا جان ! یہ آپ ''آج کے بعد نہیں ، آج کے بعد نہیں'' جو فرما رہے تھے یہ کیا تھا؟ کیا آپ جانتے ہیں کہ امام اہل السنۃ نے کیا فرمایا تھا؟ آپ نے اپنے بیٹے سے کہا تھا: اے میرے بیٹے! شیطان میرے سرہانے بیٹھا ہوا تھا اور اپنی انگلیوں کو کاٹتے ہوئے کہہ رہا تھا: اے احمد! کاش آج کے دن میرے ٹکڑے کر دیے جائیں کیوں کہ آج کے بعد میں آپ کو نہیں پا سکوں گا۔ اور میں اسے کہہ رہا تھا: آج کے بعد نہیں ، آج کے بعد نہیں ، یہاں تک کہ مجھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پر موت آ جائے۔

وسوسہ اور اس کے اسباب

وسوسہ ہمارے دل کے اندر پیدا ہونے والے وہ خیالات ہیں جن کا باعث شیطان کی طرف سے ڈالے جانے والے برے خیالات اور تفکرات ہوتے ہیں۔

وسوسہ پیدا کرنے والے اسباب کو ہم چار حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

پہلا سبب:

سب سے پہلا اور اہم سبب دین کے بارے میں جہالت ہے۔ کاش کہ وسوسے میں پڑنے والا آدمی دینی حفاظت کو جان لے کہ جو اس معاملے میں سختی کی وجہ سے قلعہ کی مانند ہے اور بعض اوقات اسے دین کی پناہ کا نام بھی دیا جاتا ہے۔

لیکن دین سے ناواقفیت انسان کو ان معاملات میں الجھا دیتی ہے جو اس کے لیے نفع کی بجائے نقصان کا باعث بنتے ہیں۔ علامہ ابن الجوزی اپنی کتاب ''تلبیس ابلیس'' میں ذکر کرتے ہیں: ''سب سے بڑا دروازہ جس کے ذریعے ابلیس انسان پر داخل ہوتا ہے وہ جہالت ہے، اور وہ اس جہالت کی وجہ سے ان لوگوں پر غلبہ پا لیتا ہے۔''

اس کے مقابلے میں جو عالم ہے اس پر تو وہ چوری چھپے ہی داخل ہوتا ہے۔ بہت سے عبادت گزار بندے اپنے کم علم کی وجہ سے شیطان کا شکار آسانی سے بن جاتے ہیں کیوں کہ ان کے علماء ان کو عبادت کرنے کا حکم تو دیتے ہیں مگر علم حاصل کرنے کا نہیں کہتے۔

دوسرا سبب:

دوسرا سبب ایمان کی کمی اور اللہ تعالیٰ پر بھروسے کی کمزوری ہے، طاقتور مومن اپنے ایمان کی قوت کی وجہ سے وسوسے میں ڈالنے والے اسباب سے واقفیت حاصل کر کے ان سے اپنا بچاؤ کر لیتا ہے۔ جب کہ بچنے کی قوت کی غذا وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسے سے حاصل کرتا

ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہی زندگی کی راحت وخوشی پر تمام وسائل سے زیادہ مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ (الطلاق : ٣)

''جو اللہ پر بھروسہ کرے گا تو وہ اسے کافی ہوگا۔''

ذرا اس آیت کے اس حصہ پر غور کیجئے'' فَهُوَ حَسْبُهٗ ''وہ اسے کافی ہوگا۔'' اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿وَّ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ③﴾ (الاحزاب : ٣)

''اور اللہ پر بھروسہ کرو۔ وہ اللہ بگڑی بنانے کے لیے کافی ہے۔''

ایک آدمی نے حضرت معروف کرخی سے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کر دیجئے تو آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل پر ایسا بھروسہ کر کہ وہ تیرا ہمسائیہ اور ساتھی بن جائے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا، اپنے معاملات اسے سونپ دینا اور اپنے دل کو اس کی طرف متوجہ کر لینا ایسے بڑے اسباب ہیں کہ جن کی وجہ سے فائدہ دینے والی چیزیں حاصل ہوتی، ناپسندیدہ چیزیں دور ہوتی اور حاجات پوری ہوتی ہیں۔ جب کبھی آپ دل کی گہرائی سے توکل کے معانی پر غور کریں گے تو گوہر مقصود ہاتھ آجائے گا اور تحقیق مکمل ہو جائے گی۔ تمام انبیاء اور رسولوں کے اللہ تعالیٰ پر بھروسے کی کیفیت یہی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے خلیل سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں پھینک دیا گیا تو ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور پوچھا: ''کیا آپ کو میری ضرورت ہے؟ آپ نے جواباً فرمایا: تیری طرف تو کوئی حاجت نہیں البتہ اللہ تعالیٰ کی طرف ضرور حاجت ہے۔ کیوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے، اور وہی کارساز ہے۔'' تو آگ آپ پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوگئی۔ حالانکہ جبرائیل علیہ السلام اپنے پروں سے آگ بجھانے پر قادر تھے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل مخلوق سے نفع حاصل کرنے اور تکلیف دور کرانے پر راضی نہ تھا۔ اسی معنیٰ ومفہوم کو صحابہ کرام غزوہ احد سے اگلے دن حمراء الاسد کے مقام پر دہرا رہے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿١٧٣﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّ اتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ﴾

(آل عمران: ۱۷۳، ۱۷٤)

''وہ لوگ کہ لوگوں نے ان سے کہا کہ بے شک لوگوں نے تمھارے لیے (فوج) جمع کر لی ہے، سوان سے ڈرو، تو اس (بات) نے انھیں ایمان میں زیادہ کر دیا اور انھوں نے کہا ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔ تو وہ اللہ کی طرف سے عظیم نعمت اور فضل کے ساتھ لوٹے، انھیں کوئی برائی نہیں پہنچی اور انھوں نے اللہ کی رضا کی پیروی کی۔''

تیسرا سبب:

تیسرا سبب شیطان کے وسوسوں اور خیالات کو قبول کرنا اور اس کی فرمانبرداری کرنا ہے۔ اگر اس کی نافرمانی کی جائے اور اس کے وسوسوں کو بھلا دیا جائے تو بندہ محفوظ و مامون رہ کر کامیاب ہوسکتا ہے۔

چوتھا سبب:

عقل کی کمی چوتھا سبب ہے۔ اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ عقل مند مومن کبھی بھی شیطان کی تدبیروں، سازشوں اور خطرات کا شکار نہیں ہوتا۔

وسوسے کے وقوع کی جگہیں

شیطان اس بات سے تو مایوس ہو چکا ہے کہ جزیرۃ العرب میں دوبارہ اس کی عبادت کی جائے گی۔ جب اس نے اپنی عاجزی کا یقین کر لیا تو اس نے مسلمانوں کو بہت سارے نہایت خطرناک دروازوں سے شکار کرنے کا پروگرام تیار کر لیا۔ بنی نوع انسان کے لیے شیطان کی دشمنی آج کے دور کی بات نہیں ہے بلکہ اس کے ڈانڈے اس سرکشی سے جا ملتے ہیں جو اس نے ہمارے باپ آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کرتے ہوئے اختیار کی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اس نے اپنی عقل کو معیار اور کسوٹی سمجھتے ہوئے غرور کیا اور سجدہ سے انکاری ہو گیا۔ اس کا گمان تھا کہ وہ آدم سے بہتر ہے کیوں کہ آدم مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں اور وہ آگ سے۔ اور آگ مٹی سے بہتر ہوتی ہے۔ جب کہ امر واقع یہ ہے کہ مٹی آگ سے بہتر ہوتی ہے کیوں کہ مٹی چیزوں کی بنیاد بنتی ہے جب کہ آگ جلانے کی بنیاد ہے۔ اس موقع پر ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے مہلت طلب کی اور کہا:

﴿رَبِّ فَأَنظِرْنِيٓ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝٣٦﴾ (الحجر: ٣٦)

”اے میرے رب! مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے دے۔“

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَإِنَّكَ مِنَ ٱلْمُنظَرِينَ ۝٣٧﴾ (الحجر: ٣٧)

”بے شک تو مہلت دیے جانے والوں میں سے ہے۔“

اس وقت ابلیس نے وعدہ کیا تھا کہ جس نے اس کی اطاعت کی اسے تو وہ ضرور گمراہ کرے گا۔ اسی لیے ہر زمانے میں اس وقت کی امت اور افراد کے لیے شیطان کے پاس موزوں حیلے بہانے اور تدبیریں موجود رہتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو

تنبیہ کرتے ہوئے اور ڈراتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴾ (یٰس : ٦٢)

''اور بلاشبہ یقیناً اس نے تم میں سے بہت سی مخلوق کو گمراہ کردیا، تو کیا تم نہیں سمجھتے تھے۔''

وساوس میں مبتلا لوگوں پر داخل ہونے کے لیے شیطان کے پاس بہت سے دروازے ہیں، جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں غور وفکر:

بندوں کو اس بات سے روک دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کی حقیقت وکیفیت پر غور وفکر کریں۔ اس کے برعکس حکم یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات پر غور وفکر کریں کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرتی ہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ شیطان بعض لوگوں کو وسوسوں میں ڈال دیتا ہے اور ان کے دل میں سوال پیدا کردیتا ہے جن سے وہ پریشان ہوجاتے ہیں اور ان کے دل تنگ ہوجاتے ہیں۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں بھی ایسے سوال پیدا ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان سوالوں سے بچنے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((جَاءَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلُوهُ: اِنَّا نَجِدُ فِي أَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ أَحَدُنَا أَنْ يَتَكَلَّمَ بِهٖ: قَالَ: وَقَدْ وَجَدْتُمُوهُ؟ قَالُوا: نَعَمْ؛ قَالَ: ذٰلِكَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ)) [1]

''کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پوچھا: ہمارے دلوں میں بعض دفعہ ایسے خیالات آجاتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی ان کو بیان کرنا پسند نہیں کرتا۔ آپ نے پوچھا: کیا واقعی ایسے خیالات پیدا ہوتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث: ٣٤٠/١٣٢.

کہ ہاں۔آپ نے فرمایا: یہی صریح ایمان ہے۔“

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

((سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوَسْوَسَةِ؟ قَالَ: تِلْكَ مَحْضُ الْإِيْمَانِ)) ❶

”رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ وسوسہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ خالص ایمان ہے۔“

ایک اور روایت میں ہے کہ صحابہ نے فرمایا:

((لَأَنْ يَكُوْنَ أَحَدُنَا حُمَمَةً۔أَيْ فَحماً۔أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ بِهِ)) ❷

”ہمیں آگ کا انگارہ اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ ہم ان خیالات کو اپنی زبان سے ادا کریں۔“

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: ”تم آپس میں سوال کرتے ہو کہ ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے مگر اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ پھر بیان کیا کہ میں ایک دن بیٹھا ہوا تھا کہ عراقیوں میں سے ایک آدمی نے یہی سوال کیا۔ میں نے انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیں اور بلند آواز سے پکارنے لگا۔

((صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، اَللّٰهُ الْوَاحِدُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُواً أَحَدٌ)) ❸

”رسول اللہ نے سچ فرمایا ہے: اللہ اکیلا بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ اسے کسی نے جنا ہے، اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر ہے۔“

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث: ۱۳۳/۳۴۲.

❷ ابو داؤد کتاب الأدب: ۵۱۱۲.

❸ دیکھئے: الرد علی الجهمیه للدارمی: ۲۵.

((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَكَ؟ فَيَقُوْلُ: اللّٰهُ؛ فَيَقُوْلُ: مَنْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ؟ فَيَقُوْلُ: اللّٰهُ؛ فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟ فَإِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ شَيْئاً مِنْ ذٰلِكَ فَلْيَقُلْ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ)) [1]

''بلا شبہ شیطان تم میں سے کسی ایک کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے: تجھے کس نے پیدا کیا ہے؟ وہ کہتا ہے اللہ نے۔ شیطان پھر کہتا ہے: زمین وآسمان کس نے پیدا کیے؟ وہ کہتا ہے: اللہ نے۔ شیطان پھر کہتا ہے: اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ تو جو کوئی اس طرح کی بات پائے، اسے فوراً کہنا چاہیے: میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔''

وسوسوں کا علاج:

کوئی بیماری ایسی نہیں کہ جس کا علاج اللہ تعالیٰ نے پیدا نہ کیا ہو۔ چونکہ وسوسہ بھی ایک قبیح اور بری بیماری ہے اس لیے مریض کو چاہیے کہ فوراً علاج کی طرف توجہ دے اور سستی کر کے اپنی عمر اور وقت کو ضائع نہ کرے۔ وسوسے کا مریض مندرجہ ذیل تدابیر اختیار کرے:

۱۔ اسے ''اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا'' پڑھتے رہنا چاہیے۔

۲۔ اسے سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرنی چاہیے۔

۳۔ شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ کر اپنی بائیں جانب تھوک لینا چاہیے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ کر اس قسم کے خیالات سے رک جانا چاہیے اور یاد رکھنا چاہیے کہ جب تک وہ اس وسوسے کو بیان نہ کر دے یا اس پر عمل نہ کرے اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ بلکہ ان خیالات پر غم محسوس ہونا ایمان کے پختہ ہونے کی دلیل ہے۔

۵۔ ہم اس مریض سے سوال کریں گے کہ جو خیالات تمہارے دل میں پیدا ہوئے ہیں کیا تو ان پر اعتقاد وایمان بھی رکھتا ہے۔ وہ ضرور جواب میں نہیں کہے گا۔ پھر ہم اسے کہیں

[1] صحيح ابن حبان: ۱۵۰.

گے کہ کوئی حرج نہیں اور اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین کا فتویٰ:

الشیخ العثیمین رحمہ اللہ سے اس قسم کے وسوسے کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جس بندے کو شیطان اللہ تعالیٰ کے بارے میں وسوسہ ڈال دے جب کہ وہ اس وسوسے سے سخت خوفزدہ ہو تو اس کے بارے میں آپ کیا رائے دیتے ہیں؟

فضیلۃ الشیخ رحمہ اللہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: جس پریشان بندے کے بارے میں سوال کیا گیا ہے کہ وہ نتائج سے خوفزدہ بھی ہے تو میں اسے کہتا ہوں کہ وہ خوش ہو جائے، کیوں کہ نتیجہ اچھا ہی نکلے گا۔ اس لیے کہ شیطان مومنوں کے دلوں میں اس طرح کے وسوسے ڈالتا رہتا ہے تا کہ ان کے عقیدے کو خراب کر دے اور ان کے دل میں قلق پیدا ہو جائے۔ اگر ان کے دل میں ایمان ہوگا تو لازم ہے کہ وہ ایمان اور اسلام کے بارے میں فکر مند ہوں گے۔ اس طرح کے حالات سے اہل ایمان کو پہلی دفعہ واسطہ نہیں پڑا اور نہ ہی یہ آخری واقعہ ہے۔ جب تک یہ دنیا قائم ہے اور اس میں مومن بستے رہیں گے تو اس قسم کے حالات بھی بنتے رہیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اسی طرح کے حالات سے سابقہ پڑا تھا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ آپ کے پاس آئے اور کہا:

((اِنَّا نَجِدُ فِي أَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ أَحَدُنَا أَنْ يَّتَكَلَّمَ بِهٖ، فَقَالَ: أَوَقَدْ وَجَدْتُمُوْهُ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: ذَاكَ صَرِيْحُ الْإِيْمَانِ)) [1]

”ہم اپنے دلوں میں بعض اوقات ایسے خیالات پاتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی بھی انہیں بیان کرنا پسند نہیں کرتا۔ آپ نے پوچھا: کیا واقعی یہی صورتحال ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: یہ ایمان کے پختہ ہونے کی دلیل ہے۔“

ایک اور حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟

[1] دیکھیے: صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث: ۱۳۲.

حَتّٰی یَقُوْلَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ؟ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ)) [1]

''تم میں سے کسی ایک کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے: اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ یہاں تک کہ وہ کہتا ہے: اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ جب کوئی اس حالت کو پہنچے تو اسے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے اور اس بات سے رک جانا چاہیے۔''

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ وہ اپنے دل میں ایسا خیال پاتا ہے کہ اسے بیان کرنے سے آگ کا انگارہ پکڑ لینا بہتر ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي رَدَّ أَمْرَهُ إِلَى الْوَسْوَسَةِ)) [2]

''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے اس کے معاملہ کو وسوسہ کی طرف پھیر دیا۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ''کتاب الایمان'' میں فرماتے ہیں: مؤمن کی آزمائش شیطانی وسوسوں سے کی جاتی ہے۔ جو وسوسہ کفر والا ہو تو اس سے ایک مؤمن اپنے سینے میں تنگی محسوس کرتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنے دلوں میں ایسے وسوسے پاتے ہیں کہ جن کو بیان کرنے سے متعلق ہم پسند کرتے ہیں: آسمان زمین پر گر پڑیں مگر ہم ان وسوسوں کو بیان نہ کریں۔ یہ سن کر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہی تو ایمان کی پختگی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے شیطان کی تدبیر کو وسوسہ بنا کر رد کر دیا۔'' اس کا معنیٰ یہ ہے کہ شیطان مؤمن کو وسوسوں میں ڈالتا رہتا ہے اور جب وسوسے زیادہ ہوتے ہیں تو ایمان مضبوط ہو جاتا ہے۔ جب کہ شیطان چاہتا ہے: ایمان کو خراب کرے اور بندے کو اس رب کا نافرمان بنا دے کہ جس رب نے اس کے لیے خوش بختیاں تیار کی ہیں تاکہ قیامت والے دن وہ بندہ اس کا جہنم کا ساتھی بن جائے۔ اگر بندہ کمزور ایمان والا ہو تو اسے شیطان جھوٹ، غیر محرموں کو دیکھنا اور اس جیسے چھوٹے چھوٹے

---

[1] صحیح بخاری حدیث: ۳۲۷۶.
[2] دیکھئے: ابو داؤد حدیث: ۵۱۱۰.

وسوسوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ لیکن اگر ایمان قوی اور مضبوط ہو تو وسوسہ بھی مضبوط ڈالتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے وجود کا نہ ہونا، حساب کتاب کا نہ ہوتا یا جنت جہنم کا نہ ہونا وغیرہ۔

نیک لوگوں کی آزمائش:

اس قسم کے وسوسے کا دل میں پایا جانا اور اس کے ساتھ ناپسندیدگی کی بھی موجودگی کہ جو اس وسوسے کو دل سے اکھاڑ پھینکے یہی تو ایمان کی پختگی کی علامت ہے، اس مجاہد کے عظیم جہاد کی طرح کہ جس پر دشمن نے حملہ کیا، مگر اس نے مدافعت کی اور اس پر غلبہ پا لیا۔

دین کے طالب علموں اور عبادت گزاروں کو جو وسوسے درپیش آتے ہیں وہ عام لوگوں کو درپیش نہیں آتے کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے پر نہیں چلتے اور پہلے ہی اپنے رب کی نافرمانی میں پڑے ہوئے ہیں جو کہ شیطان کو مطلوب ہے۔ لیکن علم اور عبادت کے ذریعے اپنے رب کی طرف متوجہ ہونے والے شیطان کا خصوصی نشانہ بنتے ہیں اور وہ انہیں اس بات سے روکنا چاہتا ہے۔

اس لیے میں سوال کرنے والے سے کہنا چاہتا ہوں: جب تجھے پتہ چل گیا کہ یہ شیطان کا وسوسہ ہے، تو پھر کوشش کر اور اس کا مقابلہ کر۔ اپنے ذہن مین یہ بات بٹھا لے کہ شیطان تجھے کبھی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِيْ مَا وَسْوَسَتْ بِهٖ صُدُوْرُهَا مَالَمْ تَعْمَلْ بِهٖ، أَوْتَتَكَلَّمْ)) [1]

”بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کے دلوں میں پیدا ہونے والے خیالات سے درگزر فرماتا ہے جب تک کہ وہ ان خیالات کو بیان نہ کر دیں یا ان پر عمل نہ کرلیں۔“

اگر آپ سے کہا جائے: کیا آپ اس وسوسہ پر اعتقاد رکھتے ہیں؟ کیا آپ اسے حق سمجھتے ہیں؟ اور کیا آپ اللہ تعالیٰ کی کیفیت کو بیان کر سکتے ہیں؟ تو یقیناً آپ کہیں گے کہ اس

[1] صحیح بخاری حدیث: ۲۵۲۸.

قسم کی باتیں کرنا ہمیں زیب ہی نہیں دیتا اور یہ باتیں بہت بڑا بہتان ہیں ۔آپ نے فوراً اپنے دل اور زبان سے ان باتوں کا انکار کر دیا اور آپ فوراً ایسے لوگوں سے دور بھاگ جائیں گے کیوں کہ یہ تو فی نفسہ وسوسہ ہیں۔ وہ شیطان جو خون کی طرح ابن آدم کے اندر گردش کرتا ہے آپ کو شرک میں ڈالنا چاہتا تھا۔ آپ کے ایمان کو مشکوک کرنا چاہتا ہے۔

موجودہ حالات:

آپ مشرق و مغرب کے بڑے بڑے اور اہم شہروں کے متعلق سنتے ہیں کہ جو لوگوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ان شہروں میں معاشرتی اور اخلاقی خرابیاں اس قدر زیادہ ہیں کہ ان میں رہنا صحیح نہیں۔ لیکن شیطان کو ان شہروں کے رہنے والوں کے لیے وسوسوں کی کوئی ضرورت نہیں، کیوں کہ اسے تو مؤمنوں کا ایمان خراب کرنے سے غرض ہے جس کے لیے وہ اپنے لاؤ لشکر تیار رکھتا ہے۔تا کہ ان کے دلوں سے ہدایت اور علم کے نور کو بجھا دے اور ان میں اندھیرے، شک اور حیرانی بھر دے۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے اس مرض کی شافی دوا بیان فرمائی ہے جو آپ کے اس قول میں ہے:

((فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ))

''وہ اللہ کی پناہ طلب کرے اور برے خیال سے رک جائے۔''

جب انسان ان سوچوں سے باز آ جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ برے خیالات اور وسوسے اس سے دور بھاگ جائیں گے۔ اس قسم کی تمام سوچوں کو اپنے دل سے کھرچ دیجئے۔ یقین رکھئے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، اسے پکارتے ہیں اور اسی کو عظیم تصور کرتے ہیں۔ اگر آپ کسی کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں ان خیالات کا حامل پائیں کہ جن خیالات کو شیطانی وسوسوں کے ذریعے آپ خود اپنائے ہوئے ہیں تو آپ طاقت رکھنے کی صورت میں اسے قتل کر دیں ۔کیوں کہ اس قسم کی باتوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ جس طرح کوئی بندہ اپنے کپڑوں کو خوب اچھی طرح دھو کر پہنے۔ پھر اگر شیطان یہ وسوسہ ڈالے کہ تمہارے کپڑے ناپاک ہیں، اس لیے تمہاری نماز نہیں ہو

گی۔تو وہ اس خیال کو کوئی اہمیت نہیں دے گا۔

خلاصہ کلام:

ایسے احباب کے لیے میری درج ذیل نصیحت نہایت فائدہ مندرہے گی۔ان شاء اللہ

۱...... نبی اکرم ﷺ کی ہدایت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہیے اور اس طرح کے تمام خیالات سے رک جانا چاہیے۔

۲...... غلط وسوسوں اور خیالات کے ہمیشہ رہنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی پابندی کرنی چاہیے اور اپنے نفس پر قابو رکھنا چاہیے۔

۳...... اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عمل اور اس کی عبادت میں مشغول رہتے ہوئے اس کی رضا تلاش کرنی چاہیے۔کیوں کہ عبادت کی مشغولیت انسان کے دل میں پیدا ہونے والے وساوس کو دُور کرتی ہے۔

۴...... اللہ تعالیٰ کی اچانک پکڑ سے بچنے کی دعا کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

۵...... رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو ہمیشہ یاد رکھیے۔فرمایا:

((تَفَكَّرُوا فِي مَخْلُوْقَاتِ اللّٰهِ وَلَا تَفَكَّرُوْا فِي ذَاتِ اللّٰهِ)) [1]

”اللہ کی مخلوقات کے بارے میں غور و فکر کرو۔اس کی ذاتِ اقدس میں غور و فکر نہ کرو۔“

۶...... اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلالت کو جگہ دینا۔

۷...... اس بات کو یقینی بنالیں کہ انسانی عقل اللہ تعالیٰ کی صفات کی حقیقت اور کیفیت کا ادراک نہیں کر سکتی۔جب انسان اپنے نفس کے بعض پوشیدہ رازوں کا ادراک نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ کی ذات کا ادراک کیسے کر سکتا ہے؟

۸...... کثرت سے استغفار کرنا شک وشبہ کو دور کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ

---

[1] السلسلة الصحيحة للألباني: ٤/٣٩٥ حديث: ١٧٨٨۔ ذكر المؤلف هنا مفهوما.

عَلِيمٌ ﴿٢٠٠﴾ (الاعراف : ٢٠٠)

''اور اگر کبھی شیطان کی طرف سے کوئی اکساہٹ تجھے ابھار ہی دے تو اللہ کی پناہ طلب کر، بے شک وہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ.﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:
یعنی اللہ تعالیٰ سے نجات طلب کریں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ التجا کے ذریعے وسوسوں کو دور کرتا ہے۔ اور کتوں سے پناہ کتوں کے مالک سے مانگنی چاہیے۔

بعض سلف کے بارے میں حکایت بیان کی جاتی ہے کہ انہوں نے اپنے شاگرد سے کہا: جب شیطان تجھے بار بار خطا میں ڈال دے تو تو کیا کرے گا؟ اس نے کہا کہ میں کوشش کر کے اسے ہٹا دوں گا۔ انہوں نے فرمایا: اگر وہ دوبارہ ایسا کرے گا تو پھر؟ کہا: میں دوبارہ پھر اس سے مجاہدہ کروں گا۔ پوچھا: اگر پھر بھی وہ باز نہ آئے تو؟ کہا: میں پھر کوشش کروں گا۔ انہوں نے کہا: یہ تو لمبا کام ہو جائے گا۔ تیرا کیا خیال ہے کہ تو کسی ریوڑ کے پاس سے گزرے اور ریوڑ کا رکھوالا کتا تجھ پر بھونکنے لگے اور تجھے گزرنے نہ دے تو تو کیا کرے گا؟ اس نے کہا میں مشقت برداشت کرتے ہوئے اپنی کوشش سے اسے دور کر دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ یہ بھی لمبا معاملہ ہوگا۔ تجھے چاہیے کہ ریوڑ کے مالک سے مدد طلب کرے۔ وہ تجھ سے اپنے کتے کو دُور کر دے گا۔

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وسوسہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تِلْكَ مَحْضُ الْإِيْمَان، وفي رواية ؛ ذَاكَ صَرِيْحُ الْإِيْمَان)) [1]

''یہی اصل ایمان ہے۔'' جب کہ دوسری روایت میں ہے: ''یہی پختہ ایمان ہے۔''

محض الایمان کیا ہے؟

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس کا ظاہری معنیٰ مراد نہیں ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ

[1] صحیح مسلم حدیث: ١٣٢،١٣٣/ ٣٤٠، ٣٤١.

وسوسہ فی نفسہٖ ایمان بن جائے۔ کیوں کہ ایمان تو یقین کا نام ہے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وسوسہ کے نتیجے میں جو خوف دل میں پیدا ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا خوف ایمان کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ گویا کہ سزا کا خوف ہی خالص ایمان ہے۔ وسوسہ کو دور کرنا، اس سے اعراض کرنا، اس کو قبول نہ کرنا اور اس سے خوف کھانا، ان تمام کاموں کا وجود ایمان کی وجہ سے ہے۔ وسوسے سے پناہ مانگنا اس وجہ سے ہے کہ یہ وسوسہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے یہی صفت بیان کی ہے کہ بندہ وسوسے کے بارے میں بات نہ کر کے ایمان کی پختگی کو پا لیتا ہے۔ اس کا وسوسہ کے بارے میں بات نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہی خوف اصل ایمان ہے۔ اس قول میں اس بندے کی تعریف ہے جس کو وسوسہ پہنچا ہے، نہ کہ وسوسہ کا پہنچنا تعریف کے لائق ہے۔ یہ بندہ کے لیے آزمائش ہے نہ کہ اس کے لیے گناہ۔

۹......ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جسے وسوسہ پہنچے اس کو چاہیے کہ وہ یہ کلمات کہے:

((اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ)) ''میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔''

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے نبی مکرم ﷺ کی شریعت اور طریقہ بہت آسان، واضح اور روشن ہے کہ جس میں کوئی تنگی نہیں۔ اس بات پر غور کرنے اور انبیاء پر ایمان لانے سے وسوسہ کی بیماری اور شیطان کی گمراہی دور ہو جاتی ہے۔ کتاب ابن السنی میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

((مَنْ يَلِي بِهٰذَا الْوَسْوَاسِ فَلْيَقُلْ: آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِرُسُلِهٖ ثَلَاثًا، فَإِنَّ ذٰلِكَ يُذْهِبُهُ عَنْهُ)) [1]

''جسے یہ وسوسہ پہنچے اسے تین دفعہ یہ کہنا چاہیے: میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا، بے شک یہ بات وسوسے کو دور کر دے گی۔''

[1] عمل اليوم والليلة لابن السنى : ٢٠٤/٣ حديث : ٦٢٥ ـ ذكر المؤلف مفهوما.

العزبن عبدالسلام نے بھی اسی قسم کی بات کی ہے: وسوسہ کی دوا یہ ہے کہ اسے شیطان کی طرف سے سمجھے، شیطان تو وہ ہے جس کے ساتھ لڑنے پر مجاہد کا سا ثواب ملتا ہے کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے اور جب اللہ تعالیٰ کے ذکر کو شعار بنا لیا جائے تو وہ فرار ہو جاتا ہے۔ شیطان کا نوع انسان پر مسلط ہونا اس کے لیے آزمائش اور دقت طلب کام ہے تاکہ اللہ تعالیٰ حق کو سچا کر دے اور باطل کو جھوٹا کر دے چاہے کافروں کو برا ہی لگے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ: ''جو بندہ وسوسہ میں مبتلا ہو جائے اسے وضو کرنا چاہیے یا نماز پڑھنی چاہیے اور لا الـه الا اللـه کا ذکر کرنا چاہیے۔ کیوں کہ شیطان جب یہ ذکر سنتا ہے تو وہ دور بھاگ جاتا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ لا اله الا الله بہترین ذکر اور وسوسہ دور کرنے کا سب سے نفع بخش علاج ہے۔

۱۰...... وسوسہ کا مریض اس آیت کو بکثرت پڑھے۔

﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۳﴾

(الحدید: ۳)

۱۱...... اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت زیادہ کرنا چاہیے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر شک کو دور کرتا، ایمان کو زیادہ کرتا اور صاحب ایمان کا شیطان سے بچاؤ کرتا ہے۔

اذکار کی اہمیت:

صبح وشام کے اذکار اور اللہ تعالیٰ کا ذکر انسان اور شیطانی وسوسوں کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ مثلاً صبح شام دس مرتبہ یا سو مرتبہ یہ کلمات ((لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)) [1] کہنے کی فضیلت کے بارے میں آیا ہے کہ وہ کہنے والے کے لیے اس دن کی صبح سے شام تک شیطان سے بچاؤ کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ جب بندہ رات کو سونے کے لیے بستر پر لیٹتا ہے تو اسے

[1] صحیح بخاری حدیث: ۳۲۹۳.

آیۃ الکرسی ضرور پڑھنی چاہیے۔ کیوں کہ جناب ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

((اِذَا أَوَیْتَ اِلَی فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آیَةَ الْكُرْسِي مِنْ أَوَّلِهَا حَتّٰی تَخْتِمَ الآیة: "اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ" وَقَالَ لِي: لَا یَزَالُ عَلَیْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَلَنْ یَّقْرَبَكَ شَیْطَانٌ حَتّٰی تُصْبِحَ)) ❶

''جب تو بستر پر سونے کے لیے جگہ پکڑے تو شروع سے لے کر آخر تک آیۃ الکرسی پڑھ۔ اس کے بعد فرمایا: اللہ کی طرف سے تجھ پر ایک محافظ مقرر رہے گا اور شیطان صبح تک تیرے قریب نہیں آسکتا۔''

۱۲...... وسوسہ سے دور رہنا، اس کے لیے بے تکلف نہ ہونا اور اسے چھوڑنے میں کوشش کرنا تمام اقسام کے وسوسے کہ جو انسان کو درپیش آسکتے ہیں کا بہترین اور نفع بخش علاج ہے۔ شیطان انسان کو یہ علاج اختیار کرنے سے روکنے کی پوری کوشش کرے گا، لیکن یہ علاج مضبوط قوت ارادی اور پختہ عزیمت والا ہی ، اختیار کرسکتا ہے اور جو کمزور قوت ارادی اور کچی عزیمت والا ہو تو وہ اس علاج کو اختیار نہیں کرسکتا۔

۱۳...... کثرت سے دعا کرنا، اللہ عزوجل کی طرف عاجزی اختیار کرنا اور شک وشرک سے پناہ مانگنی چاہیے۔ تکلیف کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا یہ ہوا کرتی تھی:

((لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ، لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ)) ❷

''نہیں ہے کوئی معبود برحق اللہ کے سوا جو عظمت والا بردبار ہے۔ نہیں ہے کوئی معبود برحق سوائے اللہ کے جو عرش کا رب ہے۔ نہیں ہے کوئی معبود برحق اللہ کے سوا جو آسمانوں، زمین اور عرش کریم کا رب ہے۔''

---

❶ صحیح بخاری حدیث: ۲۳۱۱.

❷ صحیح بخاری حدیث: ٦٣٤٦.

مصیبت کے وقت رسول اللہ ﷺ کثرت سے یہ دعا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعِجْزِ وَالْكَسْلِ)) ❶

''اے اللہ! میں تجھ سے غم، فکر، عاجزی اور سستی سے پناہ مانگتا ہوں۔''

جب رسول اللہ ﷺ کو کوئی دکھ یا تکلیف پہنچتی تو آپ ﷺ یہ دعائیں مانگتے:

((يَاحَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ)) ❷

''اے زندہ وقائم رہنے والے! تیری حمد کے ساتھ میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں۔''

((اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَاَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ)) ❸

''اے اللہ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔ پس تو مجھے ایک ساعت کے لیے بھی میرے نفس کے سپرد نہ کر اور میرے معاملات کی اصلاح فرما۔ تیرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے۔''

۱۴...... انسان کو بنی آدم کے لیے شیطان کی ابدی عداوت، اس کی گمراہ کرنے پر سخت قسمیں اور اصرار ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔ اس بات کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے کہ جو خیالات وہ بنی آدم کے دلوں میں ڈالتا ہے وہ شر ہیں۔

مسلمانوں کو نصیحت:

اے مسلمان بھائی! اس بات کو یاد رکھ کہ طہارت وعبادت میں جو بھی شک یا وسوسہ پیدا ہوتا ہے وہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے تاکہ وہ آپ کو غم میں ڈال کر آپ کی عبادت کو خراب کر دے۔ لہٰذا ان خیالات کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے اور اپنے رب سے مدد مانگنی چاہیے۔

یہ وہ وسوسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں پیش آتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی شیطان بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں برے گمان پیدا کر دیتا ہے اور کہتا ہے

❶ دیکھئے: صحیح مسلم حدیث: ٦٣٦٩. ❷ جامع ترمذی حدیث: ٣٥٢٤.
❸ مسند احمد: ٤٢/٥: ٢٠٧٠٢.

کہ اللہ تعالیٰ تجھے کبھی نہیں بخشے گا، تجھے شرک اور الحاد پر موت دے گا۔ کبھی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز ہے اسے تیری اطاعت کی کوئی ضرورت نہیں، اس لیے تو اطاعت مت کر۔ کبھی کہتا ہے کہ تیری اطاعت نا مقبول ہے۔ تیری نماز مردود اور تیری دعا قبول نہیں ہوگی۔ اس طرح کے دیگر وسوسے بھی شیطان ڈالتا رہتا ہے۔

ایک مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے رب کے بارے میں ہمیشہ اچھا گمان رکھے۔ اسے جان لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہے ۔ وہ اپنے بندوں کے ساتھ رحم کرنے والا ہے۔ یہ بھی جان لینا چاہیے کہ یہ سب شیطان کے مکروفریب ہیں تاکہ اطاعت کرنے والے کی اطاعت، روزہ دار کے روزے، نمازی کی نماز اور عابد کی عبادت کو ضائع کر دے، اس لیے ان سب خیالات کی ذرا پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔

طہارت و پاکیزگی میں وسوسے:

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شیطان کے وہ ہتھکنڈے جن کے ذریعے وہ جاہل لوگوں کو گمراہ کرتا ہے، وسوسہ ان میں سے ایک ہے۔ اس کے ذریعے وہ لوگوں کو نیت کے وقت ہی نماز وطہارت کے معاملات میں روکنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان کے دلوں میں فاسد خیالات ڈال کر انہیں اتباع سنت سے دور کر دیتا ہے ۔ بدعات کے متعلق ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ یہ کام بھی سنت ہے اور اس کے بغیر سنت مکمل نہیں ہوسکتی۔ اس طرح فاسد گمان میں ڈال کر ان کے اجر کو ضائع کر دیتا ہے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ان وسوسوں کی طرف دعوت دینے والا شیطان ہے۔ اہل شیطان اس کی اطاعت کرتے ، اس کی دعوت سے محبت کرتے، اس کے معاملہ کی اتباع کرتے اور سنت رسول سے اعراض کرتے ہیں۔ بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر سنت طریقے کے مطابق وضو کیا گیا یا غسل کیا گیا تو نجاست سے پاکیزگی حاصل نہیں ہوگی۔ اگر ایسے لوگوں کے نزدیک جہالت کا عذر نہ ہوتو یہ ضرور کہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ بڑی مشقت کی بات تھی۔ کیوں کہ آپ ایک مد کے ساتھ وضو اور ایک صاع کے ساتھ غسل فرماتے

تھے۔ لیکن وسوسہ میں پڑا ہوا شخص یہ خیال کرتا ہے کہ اتنی مقدار پانی کے ساتھ تو صرف ہاتھ ہی دھل سکتے ہیں۔ حالانکہ صحیح بات یہ ہے کہ آپ بار بار ہاتھ دھوتے لیکن تین دفعہ سے زیادہ نہ دھوتے۔ آپ نے فرمایا کہ جو تین دفعہ سے زیادہ دھوئے گا وہ میری نافرمانی کرے گا اور ظالم ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کی اس بات کی روشنی میں وسوسہ میں پڑا ہوا شخص آپ کا نافرمان اور ظالم ہے۔ ظالم بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب کس طرح ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ کا فرمان ذی شان ہے:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)) [1]

''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس کے بارے میں ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کہ جن سے بے رغبتی آپ ﷺ کی سنت سے بے رغبتی ہے، نے ہماری راہنمائی فرمائی ہے کہ تالاب اور برتنوں سے غسل کرنا جائز ہے اگر چہ وہ کچے اور چار دیواری کے بغیر ہوں۔ جو کوئی اس بات کے انتظار میں رہے کہ تالاب کی صفائی کی جائے پھر وہ اس کا پانی استعمال کرے تو ایسا ناممکن ہے اور وہ شریعت کی مخالفت کرنے والا ہوگا۔''

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ وضو کے لیے ایک ''مد'' پانی کافی ہے اور غسل جنابت میں ''صاع'' پانی کفایت کرتا ہے۔ ایک آدمی نے کہا کہ مجھے تو پانی کی یہ مقدار کافی نہیں ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ غصہ میں آگئے اور ان کا چہرہ متغیر ہوگیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو تجھ سے بہتر اور زیادہ بالوں والے تھے (یعنی رسول اللہ ﷺ) ان کو تو یہ مقدار کافی تھی۔

شیطان انسان کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ بیت الخلاء میں زیادہ دیر لگاؤ اور استنجا میں کثرت سے پانی استعمال کرو۔ اس بات سے شیطان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان بیت الخلا میں زیادہ دیر لگائے اور اس کی نماز فوت ہو جائے یا پھر وہ عبادت کرنے سے اکتا جائے۔

اس وسوسے کا علاج:

ا...... فقہ کا ایک بہترین قاعدہ ہے کہ: ''شک کے ساتھ یقین زائل نہیں ہوتا۔ جو یقینی بات

[1] صحیح مسلم حدیث: ۱۷۱۸/۱۸.

ہوتی ہے اسے رفع بھی یقین کے ساتھ ہی کیا جاتا ہے۔ اگر وسوسے میں پڑے ہوئے آدمی کو اس بات کا یقین ہو جائے اور اس قاعدے پر عمل کرنا شروع کر دے تو اس کے وسوسے ختم ہو جائیں گے اور اس کی زندگی آسان ہو جائے گی۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس کے راوی جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهٖ فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَ خَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا؟ فَلَا يَخْرُجْ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتاً أَوْ يَجِدَ رِيْحاً)) ❶

"جب کوئی آدمی اپنے پیٹ میں ہوا محسوس کرے اور اس کو اشکال پیدا ہو جائے کہ اس کے پیٹ سے ہوا خارج ہوئی ہے یا نہیں، تو وہ آدمی وضو کے لیے مسجد سے نہ نکلے یہاں تک کہ وہ آواز سن لے یا بو پائے۔"

اگر کوئی آدمی وضو کرے، پھر اسے شک ہو جائے کہ اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے یا نہیں، تو وہ اس شک کی طرف کوئی دھیان نہ دے اور یقین پر بنا کرتے ہوئے اسی وضو کے ساتھ نماز پڑھ لے۔

۲...... اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ حق وہ آسان شریعت ہے جسے رسول اللہ ﷺ لے کر آئے تھے اور جو اس کے علاوہ ہے وہ باطل ہے۔

شارع کی آسانیاں، وسوسوں کی تنگیاں:

شریعت کی بنیاد ایسی آسان، رفع حرج اور تکلیف کو دور کرنے پر ہے کہ جس کی طاقت انسان نہیں رکھتا۔ یہ ایک عظیم نعمت ہے کہ جسے بہت سے لوگوں نے اپنے تشدد کی وجہ سے اور شیطان کی غلامی کی وجہ سے حرام کر دیا ہے۔ انہی میں سے ایک وسوسے کو دور کرنے کے لیے وضو کے بعد اپنی شرمگاہ اور شلوار پر پانی کے چھینٹے مارنا ہے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ الشیخ ابو محمد رحمہ اللہ نے فرمایا: انسان کے لیے یہ بات مستحب ہے کہ وہ پیشاب کرنے کے بعد اپنی شرمگاہ اور شلوار پر پانی کے چھینٹے مارے۔

❶ صحیح مسلم، کتاب الحیض حدیث: ۳۶۲ / ۸۰۵.

یہ چیز اس کے نفس سے وسوسہ کو دور کر دے گی، کیوں کہ جب وہ اپنے کپڑے کو گیلا محسوس کرے گا تو وہ خیال کرے گا کہ یہ تو وہ پانی ہے جس کے چھینٹے اس نے خود کپڑے پر دیے ہیں۔

امام ابوداؤد نے سفیان بن حکم یا حکم بن سفیان رحمہ اللہ سے ایک حدیث روایت کی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا بَالَ تَوَضَّأَ وَيَنْضَحُ، وفي رواية: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَالَ ثُمَّ نَضَحَ فَرْجَهُ)) [1]

''نبی اکرم ﷺ جب پیشاب کرتے تو وضو کرتے اور چھینٹے مارتے، دوسری روایت میں ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے پیشاب کیا اور اپنی شرمگاہ پر چھینٹے مارے۔''

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہی معمول تھا۔ وہ اپنی شرمگاہ پر اتنے چھینٹے مارتے کہ شلوار گیلی ہو جاتی۔

امام احمد رحمہ اللہ کے بعض ساتھیوں نے شکایت کی کہ وہ وضو کے بعد اپنے کپڑے کو گیلا محسوس کرتے ہیں۔ آپ نے انہیں یہی مشورہ دیا کہ جب پیشاب کریں تو اپنی شرمگاہ پر چھینٹے مار لیا کریں اور وہم کو اپنے دل میں جگہ نہ دیں۔

لیکن وسوسے کے شکار لوگوں نے اس سنت کو ایسی چیز سے بدل دیا ہے کہ جس کی دلیل اللہ تعالیٰ نے نہیں اتاری۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ سارے وسوسے اور بدعات ہیں، اگر یہ کام سنت ہوتے تو رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کو ضرور سرانجام دیتے۔ کیوں کہ ایک یہودی نے سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا تھا:

((لَقَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ؛ فَقَالَ: أَجَلْ)) [2]

''تمہارا نبی تو تمہیں ہر چیز سکھاتا ہے یہاں تک کہ بیت الخلاء کے طریقے بھی،

---

[1] ابو داؤد حديث: ١٦٦.

[2] صحيح مسلم حديث: ٢٦٢.

انہوں نے جواب دیا: ہاں۔"

وضو کے وقت چھینٹے دینے کا فائدہ:

بعض لوگ ہر وضو کے وقت استنجا کرنا ضروری خیال کرتے ہیں اور اس بات کو اپنے اوپر مشقت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ درست بات یہ ہے کہ اگر آپ ضرورت محسوس کرتے ہیں تو استنجا کریں وگرنہ بغیر ضرورت استنجا کرنے اور شرمگاہ دھونے کی کوئی وجہ نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ لِلْوُضُوْءِ شَیْطَاناً یُقَالُ لَهُ: الوَلْهَانُ، فَاتَّقُوْا وَسْوَاسَ الْمَاءِ)) [1]

"بے شک وضو کا ایک شیطان ہے جس کا نام 'الولھان' ہے، پس تم پانی کے وسوسوں سے بچو۔"

اسی لیے ہم بعض ایسے آدمیوں کو دیکھتے ہیں کہ جب وہ غسل جنابت کرنے کے لیے غسل خانہ جاتے ہیں تو وہ وہاں آدھا آدھا گھنٹہ لگا دیتے ہیں۔ اس دوران وہ بار بار پانی بہاتے اور اعضاء کو دھوتے رہتے ہیں۔ لیکن جب وہ باہر نکلتے ہیں تو اس شک میں مبتلا ہوتے ہیں کہ جسم کا کوئی حصہ ایسا رہ گیا ہے جہاں پانی نہیں پہنچا۔ چنانچہ دوبارہ غسل کرنے کے لیے غسل خانے میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح وضو میں بھی ہوتا ہے۔ جب وہ پاؤں دھو رہا ہوتا ہے تو شک میں پڑ جاتا ہے کہ اس نے سر کا مسح کیا ہے یا نہیں؟ جب بازو دھو رہا ہوتا ہے تو سوچتا ہے کہ اس نے کلی کی ہے یا نہیں؟ اس طرح وہ کسی عضو یا اعضاء کو بار بار دھوتا ہے۔ اگر وہ کسی خیال کی طرف توجہ نہ دے تو شیطان اس کے دل میں خیال ڈالتا ہے کہ اس کا غسل یا وضو مکمل نہیں ہوا، اور اس کی نماز اور عبادت صحیح نہیں ہو گی۔ شیطان مسلسل اس طرح کے خیالات ڈالتا رہتا ہے یہاں تک کہ بندہ غسل یا وضو کو دہرانے کے لیے چل پڑتا ہے۔

غور و فکر کی ضرورت:

اگر انسان اس معاملہ میں تھوڑا سا غور و فکر کرے تو آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ وہ سنت کی

[1] جامع ترمذی حدیث: ٥٧.

مخالفت اور زیادتی میں واقع ہو گیا ہے۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، وہ وضو کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''اے سعد! یہ اسراف کیسا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا کہ کیا وضو میں بھی اسراف ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، اگرتو جاری نہر پر بھی ہوتو تب بھی۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ ''وضو کا ایک شیطان ہے جس کا نام 'الولھان' ہے، تو اس سے بچو۔''

اسود بن سالم رحمہ اللہ کو جو کبار صالحین میں شمار ہوتے تھے، وضو میں پانی بہت استعمال کرتے تھے۔ بعد میں آپ نے یہ کام چھوڑ دیا۔ ایک آدمی نے اس کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا: میں ایک رات سو رہا تھا کہ آواز آئی: اے اسود! مجھے سعید بن مسیّب نے بیان کیا کہ جب بندہ وضو کو تین دفعہ سے زیادہ دہرائے تو وہ آسمان کی طرف نہیں اٹھتا۔ تب سے میں نے ارادہ کر لیا کہ میں تین دفعہ سے زیادہ اعضاء نہیں دھوؤں گا۔ بس اس دن سے مجھے ایک چلو پانی کافی ہوتا ہے۔

وضو اور غسل میں پانی کے اسراف سے بچنا:

بہت سی احادیث ایسی ہیں کہ جن میں پانی کے اسراف سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ:

ا...... حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے سنا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہوئے کہہ رہا ہے: اے اللہ! میں تجھ سے جنت الفردوس کا سوال کرتا ہوں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کر اور جہنم سے پناہ مانگ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے:

((سَيَكُونُ فِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَوْمٌ يَعْتَدُوْنَ فِيْ الدُّعَاءِ وَالطُّهُورِ)) [1]

''عنقریب اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو دعا اور طہارت میں زیادتی کریں گے۔''

---

[1] ابو داؤد حدیث: ٩٦.

۲...... حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: وضو کے شیطان کو ''الولھان'' کہا جاتا ہے جو وضو کے دوران پانی کے اسراف پر لوگوں سے ٹھٹھہ کرتا ہے۔''

۳......ابن سیرین رحمہ اللہ کو اشارۃً سمجھاتے ہوئے حسن بصری رحمہ اللہ سے فرما رہے تھے کہ: ''لوگ پوری مشک کے ساتھ وضو اور بڑے ٹب کے ساتھ غسل کرتے ہیں۔ بار بار پانی انڈیلتے ہیں حالاں کہ وہ اپنے نبی کی سنت کی خلاف ورزی کر رہے ہوتے ہیں۔ انہوں نے امام حسن بصری رحمہ اللہ کی تصدیق کی اور کہا کہ اس وقت تو شیطان لوگوں سے تشکیک و وسوسہ کے ذریعے اُن سے کھیل رہا ہوتا ہے۔

۴......ابوالوفاء بن عقیل رحمہ اللہ کہتے ہیں: عقل مندوں کے نزدیک پانی جمع ہونے کا نتیجہ وقت ہوتا ہے اور بہت کم لوگ ہیں جو پانی کے استعمال میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا تھا کہ اعرابی کے پیشاب پر صرف ایک ڈول پانی بہا دو۔ خشک منی کے بارے میں فرمایا کہ اسے اپنے ناخن سے کھرچ دو۔ جوتے کے بارے میں فرمایا کہ زمین پر رگڑنا ہی اس کا پاک ہونا ہے۔ عورت کی چادر کے بارے میں فرمایا کہ گندے پانی سے گزرنے کے بعد خشک مٹی اسے پاک کر دے گی اور فرمایا کہ بچی کے پیشاب کو دھویا جائے اور بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جائیں، نبی کریم ﷺ نے چرواہے کو منع فرما دیا کہ وہ پوچھنے والے کو کھڑے پانی اور اس پر وارد ہونے والے درندوں کے بارے میں کچھ بتلائے اور فرمایا کہ جو پانی تالاب میں باقی ہے وہ ہمارے لیے ہے۔

۵...... امام مروزی کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ رحمہم اللہ کو لشکر میں وضو کروایا۔ میں نے لوگوں سے آپ کو چھپایا تاکہ لوگ پانی کے کم استعمال کی وجہ سے یہ نہ کہنے لگ جائیں کہ آپ نے اچھا وضو نہیں کیا۔

وضو ٹوٹنے کے بارے میں وسوسے:

اس قسم کے وسوسے میں مبتلا شخص کے لیے یہی علاج ہے کہ اسے کہا جائے: وضو مکمل

کرو، اللہ سے پناہ مانگو اور اس قسم کے وسوسے کو دل میں جگہ نہ دو۔

اس بات سے آگاہ رہیے کہ دل میں پیدا ہونے والے وسوسے اور خواہشات اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نہیں ہوتے بلکہ شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ آپ کو غم میں مبتلا کر دیا جائے اور آپ کی عبادت وطہارت کو فاسد کر دیا جائے۔ اس بات سے بھی آگاہ رہیے کہ آپ اکیلے بندے نہیں ہیں کہ جسے یہ وسوسے کی تکلیف پہنچی ہے بلکہ آپ سے پہلے بھی سلف صالحین اس بیماری میں مبتلا ہوئے ہیں۔ لیکن انہوں نے فوراً اس بیماری کو پہچان کر اس کا علاج کیا۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پاس وضو کرتے ہوئے ایک شیطان وسوسہ ڈالنے کے لیے آیا اور کہا: آپ نے ہاتھ تو دھوئے ہی نہیں۔ آپ نے اس کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تو جھوٹ بکتا ہے۔

سوال:...... بعض آدمیوں کو یہ وسوسہ لاحق ہو جاتا ہے کہ ان کے سبیلین سے کوئی چیز خارج ہوئی ہے یا نہیں؟

جواب:...... اس کا علاج یہ ہے کہ جہاں تک پیشاب کا معاملہ ہے تو وضو کے بعد شلوار پر چھینٹے مارنا صرف اس وجہ سے ہے کہ یہ وسوسہ دل میں پیدا نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جیسے پہلے عرض کیا تھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی شلوار پر اتنے چھینٹے دیتے کہ وہ اچھی خاصی گیلی ہو جاتی۔ اور جہاں تک ہوا کے خارج ہونے کا مسئلہ ہے تو اس بارے سے متعلق صحیح مسلم میں جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهِ شَيْئاً فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لا فَلَا يَخْرُجْ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيْحاً)) [1]

''جب تم میں سے کوئی شخص اپنے پیٹ میں کوئی چیز محسوس کرے اور اس پر مشکل ہو جائے کہ اس سے کوئی چیز خارج ہوئی ہے یا نہیں؟ تو وہ مسجد سے اس وقت

[1] صحیح مسلم حدیث: ٣٦٢.

تک نہ نکلے کہ جب تک وہ آواز نہ سن لے یا بو نہ پالے۔"

صحیحین میں عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی گئی کہ نماز کے دوران آدمی کو خیال گزرتا ہے کہ اس کے پیٹ سے کوئی چیز خارج ہوئی ہے۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا یَنْصَرِفُ حَتّٰی یَسْمَعَ صَوْتاً أَوْیَجِدَ رِیْحاً)) [1]

"وہ نماز نہ توڑے یہاں تک کہ آواز سن لے یا بُو پالے۔"

مسند احمد اور سنن ابی داوٗد میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الشَّیْطَانَ یَأْتِي أَحَدَکُمْ وَھُوَ فِي صَلَاتِہٖ فَیَأْخُذُ شَعْرَۃً مِنْ دُبُرِہٖ فَیَمُدُّھَا فَیَرَی أَنَّہُ قَدْ أَحْدَثَ فَلَا یَنْصَرِفْ حَتّٰی یَسْمَعَ صَوْتاًأَوْ یَجِدَ رِیْحاً)) [2]

"بے شک شیطان تم میں سے ایک آدمی کے پاس اس وقت آتا ہے جب وہ اپنی نماز میں ہوتا ہے اور اس کی دبر کا ایک بال پکڑ کر کھینچتا ہے، آدمی محسوس کرتا ہے کہ اس کا وضوٹوٹ گیا ہے۔سو، آدمی نماز سے نہ پھرے یہاں تک کہ وہ (ہوا خارج ہونے کی) آواز سن لے یا بُو پالے۔"

سنن ابی داوٗد کی روایت میں ہے:

((إِذَا أَتَی الشَّیْطَانُ أَحَدَکُمْ فَقَالَ لَہُ اِنَّکَ قَدْ أَحْدَثْتَ فَلْیَقُلْ لَہُ کَذَبْتَ اِلَّا مَا وَجَدَ رِیْحاً بِأَنْفِہٖ أَوْ سَمِعَ صَوْتاً بِأُذُنِہٖ)) [3]

"جب تم میں سے کسی کے پاس شیطان آئے اور کہے کہ تیرا وضوٹوٹ گیا ہے، تو اس سے کہنا چاہیے کہ تو جھوٹ بولتا ہے (اور نماز سے نہ نکلے) جب تک کہ اپنے ناک سے بو محسوس نہ کرلے یا اپنے کان سے آواز نہ سن لے۔"

---

[1] صحیح مسلم حدیث: ۳۶۱.   [2] مسند احمد ۳/۹۶ حدیث: ۱۱۹۳۱.

[3] سنن ابی داؤد حدیث: ۱۰۲۹.

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَطِيفُ بِالْعَبْدِ لِيَقْطَعَ عَلَيْهِ صَلَاتَهُ فَإِذَا أَعْيَاهُ نَفَخَ فِي دُبُرِهِ، فَلَا يَنْصَرِفْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتاً أَوْ يَجِدَ رِيحاً، وَيَأْتِيهِ فَيَعْصِرُ ذَكَرَهُ فَيُرِيهِ أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ فَلَا يَنْصَرِفْ حَتَّى يَسْتَيْقِنَ)) [1]

''بے شک شیطان بندے کو خیال ڈالتا ہے تاکہ اس کی نماز خراب کردے۔ جب اسے لاچار کردیتا ہے تو اس کی دبر میں پھونک مارتا ہے۔ پس اسے چاہیے کہ وہ نہ لوٹے یہاں تک کہ آواز سن لے یا بو پالے۔ شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اس کی شرمگاہ کو نچوڑتا ہے۔ بندہ سمجھتا ہے کہ اس کی شرمگاہ سے کوئی چیز نکلی ہے، لہٰذا بندہ نماز سے نہ پلٹے یہاں تک کہ اسے یقین ہوجائے۔''

یہ جتنی بھی احادیث ہیں شک اور وسوے کو دور کرتی ہیں اور گمان اور شک میں مبتلا بندے پر حجت قائم کرتی ہیں۔

گندگی کو روندنے کے بارے میں وسوسے:

بہت سے صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین وضو کرنے کے بعد پیدل چل کر مسجد جاتے تھے۔ اس دوران ان کے پاؤں نجس چیزوں کو بھی روندتے تھے لیکن وہ اپنے پاؤں دوبارہ نہیں دھوتے تھے۔

امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ''ہم گندی چیز کو روندنے سے وضو نہیں کرتے تھے۔''

امیر المؤمنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ وہ بارش سے بننے والے کیچڑ سے گزر کر مسجد میں داخل ہوئے اور پاؤں دھوئے بغیر نماز پڑھی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آدمی کے متعلق سوال کیا گیا جو گندگی کو روندتا ہے؟ تو

[1] مصنف ابن ابی شیبہ الی یستیقن ۲/۳۱۹.

آپ نے فرمایا: ''اگر گندگی خشک ہے تو اسے کوئی حرج نہیں اور اگر گندگی گیلی ہے تو صرف اسی چیز کو دھوئے جو اس کے ساتھ لگی ہے۔''

عاصم الاحول فرماتے ہیں کہ: ہم امام ابو عالیہ رحمہ اللہ کے پاس گئے اور وضو کرنے کے لیے پانی مانگا۔ انہوں نے پوچھا: کیا تم وضو نہیں کر چکے؟ ہم نے کہا: ہم وضو کر چکے ہیں لیکن ہم راستے میں گندگی سے گزر کر آئے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا تم نے ایسی گندگی کو روندا ہے جو تمہارے پاؤں کو لگ گئی ہے؟ ہم نے کہا: نہیں، تو انہوں نے فرمایا: یہ کیسی گندگی تھی کہ جسے اڑا کر ہوا نے تمہارے سروں میں ڈال دیا ہے؟

عمران بن حدیر کہتے ہیں کہ: میں ابو مجلز رحمہ اللہ کے ساتھ جمعہ کی نماز کے لیے مسجد کی طرف آ رہا تھا کہ راستے میں خشک گندگی پڑی ہوئی تھی۔ ابو مجلز اس کو روندنے لگے اور فرمانے لگے: یہ تو صرف کالی راکھ ہے۔ آپ نے جوتا پہنا ہوا تھا، اسی حالت میں مسجد چلے گئے اور پاؤں نہیں دھوئے۔

ابو الشعثاء جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرماتے ہیں: ''آپ منیٰ میں خشک گوبر اور خشک خون کے درمیان ننگے پاؤں چلتے، پھر اسی حالت میں مسجد میں داخل ہو کر نماز ادا کرتے مگر اپنے پاؤں نہ دھوتے۔''

امام ابو داؤد رحمہ اللہ اپنی سنن میں بنی عبد الاشہل کی اس عورت سے روایت بیان کرتے ہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا:

((اِنَّ لَنَا طَرِيقاً اِلَى الْمَسجِدِ مُنْتِنَةً ، فَكَيْفَ نَفْعَلُ اِذَا تَطَهَّرْنَا؟ قَالَ: أَوَلَيْسَ بَعْدَهَا طَرِيْقٌ أَطْيَبُ مِنْهَا؟ قَالَتْ: قُلْتُ: بَلٰى؛ قَالَ: فَهٰذِهِ بِهٰذِهِ)) [1]

''بے شک ہمارا مسجد کا راستہ بدبودار گندا ہے۔ جب ہم وضو کرنے کے بعد وہاں سے گزریں تو کیا کریں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس کے بعد پاک

[1] سنن ابی داؤد حدیث: ۳۸٤.

راستہ نہیں ہے؟ وہ کہتی ہیں کہ میں نے جواب دیا: جی ہاں! ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ اسے پاک کر دیتا ہے۔‘‘

امام حفص رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مسجد گیا۔ مسجد پہنچ کر میں پانی کی طرف گیا تاکہ میں پاؤں دھولوں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پاؤں نہ دھو، تو نے گندگی کو روندا اور اس کے بعد پاک مٹی کو روندا جس نے اسے پاک کر دیا۔ اس کے بعد ہم مسجد میں گئے اور نماز پڑھی۔

ان تمام آثار میں وسوسے کے ان مریضوں کے لیے سبق ہے جو اپنے پاؤں مل مل کو دھوتے ہیں اور پانی کا بے جا اسراف کرتے ہیں۔ حالاں کہ وہ فرش، زمین یا خشک گندگی سے گزر کر آئے ہوتے ہیں۔

نماز کی جگہ کے بارے میں وسوسے:

بعض وسوسے کے مریض اس فرش پر نماز نہیں پڑھتے جو اکثر استعمال میں آتا ہے بلکہ اس فرش پر کوئی کپڑا یا جائے نماز بچھا کر اس پر نماز ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح کثرت سے زیر استعمال چٹائی اور صف پر سے نہیں گزرتے، اگر کبھی گزرنا بھی پڑے تو اس طرح بچ بچ کر گزرتے ہیں کہ گمان ہوتا ہے: چڑیا چونچیں مار رہی ہو۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چٹائی پر نماز ادا فرمائی جو کثرت استعمال سے سیاہ ہو چکی تھی۔ اس چٹائی پر کوئی کپڑا یا جائے نماز بھی نہیں بچھایا گیا بلکہ صرف پانی چھڑک لیا گیا۔ اسی طرح آپ نے کنکر اور مٹی پر بھی نماز ادا کی اور ان پر کوئی کپڑا بھی نہیں بچھایا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں بھی ہوتے نماز ادا فرما لیتے سوائے ان جگہوں کے جہاں گندگی کا پختہ یقین ہوتا مثلاً اونٹوں کے باڑے، قبرستان اور غسل خانے وغیرہ۔ اس لیے کہ اگر کسی جگہ گندگی کا یقین نہ ہو تو وہاں زمین کا اصل پاک ہونا تصور کیا جائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث ہے:

((جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا فَحَيْثُمَا أَدْرَكَتْ رَجُلاً

مِنْ أُمَّتِي اَلصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ)) [1]

''میرے لیے ساری زمین مسجد اور پاک بنا دی گئی ، جس جگہ بھی میری امت کے فرد کو نماز پا لے وہ وہیں اسے ادا کر لے۔''

اسی لیے رسول اللہ ﷺ کبھی مٹی پر نماز ادا کر لیتے ،کبھی کنکریوں پر اور کبھی ہلکے کیچڑ میں ۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:''کتے مسجد میں آتے جاتے رہتے اور ان دنوں کوئی صف یا بچھونا بھی نہ بچھا ہوتا۔''

کیا اب بھی وسوسے کے مریض جگہ کے بارے میں وسوسے میں پڑے رہیں گے؟

اس کپڑے کے بارے میں وسوسے جس پر کوئی چیز گر جائے:

بعض لوگ اس کپڑے میں نماز پڑھنے کو برا خیال کرتے ہیں کہ جس پر تیل گر جائے یا وہ میلے کچیلے ہوں اور ان پر داغ دھبے لگے ہوں۔ اسی طرح حاملہ عورت ان کپڑوں میں نماز پڑھنے میں حرج محسوس کرتی ہے جو وہ عام طور پر پہنتی ہے اور بچوں کو دودھ پلانے والی مائیں ان کپڑوں میں نماز پڑھنے کو برا خیال کرتی ہیں جن میں وہ بچوں کو دودھ پلاتی ہیں۔ یہ ساری غیر ضروری باتیں ہیں، دین اسلام ایک فراخ دل دین ہے، اس لیے ان کپڑوں میں نماز جائز ہوتی ہے اور نماز کے لیے ایسے کپڑے مخصوص کرنا جو اس قسم کے عیوب سے پاک ہوں لازم نہیں ہے۔ اسی طرح قبل یا دبر کے علاوہ جسم سے خون نکلے اور وہ کپڑوں کو یا بدن پر لگ جائے تو تب بھی نماز جائز ہے اگر چہ یہ خون قلیل یا کثیر مقدار میں ہو۔ ہمارے سلف صالحین خون لگنے کے باوجود نماز پڑھ لیتے اور بعد میں نماز دہراتے نہیں تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسلمان ہمیشہ اپنے زخموں کے باوجود نماز پڑھتے رہے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پھنسی کو دبا رہے تھے تو اس میں سے خون نکلنے لگا لیکن اس کے باوجود انہوں نے وضو دوبارہ نہیں کیا۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ مشرکین کے بنے ہوئے کپڑے پہنا کرتے تھے اور انہی کپڑوں میں نماز بھی پڑھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

---

[1] صحیح بخاری حدیث: ۳۳۵ ذکر المؤلف مفهوما.

”جابیہ“ نامی جگہ سے آئے تو آپ نے ایک نصرانی سے کپڑے مستعار لے کر پہنے اور نصرانی عورت کے مشکیزے سے وضو بھی کیا۔ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے ہوئے بعض دفعہ اپنی نواسی امامہ بنت زینب کو اٹھا لیتے، جب سجدہ کرتے تو اسے اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو دوبارہ اٹھا لیتے۔

لوگوں کا طرزِ عمل:

بعض لوگ کسی بچے کو اٹھالیں یا کوئی بچہ ان کے کپڑوں کے ساتھ لگ جائے تو شک میں پڑ جاتے ہیں اور کپڑے کو دھوتے ہیں یا کپڑے ہی تبدیل کر لیتے ہیں۔ حالانکہ جب تک نجاست و گندگی ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک کپڑے کو دھونا ضروری نہیں ہے۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي صَلاةِ الْعِشَاءِ فَلَمَّا سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَى ظَهْرِهِ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ أَخَذَهُمَا بِيَدِهِ مِنْ خَلفِهِ أَخْذًا رَفِيقًا وَوَضَعَهُمَا عَلَى الأَرْضِ، فَإِذَا عَادَ عَادَا، حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ)) [1]

”ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ سجدہ میں گئے تو حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آپ کی پشت پر چڑھ گئے۔ جب آپ نے سجدہ سے سر اٹھانا چاہا تو ان دونوں کو بڑی نرمی کے ساتھ ہاتھ پیچھے کر کے پکڑا اور زمین پر اتار دیا۔ جب آپ دوسرے سجدہ میں گئے تو وہ دوبارہ پشت پر چڑھ گئے یہاں تک کہ آپ نے ایسے ہی نماز مکمل کی۔“

یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین کی بڑی جماعت سیّدنا عبد اللہ بن عمر، عطا بن ابی رباح، سعید بن المسیب، امام طاؤس، سالم، مجاہد، امام شعبی، ابراہیم نخعی، زہری، یحییٰ بن سعید انصاری، حکم، اوزاعی، امام مالک، اسحاق بن راھویہ، ابو ثور اور امام احمد وغیرہ نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ اگر

---

[1] مسند احمد: ۵۱۳/۲ حدیث: ۱۰۶۶۹.

آدمی نماز ادا کر لینے کے بعد اپنے جسم یا کپڑے پر کوئی نجاست دیکھے کہ جس کا اسے علم نہیں تھا یا علم تو تھا لیکن بھول گیا یا بھولا تو نہ تھا مگر اس کو دور کرنے پر قادر نہ تھا، تو اس کی نماز صحیح ہوگی اور اسے نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

اس لیے ایسے آدمی پر لازم ہے کہ وہ ان مسائل کو خوب اچھی طرح جان لے جو اس طرح کے وسوسوں سے دوچار ہو۔ اسی طرح اسے یہ بھی جاننا چاہیے کہ شریعت اسلامیہ نہایت آسان دین ہے۔ مسلمان آدمی سے ہرگز اس عمل کا مطالبہ نہیں کیا جاتا کہ جس کا وہ مکلّف نہ ہو اور وہ احتیاط و زہد کی بنا پر خواہ مخواہ حجت قائم کرتا پھرے۔ اللہ عزوجل شریعت محمدی علی صاحبہ التحیۃ والسلام کے ذریعے اپنے بندوں پر آسانی چاہتا ہے، وہ اپنے بندوں پر تنگی ہرگز نہیں چاہتا۔

تکلیف سے بچتے ہوئے تھوڑی سی نجاست سے درگزر کرنا:

امام ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب ''اغاثۃ اللھفان ''میں فرماتے ہیں کہ امام احمد رحمہ اللہ کے بارے میں دو اقوال میں سے ایک یہ ہے کہ گدھے و خچر کی لید اور درندوں کے گوبر کی تھوڑی سی نجاست سے وہ درگزر کرتے تھے۔ اسی بات کو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی مشقت سے بچنے کے لیے اختیار کیا ہے۔

ولید بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے امام اوزاعی سے ان جانوروں کے پیشاب کے بارے میں سوال کیا کہ جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا مثلاً خچر، گدھا اور گھوڑا وغیرہ۔ تو آپ نے جواب دیا کہ غزوات میں یہ پیشاب، لید وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی لگ جاتے تھے لیکن وہ اپنے جسم یا کپڑے کو نہیں دھوتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھی کے ساتھ جا رہے تھے کہ پرنالے سے پانی آپ پر گرا، آپ کے ساتھی نے گھر والے سے سوال کیا کہ کیا یہ پانی پاک تھا یا نہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے گھر والے! تو اس کی بات کا جواب نہ دینا اور چلے گئے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر رات کے وقت پاؤں یا کپڑے کو کوئی گیلی چیز

لگ جائے اور بندہ جانتا نہ ہو کہ وہ کیا ہے تو اس پر ضروری نہیں کہ وہ پہچان کرنے کے لیے اس چیز کو سونگھتا پھرے۔ امام صاحب سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ والے مذکور بالا واقعے سے استدلال لیتے تھے۔ اس لیے اگر آپ پر کوئی ایسی چیز گر جائے کہ جس کے بارے میں آپ جانتے نہ ہوں کہ وہ پاک ہے یا نجس، تو آپ اس کے بارے میں سوال نہ کریں۔ اگر آپ سوال کرلیں تو دوسرے بندے پر آپ کو جواب دینا لازم نہیں ہے۔ لیکن مشاہدہ یہ ہے کہ اگر پرنالے سے پانی کسی پر گر جائے اور وہ جانتا نہ ہو کہ یہ پانی پاک ہے یا نجس تو وہ غسل کر کے اپنے کپڑے تبدیل کرتا ہے یا پوچھنے کے لیے نکل پڑتا ہے۔ حالانکہ یہ ساری باتیں صرف وسوسہ ہی ہیں۔

ایک دفعہ امیر المؤمنین سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کسی سفر میں تھے اور آپ کے ساتھ جناب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ چلتے چلتے ایک تالاب پر پہنچے تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس تالاب کے مالک سے پوچھنے لگے: کیا تمہارے تالاب پر درندے بھی پانی پینے کے لیے آتے ہیں؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تالاب کے مالک کو جواب دینے سے روک دیا اور فرمایا کہ ہم درندوں کے بعد پانی لیتے ہیں اور درندے بھی ہمارے بعد پانی پیتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تالابوں اور کھلے جوہڑوں سے وضو کر لیتے تھے اور نجاست یا کتوں کے آنے جانے کے بارے میں سوال نہیں کرتے تھے۔ امام احمد رحمہ اللہ سے اس رسی کے بارے میں سوال کیا گیا جس پر نجس کپڑے ڈالے گئے پھر سورج کی گرمی نے اسے خشک کر دیا اور پھر اس پر پاک کپڑے ڈال دیے گئے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

جوتے میں نماز پڑھنے کے بارے میں تنگی اور وسوسے:

اس قسم کے وسوسے کے بارے میں بات کرنے سے پہلے میں چاہوں گا کہ ایک فائدہ نقل کردوں۔ وہ یہ کہ جب جوتے یا موزے کو کوئی گندگی لگ جائے تو وہ مٹی ملنے سے پاک ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا وَطِیءَ أَحَدُکُمْ بِنَعْلِهِ الْأَذٰی فَاِنَّ التُّرَابَ لَهُ طَهُوْرٌ)) [1]

''جب تم میں سے کوئی اپنے جوتے سے گندگی روندے تو اس (جوتے) کو مٹی پاک کرنے والی ہے۔''

اور ایک دوسری روایت میں ہے۔

((اِذَا وَطِیءَ اَحَدُکُمُ الْاَذٰی بِخُفَّیْهِ فَطَهُوْرُهُمَا التُّرَابُ)) [2]

''جب تم میں سے کوئی اپنے موزے سے گندگی روندے تو ان (موزوں) کی صفائی مٹی ہے۔''

عورت کی چادر اگر کسی گندگی والی جگہ سے لگ کر پاک مٹی سے گزرے تو وہ پاک مٹی اس چادر کو بھی پاک کر دیتی ہے۔ کیوں کہ جب ایک عورت نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ میری چادر لمبی ہوتی ہے اور میں ایسی جگہ سے گزرتی ہوں جہاں گندگی پڑی ہوتی ہے تو میں کیا کروں؟ آپ نے اسے جواب دیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اس چادر کو وہ مٹی پاک کر دے گی جو اس گندگی کے بعد ہے۔

جوتوں میں نماز پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ظاہرہ ہے۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتوں میں نماز پڑھی ہے۔ لیکن وسوسے کے بعض مریض اپنے آپ کو جوتے سمیت نماز پڑھنے پر آمادہ نہیں کر پاتے بلکہ جو کوئی جوتوں سمیت نماز پڑھ لے اس کو سرزنش کرتے ہیں۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ کا قول:

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان چیزوں میں سے ایک، کہ جن کے بارے میں وسوسے کے مریضوں کے دل مطمئن نہیں ہوتے، جوتوں سمیت نماز پڑھنا ہے۔ حالانکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جوتے سمیت نماز پڑھا کرتے تھے۔ جب کہ امام احمد رحمہ اللہ سے جب پوچھا گیا: کیا آدمی جوتوں سمیت نماز پڑھ سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا تھا: ہاں! اللہ کی قسم۔

---

[1] ابو داؤد حدیث: ۳۸۵۔ [2] ابو داؤد حدیث: ۳۸۶۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ کی بات سچی ہے، لیکن بعض جاہلوں کو دیکھیں کہ وہ کس طرح سنت کی پیروی کرنے والے ایک آدمی کو سرزنش کرتے ہیں۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھاتے ہوئے اپنے جوتے اتار دیے تو لوگوں نے بھی نماز میں اپنے جوتے اتار دیے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا اور پوچھا کہ آپ لوگوں نے جوتے کیوں اتار دیے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا کہ ہم نے آپ کو جوتے اتارتے دیکھا تو ہم نے بھی جوتے اتار دیے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ جِبْرِیْلَ أَتَانِي فَاَخبَرَنِي أَنَّ بِهِمَا خُبْثاً ، فَإِذَا جَاءَ أَحَدُكُم الْمَسْجِدَ فَلْيُقَلِّبْ نَعْلَيْهِ ، ثُمَّ لِيَنْظُرْفَإِنْ رَأَى خُبْثاً فَلْيَمْسَحْهُ بِالْاَرْضِ ، ثُمَّ لِيُصَلِّ فِيْهِمَا)) [1]

”بے شک میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ ان جوتوں میں گندگی لگی ہوئی ہے۔ جب تم میں سے کوئی مسجد آئے تو وہ جوتے کو الٹا کر کے دیکھ لے، اگر گندگی لگی ہوئی ہو تو اسے زمین پر رگڑ لے، پھر ان میں نماز پڑھے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں جوتے پہننے کا حکم دیا تا کہ یہودیوں کی مخالفت ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خَالِفُوْا الْيَهُوْدَ فَإِنَّهُمْ لَا يُصَلُّوْنَ فِي نِعَالِهِمْ وَلَا خِفَافِهِمْ)) [2]

”یہودیوں کی مخالفت کرو بے شک وہ اپنے جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے۔“

نیت میں وسوسے:

جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت کرنے لگتا ہے تو اس قسم کے وسوسے آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ مثلاً جب بندہ نماز پڑھنے لگتا ہے تو شیطان آ کر اس سے کہتا ہے کہ تو دکھلاوا

[1] مسند أحمد : ۳/ ۲۰ حديث : ۱۱۱۷۰.

[2] سنن أبی داؤد حديث : ٦٥٢.

کر رہا ہے، ریا کاری کر رہا ہے، کیوں کہ تو نے تو کسی چیز کی نیت ہی نہیں کی۔ اگر بندہ حج کرنے چلا جائے تو شیطان کہتا ہے کہ تو تو حج کے ذریعے اپنی شہرت چاہتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ تیرے روزے، نمازیں اور حج سب اللہ تعالیٰ کے ہاں غیر مقبول ہیں۔ اسی طرح کے اور بھی کئی وسوسے بندے کے دل میں ڈالتا ہے۔ اور اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ بندہ ہر وقت غم میں پڑا رہے اور اپنی عبادات میں کمزور ہو جائے۔

تنبیہ:...... وسوسے میں پڑے ہوئے بندے کو یہ بات ذہن نشین رہے کہ نیت کسی کام کو کرنے کا ارادہ اور عزم ہے۔ اس کی جگہ دل ہے اور اس میں زبان کا کچھ عمل دخل نہیں۔ پس جو بندہ وضو کرنے کے لیے بیٹھ گیا تو اس نے وضو کی نیت کر لی۔ اسی طرح جو بندہ نماز کے لیے کھڑا ہو گیا تو اس نے نماز کی نیت کر لی اور جو بندہ سحری کرنے کے لیے اٹھ گیا تو اس نے روزے کی نیت کر لی۔

نماز میں وسوسہ:

بعض لوگ نماز شرع کرتے وقت تکبیر تحریمہ بلند آواز سے کہتے ہیں تا کہ ان کے کانوں تک آواز پہنچ جائے بلکہ وہ آواز دوسرے لوگوں کے کانوں تک بھی پہنچ جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی وہ شک میں پڑے رہتے ہیں کہ انہوں نے تکبیر کہی ہے یا نہیں۔ پھر وہ بار بار تکبیر تحریمہ کو دہراتا ہے بلکہ اس کی حالت جنون کے قریب قریب پہنچ جاتی ہے۔ وہ آدمی پھر بار بار سورۃ فاتحہ دھراتا ہے، التحیات دھراتا ہے۔ کبھی کبھی وہ اتنی بلند آواز سے یہ کام کرتا ہے کہ لوگوں کے طعن کا نشانہ بن جاتا ہے۔ وہ اپنے نفس کو ایک ایسے معاملے میں مشقت میں ڈال دیتا ہے کہ جس میں بہت آسانی ہے۔ لیکن یہ آدمی اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والے کاموں کو چھوڑ کر نافرمانیوں میں پڑ جاتا ہے۔ اس بات میں تو کوئی شک نہیں کہ شیطان اس بات پر بہت حریص ہے کہ بندے کی عبادت کو فاسد کر دے۔ جناب عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: ''شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور مجھ پر قراءت مشکل کر دیتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ذَاكَ الشَّيْطَانُ يُقَالُ لَهُ خِنْزَبٌ فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَاتْفِلْ عَلَى يَسَارِكَ ثَلَاثًا .)) [1]

''یہ وہ شیطان ہے جسے ''خنزب'' کہا جاتا ہے، جب تو اس طرح محسوس کرے تو تین دفعہ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کر کے اپنی بائیں جانب تھتکار دے۔''

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی کیا تو یہ صورتحال آئندہ پیش نہیں آئی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز توڑنے یا دہرانے کا حکم نہیں دیا۔ لیکن موجودہ دور میں وسوسے کے مریضوں کی حالت یہ ہے کہ نماز توڑ دیتے ہیں اور دوبارہ شروع کرتے ہیں۔ یہ کام وہ بار بار کرتے ہیں یہاں تک کہ نماز کا اول وقت ختم ہو جاتا ہے اور وہ شیطان کے ہتھے چڑھ چکے ہوتے ہیں۔

سعید بن عبدالرحمٰن بن سہل بن ابو امامہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن وہ اور ان کے والد (عبدالرحمٰن بن سہل) انس رضی اللہ عنہ سے ملنے گئے۔ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے نماز اتنی ہلکی پڑھی کہ مسافر کی نماز محسوس ہوتی تھی۔ جب وہ نماز پڑھ چکے تو میرے والد نے ان سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، کیا آپ اپنی اس فرض نماز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی نماز تصور کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! یہ اللہ تعالیٰ کے رسول کی نماز ہے۔ میں نے جان بوجھ کر کوئی چیز نہیں چھوڑی، اگر کچھ چھوٹا ہے تو وہ غلطی کی بنا پر ہے۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

((لَا تُشَدِّدُوا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ فَيُشَدِّدِ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ ، فَإِنَّ قَوْمًا شَدَّدُوا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ ، فَشَدَّدَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ، فَتِلْكَ بَقَايَاهُمْ فِي الصَّوَامِعِ وَالدُّبُوْرَاتِ)) [2]

---

[1] صحيح مسلم ، كتاب السلام ، حديث : ٢٢٠٣ / ٥٧٣٨ .

[2] شعب الايمان للبيهقي : ٤٠١/٣ حديث : ٣٨٨٤٠ ، تفسير ابن كثير : ٣١/٨ ـ ذكر المولف مفهوما .

''اپنی جانوں پر سختی مت کرو، اللہ تعالیٰ بھی تم پر سختی کرے گا۔ بے شک ایک قوم نے اپنی جانوں پر سختی کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر سختی کر دی۔ گرجوں اور دَیروں میں انہی لوگوں کی باقیات ہیں۔''

دین اسلام کی بہترین خوبی:

اس عظیم دین کی خوبیوں اور صفات میں سے ایک، تمام امور میں اعتدال ہے۔ عقائد، عبادات، معاملات اور مباحات غرض کہ تمام کاموں میں نہ کمی ہے نہ زیادتی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے بارے میں سوال کرنے کے لیے آپ کے گھر آئے۔ جب انہیں آپ کی عبادت کی خبر دی گئی تو انہوں نے اپنی عبادت کو کم سمجھا اور کہنے لگے: کہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور کہاں ہم؟ آپ تو گناہ کرتے ہی نہیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر رکھا ہے۔ ان میں سے ایک کہنے لگا کہ میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں کبھی شادی نہیں کروں گا اور عورتوں سے علیحدہ رہوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا:

((أَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا؟ أَمَا وَاللّٰهِ اِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لٰكِنِّي أَصُوْمُ وَ أُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي)) [1]

''کیا آپ لوگوں نے یہ یہ باتیں کی ہے؟ اللہ کی قسم! میں تم میں سے اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرتا ہوں، لیکن میں (نفلی) روزہ رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں، میں رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں۔ جس بندے نے میری سنت سے منہ پھیرا وہ مجھ سے نہیں ہوگا۔''

---

[1] صحیح بخاری حدیث: ٥٠٦٣.

گناہ کو خوبصورت بنا کر پیش کرنا:

ایک راستہ جس کے ذریعے شیطان بندوں کو وسوسوں میں ڈالتا ہے گناہ اور معاصی کا راستہ ہے۔ شیطان ان گناہوں کو خوبصورت بنا کر لوگوں کے دلوں میں پیوست کر دیتا ہے اور وہ سوچے سمجھے بغیر ان پر عمل پیرا ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کے گناہوں میں زنا، علم کے بغیر ہی اللہ تعالیٰ پر بہتان اور لوگوں کو غلط فتوے، شریعت کے معاملات میں دخل دیتے ہوئے خود اشیاء کو حلال وحرام قرار دینا وغیرہ شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٦٩﴾ ﴾ (البقرہ: ١٦٩)

"وہ تو تمھیں برائی اور بے حیائی ہی کا حکم دیتا ہے اور یہ کہ تم اللہ پر وہ بات کہو جو تم نہیں جانتے۔"

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿٦٠﴾ ﴾

(النساء: ٦٠)

"کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو گمان کرتے ہیں کہ وہ اس پر ایمان لے آئے ہیں جو تیری طرف نازل کیا گیا اور جو تجھ سے پہلے نازل کیا گیا۔ چاہتے یہ ہیں کہ آپس کے فیصلے غیر اللہ (طاغوت، شیطان) کی طرف لے جائیں، حالانکہ انھیں حکم دیا گیا ہے کہ اس کا انکار کریں۔ اور شیطان چاہتا ہے کہ انھیں گمراہ کر دے، بہت دور گمراہ کرنا۔"

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي

الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿٩١﴾ (المائدہ : ۹۱)

''شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمھارے درمیان دشمنی اور بغض ڈال دے اور تمھیں اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روک دے، تو کیا تم باز آنے والے ہو؟''

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا قول ''مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ'' عام ہے اور یہ ہر قسم کے شر کو شامل ہے۔ یہ وہ وسوسہ ہوتا ہے جو سب سے پہلے دل میں پیدا ہوتا ہے کیوں کہ دل تو ہر قسم کے شر اور نافرمانی سے پاک ہوتا ہے۔ شیطان انسان کے دل میں وسوسہ ڈال کر پہلے گناہ کو خوبصورت بناتا ہے، پھر دل میں اس کی تمنا اور خواہش پیدا کر دیتا ہے۔ جب انسان اس گناہ میں واقع ہو جاتا ہے تو شیطان اس آدمی اور اس کے معاملے کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ پھر انسان کو اس گناہ کی سزا اور اس کا بُرا انجام بھول جاتا ہے۔ شیطان برے انجام کا خوف اس کے دل سے نکال دیتا ہے اور وہ آدمی اس گناہ کو ہی اچھائی سمجھ کر اس پر عمل کرتا رہتا اور اس سے لذت حاصل کرتا رہتا ہے۔

شیطان کی مدد:

جب انسان اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کو بھلا کر کسی گناہ والے کام میں دلی طور پر واقع ہونے کا پختہ ارادہ کر لیتا ہے تو شیطان بھی انسان کی مطلوبہ چیز کے لیے اپنے لشکروں کو روانہ کرتا ہے کہ اس ضمن میں وہ اس کے معاون و مددگار ہوں۔ حتی کہ جب انسان اس گناہ کو کرنے کے لیے اپنے تمام وسائل بروئے کار لاتا ہے تو شیطان بھی اس کا مددگار بن جاتا ہے۔ چنانچہ اس کیفیت کو اللہ عزوجل نے یوں بیان فرمایا ہے:

اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿٨٣﴾

(سورۂ مریم : ۸۳)

''کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بے شک ہم نے شیطانوں کو کافروں پر چھوڑ رکھا ہے،

وہ انھیں ابھارتے ہیں، خوب ابھارنا۔''

اگر انسان گناہ کے راستے میں حائل مشکلات سے اکتا کر سست پڑتا ہے تو شیطان اسے دوبارہ متحرک کر دیتا ہے اور اس کا حوصلہ بڑھاتا ہے۔ پھر آدمی ہمیشہ گناہ کی طرف ہی لپکتا ہے اور اپنی پوری کوشش اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں صرف کر دیتا ہے۔ انسان اس دوران اس بات کو بھول جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے وہ اس دشمن کو راضی کر رہا ہے جو ان کا سب سے بڑا دشمن ہے اور جس نے ان کے باپ آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

اور جیسا کہ درج ذیل اشعار میں شاعر نے شیطان کے متعلق بہت زبردست بات کہی ہے، ہر اس آدمی کے لیے بُرائی کا دلال بننے میں اس لعین کو نہ ہی تو اس اک تکبر اسے منع کرتا ہے اور نہ ہی اس کی نخوت و اکڑ۔ شاعر کہتا ہے:

عَجبتُ مِنْ اِبْلِیْسَ فِیْ تیْهِهِ
وَقُبْحِ مَا أَظْهَرَ مِنْ نُخّوتِهِ
تَاهَ عَلَى آدَمَ فِیْ سَجْدِهِ
وَصَارَ قوّادًا لِذُرّیّتِهِ

''ابلیس کے اپنی عقل کا توازن کھو بیٹھنے اور اس کی جاہلانہ قباحت پر میں بہت حیران ہوں کہ جس کا اظہار اس نے اپنی اکڑ کی صورت میں کیا تھا؛ آدم علیہ السلام کو ایک سجدہ کرنے پر تو وہ بھٹک گیا (اللہ کے حکم پر عجیب طرح کا فلسفہ بیان کرنے لگا) مگر جناب آدم علیہ السلام کی اولاد کا وہ گناہوں (زنا کاریوں، فحاشیوں، عیاشیوں) پر دلال بن گیا ہے۔''

شاعر کے اس حقیقت پسندانہ کلام سے بڑھ کر اللہ عزوجل کا اس ضمن میں درج ذیل فرمان ہے:

﴿ اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۖؗ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَیْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

عَلِيمٌۢ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿٨﴾ (فاطر : ٨)

تو کیا وہ شخص جس کے لیے اس کا برا عمل مزین کر دیا گیا تو اس نے اسے اچھا سمجھا (اس شخص کی طرح ہے جو ایسا نہیں؟) پس بے شک اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے، سو تیری جان ان پر حسرتوں کی وجہ سے نہ جاتی رہے۔ بے شک اللہ اسے خوب جاننے والا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔"

تو لوگوں کے ہاں غلیظ اور فاحش کاموں کو مزین کر کے پیش کرنے میں اصل کردار شیطان لعین کا ہی ہوتا ہے۔ اس لیے ہر مسلمان ، مومن آدمی کو اس بات کا خوب علم ہونا چاہیے کہ: ہر نافرمانی اور آزمائش کے پیچھے اصل ہاتھ شیطان مردود ولعین کا ہوتا ہے۔

بھول جانے کا وسوسہ:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر ارشاد فرماتے ہیں:

ا.... ﴿ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ﴾ (المجادلة : ١٩)

"شیطان ان پر غالب آ گیا، سو اس نے انھیں اللہ کی یاد بھلا دی۔"

ب.... ﴿ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٨﴾ ﴾ (الانعام : ٦٨)

"اگر کبھی شیطان تجھے ضرور ہی بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ایسے ظالم لوگوں کے ساتھ مت بیٹھ۔"

ج.... ﴿ فَاَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ ﴾ (یوسف : ٤٢)

"تو شیطان نے اسے اس کے مالک کا ذکر کرنا بھلا دیا۔"

د.... ﴿ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۡ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ﴾ (الكهف : ٦٣)

"اس نے کہا کیا تو نے دیکھا جب ہم اس چٹان کے پاس جا کر ٹھہرے تھے تو

بے شک میں مچھلی بھول گیا اور مجھے وہ نہیں بھلائی مگر شیطان نے کہ میں اس کا ذکر کروں اور اس نے اپنا راستہ سمندر میں عجیب طرح سے بنالیا۔“

شیطان کا ہتھیار:

مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ نسیان بھی شیطان کا ایک ہتھیار ہے جس کے ذریعے وہ انسان کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الکھف میں موسیٰ علیہ السلام کے خدمت گار کی زبان سے ”وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ“ کے قول کے ذریعے اس کی نسبت شیطان کی طرف کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب انسان دنیاوی امور میں سے بہت سی چیزیں بھول جاتا ہے تو وہ اسے نماز میں یاد آتی ہیں۔ شیطان نماز کے دوران ایک مسلمان پر بار بار حملہ آور ہوتا ہے اور اگر انسان کوشش کر کے اس کو روکنے کی کوشش کرے تو بھاگ جاتا ہے ورنہ کوتاہی کی صورت میں وہ مسلط رہتا ہے۔ اس لیے ایک مسلمان کو شیطان سے بچنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

وہم ہونے کا وسوسہ:

بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے کہ جن کے دل میں شیطان وہم کی بیماری ڈال دیتا ہے۔ وہ لوگ اس وہم میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ وہ بیمار ہیں۔ پھر وہ صبح و شام بیماری کی حالت میں رہتے اور موت کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ جب یہ وہم دل میں پختہ ہو جائے تو انسان کی زندگی مایوسیوں کا شکار ہو جاتی ہے اور وہ دائمی مریض بن جاتا ہے۔ وہ ہر طرح کی خوشیوں اور نعمتوں سے منہ موڑ لیتا ہے۔ روزانہ وہ اس انتظار میں ہوتا ہے کہ کب موت کا فرشتہ اس کے دروازے پر دستک دے دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو اسے وقت مقررہ تک مہلت دیتا ہے۔ اس قسم کی بیماری میں مبتلا بندہ روزانہ مرتا ہے اور ہر گزرتے لمحے کے ساتھ اس کی بیماری میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اگر اس مریض سے سوال کیا جائے کہ تو کب سے اس مرض میں مبتلا ہے اور یہ شیطانی وسوسہ کتنی دیر سے اس پر مسلط ہے؟ تو وہ جواب دے گا کہ کئی سالوں سے وہ اس بیماری میں مبتلا ہے۔ اب اس سے دوسرا سوال کریں: کیا جو وہم تمہارے دل میں پیدا

ہوئے ان میں سے کوئی حقیقت بن کر سامنے بھی آیا ہے؟ تو اس کا جواب نفی میں ہوگا۔ آپ اسے رب کا واسطہ دیں کہ وہ کب تک اس بیماری میں مبتلا رہے گا اور رب کی نعمتوں سے منہ موڑے رہے گا؟ اس کو یقین دلائیں کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے اور شیطان کبھی بھی انسان کے فائدہ والی بات نہیں کرتا بلکہ وہ تو ایسے کام کرے گا جن سے زندگی اجیرن ہو جائے اور زندگی کی نعمتیں تم پر حرام ہو جائیں۔ جب آپ اس آدمی کی بیماری پر غور وفکر کریں تو آپ محسوس کریں گے کہ اللہ تعالیٰ پر اس کا بھروسہ اور توکل نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے اس آدمی کو اپنی اولاد کی طرف سے فکر مند پائیں گے کہ کہیں انہیں کوئی نقصان نہ پہنچ جائے یا ان کے ساتھ کوئی حادثہ نہ پیش آ جائے۔ جب بھی آپ اس کے پاس جائیں گے تو آپ محسوس کریں گے کہ اس کی بیماری بڑھتی جا رہی ہے۔ جب وہ کسی بچے کی چیخ کی آواز سنے گا تو اس کے دل میں خیال آئے گا کہ کہیں یہ اس کے بچے کی آواز نہ ہو۔ جب بھی کوئی وبا یا بیماری پھیلے گی تو وہ پریشان ہو جائے گا کہ کہیں اس کے پہلے شکار وہی نہ بن جائیں۔ اس طرح کے توہمات میں ہی اس کی زندگی گزرتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ پر مضبوط توکل رکھے اور دعاؤں کو اپنی ڈھال بنائے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:؛

ا.... ﴿فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝۶۴﴾ (یوسف: ٦٤)

”سو اللہ بہتر حفاظت کرنے والا اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔“

ب.... ﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ط﴾ (الزمر: ٣٦)

”کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے۔“

ج.... ﴿اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾ (یوسف: ٨٦)

”اس نے کہا میں تو اپنی ظاہر ہوجانے والی بے قراری اور اپنے غم کی شکایت صرف اللہ کی جناب میں کرتا ہوں۔“

کبھی کبھی اس کے دل میں گھر والوں اور خاندان کے متعلق برے وہم جگہ پا لیتے ہیں۔

اگرفون کی گھنٹی بجے تو اس کے دل میں فوراً خیال آتا ہے کہ یقیناً میری بیوی کو تنگ کرنے کے لیے فون کیا گیا ہے۔ اگر اس کے بچے اس کے دوستوں کے ساتھ بات چیت میں مشغول ہوں تو وہ سوچنے لگتا ہے کہ یقیناً اس کے دوست بچوں کو گمراہ کر رہے ہوں گے۔ وہ سوچتا رہتا ہے کہ اس کے خاندان والے اس سے حسد کرتے ہیں اور اسے ناپسند کرتے ہیں۔ اگر اس کے لیے کھانے کا اہتمام کیا جائے تو سوچنے لگتا ہے کہ کہیں اس کھانے میں زہر نہ ملا ہوا ہو یا وہم میں پڑ جاتا ہے کہ اس کھانے کی بُو تو ایسی ہے جیسے وہ باسی ہو چکا ہو۔ نتیجتاً کھانے کا ارادہ ترک کر کے بھاگنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے ہاتھوں کو بار بار دھوتا ہے۔

روزمرہ کے معمولات میں وسوسے:

وسوسہ کے بعض مریضوں کی حالت اتنی خراب ہوتی ہے کہ ان پر جنون کا گمان ہوتا ہے۔ بعض دفعہ وہ کار کا دروازہ لاک کر کے جونہی گھر میں داخل ہوتے ہیں تو انہیں یاد آتا ہے کہ کار کا دروازہ تو لاک کیا ہی نہیں، وہ واپس پلٹتا ہے اور آ کر دیکھتا ہے کہ دروازہ تو لاک ہے۔ اس کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ وہ شیطان کی دعوت کو قبول کرتے ہیں اور اسے دل میں جگہ دیتے ہیں۔ اگر وہ اس دعوت کو دل میں جگہ نہ دیں تو وہ اس سے بچ سکتے ہیں۔ اسی قسم کی صورتحال گھر کا دروازہ، کھڑکیاں یا بلب بند کرتے ہوئے پیش آتی ہے۔ وہ ان چیزوں کو بند کرنے کے بعد بھی اسی وہم میں رہتا ہے کہ اس نے ان چیزوں کو بند نہیں کیا۔ بعض لوگ دوسری عادات کے بارے میں وسوسہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ کوئی بلا وجہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتا رہتا ہے اور کوئی بلا وجہ اپنی آنکھوں کو کھولتا بند کرتا رہتا ہے۔ اس قسم کے مریض کو پند و نصائح کے ساتھ ساتھ طبی علاج کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیے۔

وہ چیزیں جن میں انسان شیطان کی پیروی کرتا ہے:

ا...... عیش و عشرت، ہمیشہ سوچوں میں غرق رہنا اور بیماریاں۔ انسان ان میں اتنا غرق ہو جاتا ہے کہ نماز سے غافل ہو جاتا ہے۔ اور ایسا اس شدید تھکاوٹ یا سستی کی وجہ سے ہوتا ہے کہ جس کو وہ اپنے آپ پر سوار کیے رکھتا ہے۔ اس میں آدمی شیطان اور اپنے

نفس امارہ کی خوب پیروی کرتا ہے۔

۲......وقت کا ضیاع۔ حالانکہ یہ انسان کی سب سے قیمتی متاع ہے۔

۳......عبادات میں کوتاہی۔

۴......سنت کی مخالفت۔

۵......پانی کے استعمال میں اسراف۔ حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔

۶......ایک دوسرے کی خامیاں بیان کر کے لوگوں کے درمیان جھگڑا کرانا۔

۷......ایک وسوسہ وہ ہے جو عبادات میں فساد برپا کرتا ہے جیسا کہ نماز۔ وسوسے میں مبتلا ہونے کی وجہ سے نماز کا لطف اور خشوع وخضوع جاتا رہتا ہے۔ حالانکہ نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((أَرِحْنَا بِهَا يَا بِلَالُ۔ وَيَقُوْلُ: جُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلَاةِ)) [1]

''اے بلال! ہمیں نماز کے ساتھ راحت پہنچا۔'' اور فرمایا کرتے تھے: ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔''

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وسوسہ کی اقسام میں سے ایک قسم وہ ہے جو نماز کو باطل کر دیتی ہے۔ مثلاً بعض جملوں کا بار بار دہرانا جیسے التحیات میں آت آت، التحی التحی، اور سلام پھیرتے وقت اُس اُس، اور تکبیر کہتے وقت اککلبر۔ ظاہر ہے یہ کام نماز کو باطل کر دیتا ہے۔ بعض اوقات آدمی لوگوں کی امامت کروا رہا ہوتا ہے اور نماز جو کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا بہت بڑا ذریعہ ہے، اپنے مقتدیوں کی نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ اگرچہ ایسے کام سے نماز تو ہو جاتی ہے لیکن مکروہ ہوتی ہے اور سنت کے مطابق نہیں ہوتی۔ بعض دفعہ اس کی آواز اتنی بلند ہوتی ہے کہ سننے والوں کو تکلیف دے رہی ہوتی ہے اور لوگ اس کو روک ٹوک کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ایسا بندہ اپنے نفس پر شیطان کی اطاعت کو لازم کر لیتا ہے اور سنت کی مخالفت اور بدعت کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔ ابو حامد غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: وسوسہ کا سبب دین

[1] سنن نسائی حدیث: ۳۳۹۱.

سے جہالت یا عقل کا فتور ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں بہت بڑا عیب اور نقص ہیں۔

وسوسے کے مریض کے شبہات اور ان کا ردّ

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو اس بات کا پابند بنایا ہے کہ وہ تشدد اور غلو سے روکنے کے لیے سختی سے کام لیں۔ بہت سی آیات، احادیث اور آثار اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وعظ و تبلیغ میں نرمی سے کام لیا جائے۔ علماء اور اہل العلم مسلمانوں اور اپنے بھائیوں کو ایسے ہی انداز سے وعظ و نصیحت کرتے ہیں۔

غلو کرنا:

اہل لغت نے کہا کہ حد سے گزرنے کو غلو کہتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے، فرمایا:

((اِیَّاکُمْ وَالْغُلُو فِي الدِّیْنِ۔" أَي : التشدّد ومجاوزة الحد وقال رسُولُ اللّٰه ﷺ : اِنَّ ھٰذَا الدِّیْنَ مَتِیْنٌ فَأَوْغِلُوْا فِیْهِ بِرِفْقٍ)) [1]

"تم دین میں تشدد اور غلو کرنے سے بچو، یعنی تشدد کرنا اور حد سے نکل جانا، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ مذہب مضبوط ہے، تم اس میں رفق کے ساتھ رسوخ حاصل کرو۔"

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا:

((اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ، وَلَنْ یُشَادَّ الدِّیْنَ أَحَدٌ اِلَّا غَلَبَه، فَسَدِّدوا وقارِبوا، وأَبْشِروا، وَاسْتَعِینُوا بِالْغُدْوَةِ والرَّوْحةِ وَشَيءٍ منَ الدُّلْجَة)) [2]

"بے شک دین آسان ہے اور جو کوئی دین سے زور آزمائی کرے گا یہ دین اس پر غلبہ پالے گا۔ بہترین رہنمائی کرو، میانہ روی اختیار کرو اور خوشخبری سناؤ۔ آمد و رفت اور رات کے سفر میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔"

---

[1] مستدرك حاکم: ۱/۲۳۷ حدیث: ۱۷۱۱.

[2] صحیح ابن حبان: ٦٣۔ صحیح بخاری حدیث: ۳۹.

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ستونوں کے درمیان ایک لمبی رسی بندھی ہوئی دیکھی تو پوچھا: یہ رسی کیسی ہے؟ گھر والوں نے جواب دیا کہ یہ رسی ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نے باندھی ہے۔ جب وہ قیام کرتے ہوئے تھک جاتی ہیں تو اسے پکڑ کر سہارا لیتی ہیں۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا ، حُلُّوهُ ، لِيُصلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ ، فَإِذَا فَتَرَ فلْيَقعُدْ)) [1]

''نہیں! اسے کھول دو، تم میں کوئی بندہ اس وقت تک نماز پڑھے جب تک وہ چستی محسوس کرے، جب وہ تھک جائے تو اسے بیٹھ جانا چاہیے۔''

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس حدیث میں عبادت میں میانہ روی اختیار کرنے پر ابھارا گیا ہے اور اس میں تشدد اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔''

شیطان کے راستے، افراط وتفریط:

سلف صالحین فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ نے جو بھی حکم نازل کیا ہے شیطان کے لیے اس میں دو قسم کے راستے ہیں۔ یا تو اس میں کمی کروائے گا اور یا حد سے بڑھائے گا یعنی افراط کروائے گا، اور اسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ وہ کمی یا زیادتی میں انسان پر غلبہ پا رہا ہے۔اس لیے شیطان کے پاس اولاد آدم پر قابو پانے کے لیے بہت سے دروازے اور طریقے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ۚ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ﴿٦٤﴾﴾ (بنی اسرائیل: ٦٤)

''اور ان میں سے جس کو تو اپنی آواز کے ساتھ بہکا سکے بہکا لے اور اپنے سوار اور اپنے پیادے ان پر چڑھا کر لے آ۔ اور اموال، اولاد میں ان کا حصہ دار بن

[1] صحیح بخاری حدیث: ١٠٩٩.

اور انھیں وعدے دے۔ اور شیطان دھوکا دینے کے سوا انھیں وعدہ نہیں دیتا۔''

تفسیر طبری میں ہے: یعنی ان پر اپنی اطاعت کی طرف اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف دعوت دے کر غلبہ پا لے۔ یہی وسوسہ اور شیطان کی اطاعت اور رب رحمٰن کی نافرمانی ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے: کیا وسوسہ میں سارا کام شیطان کا ہوتا ہے؟ تو اس کا جواب ہے: نہیں! بلکہ یہ انسان ہے کہ جس کی شخصیت وسوسہ کو قبول کرنے والی ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے یہ بیماری اسے لگتی ہے اور جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے نفس کے اندر اس کا ٹھکانہ مضبوط ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آتا ہے: اس کے اعمال اس کے کنٹرول میں نہیں رہتے۔

اس بات کی دلیل کہ نفس کی طرف سے بھی وسوسے پیدا ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚۖ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝۱۶﴾ (ق: ١٦)

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم ان چیزوں کو جانتے ہیں جن کا وسوسہ اس کا نفس ڈالتا ہے۔ اور ہم اس کی رگ جاں سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔''

پس ثابت ہوا کہ شیطان ہر انسان کو وسوسہ کا شکار بناتا ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ جو انسان نیک فطرت ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہے کہ وہ اس کو شیطان مردود سے محفوظ رکھے۔ جب کہ وسوسہ کا مریض اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنے کے باوجود شیطان کا نشانہ بن جاتا ہے اور اس کا نفس اس پر تنگی و مشقت ڈالتا ہے جس کی وجہ سے شیطان اس کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے اور وہ بندہ اس پر عمل کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا حل بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((لِمَنْ أَشْغَلَهُ الوَسْوَاسُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ)) [1]

''جس بندے کو وسوسہ مشغول کر دے اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے

---

[1] صحيح بخاری حديث: ٣٢٧٦ ذكر المولف مفهوما.

اوراس وسوسہ سے باز آجائے۔"

ایک شبے کا ردّ:

نبی کریم ﷺ نے صرف پناہ مانگنے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس پراس پر یہ اضافہ بھی فرمایا کہ: آپ ﷺ نے ہمیں وسوسہ سے کلی طور پر دُور رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ بعض لوگ سستی کرتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ کبھی وسوسہ عبادت کے متعلق نہیں ہوتا تو وہ شیطان کی طرف سے کیسے ہوا؟ اس کا جواب وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

﴿إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٠﴾﴾

(المجادلة: ١٠)

"یہ سرگوشی تو شیطان ہی کی طرف سے ہوتی ہے، تاکہ وہ ان لوگوں کوغم میں مبتلا کرے جو ایمان لائے۔ حالانکہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر انھیں ہرگز کوئی نقصان پہنچانے والا نہیں اور اللہ ہی پر لازم ہے کہ مومن اللہ عزوجل پر بھروسا کریں۔"

اس آیت مبارکہ سے ہمیں یہ سمجھ آتی ہے کہ شیطان اپنا پورا زور لگاتے ہوئے اپنی سی کوشش کر کے ایک مومن کو غم پہنچانے کی سعی وکوشش کرتا ہے۔ اگر کہیں دو آدمی تیسرے سے الگ ہوکر کوئی بات کریں گے تو شیطان تیسرے آدمی کے دل میں وسوسہ ڈال دے گا کہ وہ دونوں یقیناً میرے بارے میں کسی برائی کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ شیطان تو اپنی پوری کوشش کرتا ہے کہ مؤمن آدمی ہمیشہ غم والم میں ڈوبا رہے اور اس کے لیے وہ وسوسہ کا ہتھیار استعمال کرتا ہے۔

وسوسہ کے مریض کی کٹ حجتی:

١...... وسوسہ میں مبتلا آدمی کہے گا کہ میں تو اپنے دین کے بارے میں احتیاط کی وجہ سے ایسا کرتا ہوں۔

٢...... بعض مریض احادیث سے استدلال کریں گے۔ مثلاً

ا...... ((دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يُرِيْبُكَ)) [1]

"اس چیز کو چھوڑ دے جو تجھے شک میں ڈالتی ہے اور اس چیز کو قبول کر لو جو تجھے شک میں نہ ڈالتی ہو۔"

ب...... ((مَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ)) [2]

"جو کوئی شبہ والی چیزوں سے بچ گیا تو اس نے اپنا دین اور اپنی عزت بچا لی۔"

ج...... ((اَلْاِثْمُ مَا حَاكَ فِي الصَّدْرِ)) [3]

"گناہ وہ ہے سینے میں کھٹکے۔"

۳۔ وسوسہ کے مریض کہیں گے کہ تشدد، دین میں کمی یا زیادتی کرنے سے بہتر ہے۔

اہل وسوسہ پر ردّ:

ایسے لوگوں کے ردّ میں کہا جائے گا کہ: جہاں تک احتیاط کا معاملہ ہے تو ان کے اس قول کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان کا یہ قول رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مخالف ہے۔ حالانکہ وہ تمام مخلوق میں سب سے بہتر تاویل کرنے والے ہیں۔ احتیاط بھی وہی ہے کہ جو سنت کے موافق ہو اور جو سنت کے مخالف ہو وہ احتیاط نہیں ہو سکتی۔

ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "إغاثة اللهفان من مصائد الشيطان" میں اہل وسوسہ کے رد میں ایک پوری فصل درج کی ہے۔ جہاں تک ان کا یہ قول ہے کہ: ہم یہ سارے کام احتیاط کی وجہ سے کرتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے: تم اس کا جو مرضی نام رکھ لو ہم تو صرف یہ دیکھتے ہیں ؛ کیا وہ معاملہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے موافق ہے یا مخالف؟ اگر کہا جائے کہ ان کا یہ کام موافق ہے تو یہ صریحاً دھوکا اور واضح جھوٹ ہے۔ اس کا رسول اللہ ﷺ کے مخالف ہونا واضح ہے اور اس کا نام تبدیل کرنا کوئی فائدہ نہ دے گا۔ مثال کے طور پر اگر ایک آدمی کوئی نا جائز کام کرتا ہے اور اس کا کوئی نیا نام رکھ لیتا ہے جس

---

[1] جامع ترمذی حدیث: ۲۵۱۸۔ [2] صحیح بخاری حدیث: ۵۲۔
[3] صحیح مسلم حدیث: ۲۵۵۳۔

طرح کہ کوئی آدمی شراب کا نام کوئی دوسرا رکھ لیتا ہے یا جوئے کو کوئی دوسرا نام دے دیتا ہے تو اس کا یہ کام جائز نہ ہوگا۔ حالانکہ جس کام کے کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے لعنت کی ہے (یعنی زنا) تو اس کام کو ہم نکاح شرعی کا نام نہیں دے سکتے۔ اسی طرح نماز وہی ہوگی جو رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق ہوگی۔ اور جو اس طرح نماز نہیں پڑھے گا تو اس کی نماز جائز نہیں ہوگی اور نہ یہ نماز اس کے لیے فائدہ مند ہوگی۔ کیوں کہ ایسی نماز کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرے گا۔ اہل وسوسہ نے دین میں غلو کرنے کا نام احتیاط رکھ دیا ہے۔ حالانکہ احتیاط تو وہ ہے جو اپنے کرنے والے کو فائدہ دے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ثواب کا حقدار ٹھہرائے۔ تو ثابت ہوا کہ احتیاط وہی قابل قبول ہوگی جو سنت کے موافق ہوگی اور جو سنت کے مخالف ہوگی اسے ہم احتیاط کا نام نہیں دے سکتے۔

رہا ان کا رسول اللہ ﷺ کے فرمان: ''دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يُرِيْبُكَ '' اور ''اَلْاِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ صَدْرِكَ '' سے استدلال پکڑنا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ احادیث تو ان کے وسوسے کو باطل کرنے کی سب سے قوی دلیلیں ہیں۔ کیوں کہ دو متعارض دلائل کا آجانا یا کسی کو راجح قرار نہ دے پانا ہی وہ عوامل ہیں کہ جن کی وجہ سے حق کے ساتھ باطل اور حلال کے ساتھ حرام مشابہہ ہو جاتے ہیں اور اسی کا نام مشتبہات ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کے مشابہ کو چھوڑ کر اور غیر واضح کو چھوڑ کر واضح کو قبول کرنے کی طرف رہنمائی کی ہے۔ تو اب اہل وسواس شبے والی چیز کو جو سنت کے خلاف ہو، قبول کرنے کی ترجیح دیں گے یا اس چیز کو جو واضح اور سنت کے مطابق ہے؟ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: احتیاط حسن اور اچھی چیز ہے لیکن اس وقت تک جب تک سنت کے مخالف نہ لے جانے والی ہو۔ اور جب یہ سنت کے مخالف لے جانے لگے تو ایسی احتیاط کو چھوڑ دینے میں ہی احتیاط ہے۔

اہل وسواس کی تیسری دلیل کہ کمی یا زیادتی سے کسی معاملے میں سختی کرنا بہتر ہے تو اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ کمی کرنا یا زیادتی کرنا دونوں صورتیں ہی ناقابل قبول ہیں۔ بہترین راستہ تو میانہ روی کا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

ا..... ﴿وَ لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ﴾

(بنی اسرائیل: ۲۹)

''اور نہ اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا کر لے اور نہ اسے کھول دے، پورا کھول دینا۔''

ب..... ﴿وَّ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا﴾ (الاعراف: ۳۱)

''اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ گزرو''

غلو کرنے والوں کی سزا:

اہل وسوسہ کی سزا ان کے جرم کے مطابق وعظ ونصیحت اور ڈانٹ ڈپٹ ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس دین کے ساتھ مذاق کرنے سے رک جائیں۔ کیوں کہ ان کے پاس اپنے کام کی قولی یا فعلی دلیل نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ، أَلَا هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ، أَلَا هَلَكَ مُتَنَطِّعُونَ)) [1]

''خبردار! غلو کرنے والے ہلاک ہو گئے، خبردار! غلو کرنے والے ہلاک ہو گئے، خبردار! غلو کرنے والے ہلاک ہو گئے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اس اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ غلو کرنے والوں کی پکڑ کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اہل غلو پر سختی کرنے میں سب سے زیادہ تھے اور میرا خیال ہے کہ اہل غلو کو سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے زیادہ ڈرانے والی کوئی چیز اس زمین میں نہیں تھی۔''

رسول اللہ ﷺ غلو کرنے والوں پر سخت ناراض ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر لگاتار روزے رکھے تو رمضان کا چاند دیکھنے کے

---

[1] ابو داؤد حدیث: ٤٦٠٨.

بعد آپ نے فرمایا:

((لَوْ تَاَخَّرَ الْهِلَالُ لَوَاصَلْتُ وِصَالاً يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُوْنَ تَعَمُّقَهُمْ)) ❶

''اگر چاند نظر نہ آتا تو میں لگا تار روزے رکھتا جاتا، اور غلو کرنے والوں کو ان کے غلو میں چھوڑ دیتا۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اہل وسواس و اہل غلو سخت سزا کے مستحق ہیں جو ان کے لیے عبرت اور دوسروں کے لیے مثال ہو۔ کیوں کہ انہوں نے دین کی وہ تشریح کی ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی اور وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سنت طریقے کی بجائے بدعت طریقے سے کرتے ہیں۔''

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ کے نزدیک اہل وسوسہ کی حالت:

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اہل وسوسہ کے ایک گروہ سے تو شیطان کی اطاعت ثابت ہو چکی ہے کیوں کہ انہوں نے اس کے وسوسے اور قول کو قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے اتباع سے بے رغبتی کی ہے۔ حتی کہ اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق وضو اور نماز ادا کرے تو اس کے وضو کو باطل اور نماز کو صحیح نہیں سمجھتے۔ اگر کسی کو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق عمل کرتا دیکھ لیں مثلاً بچوں کو کھانا کھلانا یا عام مسلمانوں کو کھانا کھلانا تو اس برتن کو نجس اور پلید سمجھتے ہیں گویا کہ اس میں کتا منہ ڈال گیا ہو۔

شیطان کی دعوت کو قبول کرنے کی وجہ سے ان کی حالت پاگلوں جیسی ہو چکی ہے۔ ان کا مذہب حقیقتوں اور حسی معاملات کا انکار کرنے والے سوفسطائیوں کے ساتھ مشابہ ہو چکا ہے۔ ان میں سے ایک آدمی اپنے آپ کو اپنی آنکھوں سے اپنے عضو کو دھوتے ہوئے دیکھتا ہے، اپنی زبان سے تکبیر اور قراءت اتنی بلند آواز سے پڑھتا ہے کہ کانوں سے سن لیتا ہے۔ حتی کہ دوسرے لوگ بھی سن کر یقین کر لیتے ہیں لیکن یہ آدمی پھر بھی شک میں پڑ جاتا ہے کہ اس نے یہ کام کیے ہیں یا نہیں؟ شیطان اسے نیت میں بھی شک میں ڈال دیتا ہے حالانکہ وہ یقیناً نیت

❶ سنن الکبریٰ للبیهقی: ٤/ ٢٨٢.

اور قصد کر چکا ہوتا ہے۔ بلکہ دوسرے لوگ بھی احوال اور قرائن کی وجہ سے اس کی نیت اور ارادے کو جان چکے ہوتے ہیں۔ شیطان اس کے دل میں خیال ڈال دیتا ہے کہ اس نے نماز کی نیت نہیں کی۔ یا اس کے پیٹ سے کوئی چیز خارج ہوئی ہے حالانکہ اس کے پیٹ سے کوئی چیز خارج نہیں ہوئی ہوتی۔ یہ سارے خیالات شیطان کی اطاعت اور اس کے وسوسہ کو قبول کرنے کا نتیجہ ہیں اور اس کی اطاعت اپنی انتہاء کو پہنچی ہوئی ہے۔ وہ شیطان کی اطاعت قبول کرنے کی وجہ سے اپنے نفس کو سزا اور جسم کو تکلیف دیتا ہے۔ کبھی ٹھنڈے پانی میں غوطے لگاتا ہے اور کبھی ٹھنڈے پانی میں اپنی آنکھوں کھول کر ان میں پانی داخل کرتا ہے جس کے نتیجے میں اس کی بینائی متاثر ہو جاتی ہے۔ کبھی اپنا ستر کھول کر لوگوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ بچوں اور دیکھنے والوں کے مذاق اور ٹھٹھے کا نشانہ بنتا ہے۔

ایک دلچسپ واقعہ:

یہاں ایک واقعہ کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ ''ابو الفرج بن الجوزی، ابو الوفا بن عقیل رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے ان سے سوال کیا: میں پانی میں بار بار ڈبکیاں لگاتا ہوں لیکن مجھے پھر بھی شک رہتا ہے کہ میرا غسل صحیح ہوا ہے یا نہیں؟ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ شیخ نے اسے جواب دیا: جاؤ! تم سے نماز ساقط ہوگئی۔ اس نے پوچھا کہ وہ کیسے؟ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: اَلْمَجْنُوْنُ حَتّٰى يُفِيْقَ، وَالنَّائِمُ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ، وَالصَّبِيُّ حَتّٰى يَبْلُغَ)) [1]

''تین آدمیوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے۔ مجنون یہاں تک کہ صحیح ہو جائے اور سونے والا یہاں تک کہ بیدار ہو جائے اور بچہ یہاں تک کہ بالغ ہو جائے۔''

اور جو آدمی بار بار پانی میں ڈبکی لگانے کے باوجود شک کرے کہ اس کا غسل ہوا ہے یا نہیں تو وہ مجنون ہے۔''

---

[1] سنن ابی داؤد حدیث: ٤٣٩٨ تا ٤٤٠٣.

وسوسے کے مریض کی مشغولیت:

بعض دفعہ وسوسہ کا مریض اپنے شغل میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کی جماعت فوت ہو جاتی ہے اور بعض اوقات نماز کا وقت ہی چلا جاتا ہے۔ وہ نیت کے وسوسے میں پڑا رہتا ہے اور ادھر اس کی تکبیر اولیٰ رہ جاتی ہے۔ بلکہ بعض دفعہ رکعت یا کئی رکعات رہ جاتی ہیں۔ وہ بار بار قسم کھاتے ہیں کہ اب ایسا نہ کریں گے لیکن ہر بار اپنے دعوے کو توڑ بیٹھتے ہیں۔

ایک دوسرے آدمی کے بارے میں پتہ چلا کہ وہ نیت کے الفاظ ادا کرنے میں وسوسہ میں پڑا ہوا ہے۔ایک دن وہ اسی وسوسہ میں پڑا ہوا تھا اور بار بار کہہ رہا تھا ''اُصَلِّی ، اُصَلِّی ، صَلَاۃَ کَذَا وَکَذَا'' اور جب وہ ''اَدَاءً'' کہنے لگا تو دال کو ذال سے تبدیل کر بیٹھا اور کہا: ''اَذَاءً لِلّٰہِ'' ساتھ والے آدمی نے نماز توڑ کر کہا: ''وَلِرَسُوْلِہٖ وَمَلَائِکَتِہٖ وَجَمَاعَۃِ الْمُصَلِّیْنَ '' (وہ کہنا چاہتا تھا کہ میں فلاں نماز پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے لیے لیکن اَدَا ، کے بجائے ''اَذَا '' کہہ دیا جس کا معنیٰ تکلیف ہے۔تو معنیٰ بن گیا کہ میں نماز پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کو تکلیف دینے کے لیے۔ ساتھ والے آدمی نے نماز توڑ کر مزید اضافہ کیا کہ اس کے رسول، اس کے فرشتوں اور نماز پڑھنے والی جماعت کو تکلیف دینے کے لیے بھی کہو)

بعض لوگ حروف کو بار بار دہرانے کے وسوسہ میں پڑے ہوتے ہیں۔ یعنی اللہ اکبر کہنے کی بجائے اللہ اککبر کہتے رہتے ہیں۔ ایک آدمی نے مجھ سے کہا کہ میں ''السلام علیکم'' نہیں کہہ سکتا۔ میں نے جواب دیا: جس طرح تم نے اب کہہ لیا ہے ایسے ہی آرام سے کہہ لیا کرو۔ شیطان ان لوگوں کو رسول کی اتباع سے نکال کر اہل غلو میں شامل کر کے دنیا میں ہی عذاب میں مبتلا کر دیا ہے ۔ جب کہ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں جن کے بدلے میں ثواب ملے گا۔ اسی طرح جب سورۂ فاتحہ پڑھ کر کوئی سورت تلاوت کرنے لگتے ہیں تو شیطان وسوسہ ڈال دیتا ہے کہ تو نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی۔ وہ دو رکعتیں پڑھ چکا ہوتا ہے ۔ جب کہ شیطان وسوسہ ڈال دیتا ہے کہ تو نے ایک رکعت پڑھی ہے۔ بعض دفعہ تکبیر تحریمہ اور التحیات میں وسوسہ ڈال دیتا ہے اور بندہ ان کو بار بار دہراتا ہے ۔ بعض دفعہ تو اتنی بلند آواز

سے دہراتا ہے کہ قریب موجود لوگوں کے لیے سخت تکلیف کا باعث بن جاتا ہے۔

صالحین کو شیطانی وسوسے:

شیطان اس بندے کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے جس پر قابو پانے میں ناکام ہو جاتا ہے۔ جب کہ کافر لوگ تو اس کا آسان شکار ہیں، وہ جیسے چاہے اور جب چاہے ان کو شکار کر سکتا ہے اور وہ اس کے وسوسے کا کوئی علاج نہیں کر سکتے۔ شیطان جب چاہتا ہے ان کے ساتھ کھیل و ملاعبہ میں مشغول ہو جاتا ہے۔ جب بندہ وسوسے کو ناپسند کرے، اس سے بغض رکھے اور دل کو وسوسہ سے بچانے کی کوشش کرے تو یہی اس کے پختہ ایمان کی نشانی ہے۔ جو بندہ بھی ذکر یا کسی عبادت کے ذریعے اپنے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس کو اس پریشانی سے ضرور واسطہ پڑتا ہے۔ چنانچہ ایک مؤمن مسلمان کو چاہیے کہ وہ ثابت قدم رہے اور صبر کرے۔ ذکر و نماز کو اپنے لیے لازم کیے رکھے۔ اسی طریقے سے شیطان کی تدبیر کو ناکام کر کے اپنے آپ سے دور رکھا جا سکتا ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں؛

﴿إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا﴾ (النساء: ٧٦)

''بے شک شیطان کی تدبیر کمزور ہے۔''

جب بھی آدمی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس کے دل میں وسوسے در آتے ہیں۔ اس لحاظ سے شیطان راستہ کاٹنے والے کی مانند ہے۔ جب بھی آدمی اللہ تعالیٰ کی طرف سفر شروع کرتا ہے تو شیطان راستے کو کاٹ کر اس کے سفر میں رکاوٹیں ڈالتا ہے۔ بعض سلف صالحین سے کہا گیا کہ یہود و نصاریٰ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمیں وسوسے درپیش نہیں آتے۔ تو انہوں نے جواب دیا: وہ سچ کہتے ہیں، کیوں کہ جو چیز پہلے ہی خراب ہو تو اسے مزید خراب کر کے شیطان کیا کرے گا۔ امام نووی اپنی کتاب ''الاذکار'' میں لکھتے ہیں:

''کامل ایمان والا ہی وسوسہ کے ذریعے آزمایا جاتا ہے کیوں کہ چور خالی گھر کا کبھی ارادہ نہیں کرتا۔''

یعنی شیطان اہل ایمان کے ایمان کو خراب کرنے کے لیے ان کے دلوں میں حائل ہوتا ہے۔

وسوسہ کو جانچنے کا پیمانہ:

فضیلۃ الشیخ رعبدالرحمٰن بن عبداللہ السحیم وسوسہ کو جانچنے کا پیمانہ ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''علامہ صدیق حسن خان رحمہ اللہ نے جوتے کے زمین پر رگڑنے سے پاک ہونے کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان شکوک کے بارے میں جو آنے والے زمانے میں پیش آسکتے تھے اور جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو آگاہ کر دیا تھا اور جن کی شریعت میں کوئی بنیاد بھی نہیں تھی کو ایسے واضح انداز میں دور فرما دیا ہے کہ شک اور خیال کی ہر عمارت مکمل طور پر منہدم ہوگئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ؛ فَلْيَنْظُرْ نَعْلَيْهِ ، فَإِنْ كَانَ فِيهِمَا خَبَثٌ فَلْيَمْسَحْهُ بِالْأَرْضِ ، ثُمَّ لِيُصَلِّ فِيهِمَا)) [1]

''جب تم میں سے کوئی مسجد آئے تو وہ اپنے جوتے دیکھ لے، اگر ان میں کوئی گندگی لگی ہوئی ہو تو زمین پر رگڑے اور ان میں نماز پڑھے۔''

جب کہ مسند احمد میں یہ الفاظ ہیں:

((اِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ؛ فَلْيُقَلِّبْ نَعْلَيْهِ فَلْيَنْظُرْ فِيهِمَا ، فَإِنْ رَأَى بِهَا خَبَثاً فَلْيُمِسَّهُ بِالْأَرْضِ ، ثُمَّ لِيُصَلِّ فِيهِمَا)) [2]

''جب تم میں سے کوئی مسجد آئے تو وہ اپنے جوتوں کو الٹا کر کے دیکھے، اگر وہ کوئی گندگی دیکھے تو انہیں زمین پر رگڑے اور پھر ان میں نماز پڑھے۔''

شک کی عمارت گرانے والی اس عبارت پر غور کیجئے، سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ تعلیم دی کہ اگر وہ یقینی طور پر جوتے میں گندگی پا لیں تو ان کو زمین پر

---

[1] اخرجه المؤلف مفهوماً

[2] مسند أحمد: ٣/ ٢٠ حديث: ١١١٧٠.

رگڑ لیں۔ پھر ان کو ان جوتوں کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیا تاکہ وہ جان لیں کہ یہ مٹی پاک کرنے والی ہے اور نماز جائز ہے۔ بعض عورتوں کی چادریں لمبی ہوتی ہیں اور ان میں راستے سے کوئی نجاست لگ جاتی ہے مثلاً گندا پانی وغیرہ تو عورتیں ایسے کپڑے اتار دیتی ہیں اور ان کو تبدیل کر لیتی ہیں۔ حالانکہ گندی جگہ سے گزرنے کے بعد پاک مٹی سے گزرنا ان کے کپڑے کو پاک کر دیتا ہے۔ ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف کی لونڈی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا تھا کہ میں چادر کو لٹکایا کرتی تھی اور مجھے گندگی والی جگہ سے بھی گزرنا پڑتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ بعد والی خشک مٹی اسے پاک کرنے والی ہے۔

وسوسے کے مریض کی پہچان:

درج ذیل مثالوں کے ذریعے آپ وسوسے میں مبتلا مرد و زن کو پہچان سکتے ہیں:

۱۔ قالینوں والے ہوٹلوں اور قالین بچھے اپارٹمنٹس میں اُن کے فرش پر نماز پڑھنے سے۔

۲۔ ایسی زمین پر نماز پڑھنے سے جس کے پاک یا ناپاک ہونے کے بارے میں آپ نہیں جانتے۔

۳۔ بچے کو اٹھا کر نماز پڑھنے سے۔

۴۔ کسی عذر کی بنا پر آدمی کا بیٹھ کر نماز پڑھنا۔

۵۔ رمضان میں کسی عذر کی بنا پر روزہ افطار کر لینا۔

۶۔ سفر کی مشقت سے بچنے کے لیے روزہ نہ رکھنا۔

۷۔ سنت مؤکدہ کو سفر میں یہاں تک کہ مسجد الحرام میں بھی چھوڑ دینا۔

جو بندہ اپنے نفس میں وسوسے کے درجے کو جانچنا چاہتا ہو، اسے چاہیے کہ مندرجہ ذیل کام کرے:

۱...... اصل پر اعتماد کرتے ہوئے ہوٹلوں کے فرش پر نماز پڑھے اور اصل حکم ان کے پاک ہونے کا ہے۔ کیوں کہ اصول یہ ہے کہ جب تک نجاست ثابت نہ ہو جائے اس وقت

تک اشیا پاک ہوتی ہیں۔ اور جب تک حرمت ثابت نہ ہو اس وقت تک چیزیں جائز اور مباح ہوتی ہیں۔

ایک دن ہم گھاس کے قطعہ پر نماز پڑھنے لگے تو ہم میں سے ایک ساتھی کہنے لگا: کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ گھاس پاک یا ناپاک پانی کے ساتھ اگائی گئی ہے؟ حالانکہ یہ ایک فضول سوال تھا کیونکہ ہم ایک کھیت میں تھے۔

۲......اپنے نفس کا تجربہ کرنے کے لیے نماز کے دوران روتے ہوئے بچے کو اٹھا لیجئے اور پھر دیکھیے: کیا آپ کے نفس میں کوئی حرج واقع ہوا ہے؟

۳......اپنے نفس کا تجربہ کرنے کے لیے حاملہ عورت یا بچے کو دودھ پلانے والی عورت رمضان کا روزہ چھوڑ کر دیکھے: کیا اس کے دل میں کوئی ملال پیدا ہوا یا نہیں؟

۴......اپنے نفس کا تجربہ کرنے کے لیے عورت بچے کو اٹھا کر یا حاملہ عورت بغیر سجدہ کیے اشارے سے نماز ادا کر کے دیکھے۔

ایک دفعہ ہم مسجد الحرام (مکہ مکرمہ) میں تھے کہ میرا ایک ساتھی کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ میں نے اس سے پوچھا: کیا پڑھنے لگے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ مغرب کے نفل۔ میں نے اس سے پوچھا: کیا تم مسافر ہو یا مقیم؟

اس نے جواب دیا: میں تو مسافر ہوں۔

میں نے کہا: ہم بھی مسافر ہیں اور نبی کریم ﷺ سفر میں فجر کی دو سنتوں کے علاوہ کوئی سنتیں مؤکدہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔

اس نے کہا: میرا دل نہیں مانتا کہ اتنی مقدس جگہ پر آ کر میں یہ سنتیں چھوڑ دوں۔

میں نے جواب دیا: اگر تو نبی کریم ﷺ کی سنت سمجھتے ہوئے ان رکعتوں کو چھوڑ دے گا تو ان کے پڑھنے سے زیادہ ثواب کا حقدار بن جائے گا۔

مسلمان کا مقصود ومطلوب:

ایک مسلمان کا اصل مقصود ومطلوب نبی کریم ﷺ کی سنت کی اتباع اور پیروی کرنا

ہے۔اسی لیے نبی ﷺ نے ان دو آدمیوں سے فرمایا تھا کہ جن کو راستے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ان کے پاس پانی نہیں تھا اور ان دونوں نے تیمّم کر کے نماز ادا کرلی۔ابھی نماز کا وقت باقی تھا کہ انہیں پانی مل گیا۔ایک نے وضو کر کے نماز دوبارہ پڑھی جب کہ دوسرے نے ایسا نہیں کیا۔جب دونوں نبی کریم ﷺ کے پاس واپس آئے تو آپ نے اس بندے سے جس نے نماز نہیں دہرائی تھی فرمایا:''تو نے سنت طریقے کو پا لیا اور تیری نماز تجھے کافی ہوگئی۔''اور دوسرے بندے سے فرمایا:''تیرے لیے دہرا اجر ہے۔'' سنت کے مطابق کام کرنا اور سنت کو پا لینا اس آدمی سے بہتر ہے جسے دوگنا اجر کا مستحق ٹھہرایا گیا۔صحیح مسلم میں روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے قصر نماز ادا کی اور بیٹھ گئے۔آپ نے لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو پوچھا: یہ لوگ کیا پڑھ رہے ہیں؟ جواب دیا گیا کہ یہ نوافل ادا کر رہے ہیں۔آپ نے جواب میں فرمایا: اگر میں نے نفل ادا کرنے ہوتے تو میں نماز کو ضرور پورا پڑھتا۔

بعض لوگ سفر میں نمازوں کو جمع کرنا یا قصر کرنے کو سنت رسول سمجھنے کے باوجود ان پر عمل نہیں کرتے کیوں کہ ان کے نفس اور دل مطمئن نہیں ہوتے۔ اسی طرح بعض لوگ جرابوں اور پٹیوں کے معاملہ میں سختی کرتے ہیں اور ان پر مسح نہیں کرتے حالانکہ یہ شرعی رخصت ہے جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ اسی طرح بعض لوگ بارش کے دوران اذان میں " أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ " کے الفاظ کہنے سے ہچکچاتے ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے۔حالانکہ یہ نبی کریم ﷺ کی سنت مطہرہ ہے۔

وسوسہ کا نفع بخش علاج:

وسوسہ دور کرنے کے مندرجہ ذیل طریقے ہیں:

۱......شرعی علم حاصل کرنا :

جہالت شیطان کے لیے زاد راہ کا کام دیتی ہے اور اس سے بچنے کا بہترین ہتھیار علم ہے۔علم حاصل کرنے والا ان چیزوں پر عمل کرنے سے پرہیز کرتا ہے جو دین میں اضافہ ہیں اور جن کی کوئی شرعی اصل موجود نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شیطان ان سے دور ہوتا ہے۔ اہل

وسوسہ کی حالت یہ ہوتی ہے کہ شریعت کے علم سے کورے ہوتے ہیں۔ اگر ان کے پاس علم آ جائے تو وہ ان کاموں سے رک جائیں جو وہ سرانجام دیتے ہیں۔

۲......ایمان کو تقویت دینے کے لیے ذکر اذکار کرنا :

ذکر ایک قلعہ اور پناہ گاہ ہے جو شیطان سے بچاؤ کے لیے فصیل کا کام دیتا ہے۔ جس طرح میدان جنگ سے بھاگا ہوا آدمی پناہ کے لیے قلعے میں داخل ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک مؤمن آدمی شیطان سے بچنے کے لیے ذکر کا سہارا لیتا ہے۔ ان میں صبح و شام کے اذکار اور سونے کے اذکار شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ۝۲۸﴾ (الرعد : ۲۸)

''وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے اطمینان پاتے ہیں۔ سن لو! اللہ کی یاد ہی سے دل اطمینان پاتے ہیں۔''

آیئے! اذکار کے حوالے سے چند ایک احادیث مبارکہ کا مطالعہ کرتے ہیں:

۱...... حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: جو آدمی شام کے وقت مندرجہ ذیل کلمات تین دفعہ پڑھے گا اسے صبح تک کوئی غم اچانک نہیں آ سکتا۔ اور جو کوئی صبح کے وقت تین دفعہ پڑھے گا اسے شام تک کوئی اچانک غم نہیں پہنچ سکتا۔

((بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ)) [1]

''اس اللہ کے نام کے ساتھ کہ جس کے نام کی وجہ سے زمین اور آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

راوی کہتا ہے کہ ابان بن عثمان، جنہوں نے یہ حدیث عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کو

---

[1] سنن ابی داؤد حدیث : ۵۰۸۸.

فالج ہو چکا تھا۔ ان سے یہ حدیث سننے والے ایک آدمی نے انہیں غور سے دیکھنا شروع کر دیا تو انہوں نے اس سے فرمایا:

''میری طرف کیا دیکھ رہے ہو؟ اللہ کی قسم! مین نے عثمان پر اور عثمان نے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ نہیں بولا۔ ہاں جس دن مجھے فالج ہوا اس روز میں غصے کی وجہ سے یہ کلمات پڑھنا بھول گیا تھا۔''

۲......ایک حدیث میں ہے:

((أَنَّ مَـنْ قَرَأَ بِالْمُعَوَّذَتَيْنِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ثَلَاث مَرَّاتٍ حِيْنَ يَصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِي كَفَتْهُ مِنْ كُلِّ شَيءٍ)) ❶

''جس آدمی نے صبح اور شام کے وقت قُل هُو اللّٰهُ اَحد، قُلْ اَعوذ بِربِّ الفلق اور قُلْ اعوذ بِربِ النَّاس، تین دفعہ پڑھیں اسے ہر چیز سے کفایت کریں گی۔''

۳......اللہ تعالیٰ کی پناہ چاھنا اور دعائیں کرنا :

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾

(الاعراف : ۲۰۰)

''اور اگر کبھی شیطان کی طرف سے کوئی اکساہٹ تجھے ابھار ہی دے تو اللہ کی پناہ طلب کر، بے شک وہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

جب شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی جائے تو وہ رک جاتا اور ذلیل وخوار ہو جاتا ہے۔ جب کہ دعا وسوسے کو دور کرنے والے اسباب میں سے سب سے زیادہ قوی اور مضبوط ذریعہ ہے۔ بندے کو اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ جب بندہ اپنے رب کی طرف دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بات سے شرم محسوس کرتا ہے کہ اب ان کو خالی لوٹا دے اور دعا

❶ سنن ابی داؤد حدیث : ٤/٣٢٢.

کو قبول نہ کرے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے دعا مانگنے کا حکم دیا ہے اور وعدہ کیا ہے کہ وہ دعا کو ضرور قبول کرے گا۔

۴...... عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جس بندے کو کوئی غم یا تکلیف پہنچے اور وہ مندرجہ ذیل کلمات پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے غم اور تکلیف کو ختم کر کے خوشی اور فرحت میں بدل دیتے ہیں:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّي عَبْدُكَ ، اِبْنُ عَبْدِكَ ، اِبْنُ أَمَتِكَ ، نَاصِيَتِي بِيَدِكَ ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ ، سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَداً مِنْ خَلْقِكَ أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيْعَ قَلْبِي وَنُورَ صَدْرِي وَجَلَاءَ حُزْنِي وَذِهَابَ هَمِّي)) [1]

''اے اللہ! میں تیرا بندہ اور تیرے بندے و لونڈی کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے۔ تیرا حکم مجھ پر لاگو ہو چکا اور تیرا فیصلہ میرے بارے میں مبنی برانصاف ہے۔ میں تجھ سے تیرے ہر اس نام کے واسطے سے سوال کرتا ہوں جسے تو نے خود اپنے لیے پسند فرمایا ہے یا تو نے وہ نام اپنی کتاب میں نازل کیا ہے یا تو نے اس نام کا علم اپنی مخلوق میں سے کسی کو دیا ہے یا تو نے اسے اپنے پاس علم غیب میں رکھنا پسند فرمایا ہے، کہ تو قرآن کو میرے دل کی شادابی، میرے سینے کا نور، میرے غم کی شفا اور میری وحشت کو دُور کرنے والا بنا دے۔''

۵...... ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو امامہ انصاری رضی اللہ عنہ کو مسجد میں بیٹھے دیکھ کر فرمایا:

((يَا أَبَا أُمَامَه مَا لِي أَرَاكَ جَالِساً فِي الْمَسْجِدِ فِي غَيْرِ صَلَاةٍ؟ قَالَ: هُمُومٌ لَزِمَتْنِي وَدُيُوْنٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: أَفَلَا أُعَلِّمُكَ

[1] صحيح ابن حبان : ۹۷۲ .

كَلاماً اِذَا قُلْتَهُ أَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّكَ وَقَضٰى عَنْكَ دَيْنَكَ؟ قُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ: قُلِ اِذَا أَصْبَحْتَ وَاِذَا أَمْسَيْتَ : اَللَّهُمَّ اِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ . قَالَ: فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَذْهَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَل هَمِّي ، وَقَضٰي عَنِّي دَيْنِي)) [1]

''اے ابوامامہ! میں تجھے نماز کے وقت کے علاوہ مسجد میں بیٹھا ہوا کیوں دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول ! مجھے پیش آنے والے غموں اورقرضوں کی وجہ سے۔آپ نے فرمایا: کیا میں تجھے وہ کلمات نہ سکھلاؤں کہ جب تو انہیں پڑھے تو اللہ تعالیٰ تیرے غم بھی دور کر دے اور تیرا قرض بھی ادا کر دے؟ (ابوامامہ فرماتے ہیں)میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا: صبح اور شام کے وقت یہ کلمات پڑھ:''

((اَللَّهُمَّ اِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ))

''اے اللہ! میں غم وحزن، عاجزی اور کسل مندی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں بزدلی اور کنجوسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں قرض کے غلبے اور لوگوں کے غلبے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔'' (ابوامامہ فرماتے ہیں کہ)میں نے ایسے ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے سارے غم اور سارا قرض دور کر دیا۔''

٦...... حضرت یونس علیہ السلام کی دعا مستجاب دعاؤں میں سے ایک ہے۔سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] سنن ابی داؤد حدیث: ١٥٥٥.

((دَعْوَةُ ذِي النُّونِ إِذَا دَعَا بِهَا وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوْتِ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ ، فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ)) [1]

''مچھلی والے یونس علیہ السلام کی دعا جب وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے یہ تھی:

((لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ))

جو مسلمان آدمی جب بھی کسی معاملہ کے بارے میں ان کلمات کے ساتھ دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو ضرور قبول فرمائیں گے۔''

شرعي دم کرنا :

شریعت کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق دم کرنا بھی وسوسے سے بچاؤ کا ایک ذریعہ ہے۔ چند نفع بخش دم مندرجہ ذیل ہیں:

ا......سورۃ البقرۃ کی تلاوت کرنا۔ کیوں کہ اس کی تلاوت گھروں سے شیاطین اور ارواح کو بھگاتی ہے۔ اس سورہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَخْذُهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكُهَا حَسْرَةٌ وَلَا تَسْتَطِيعُهَا الْبَطَلَةُ)) [2]

''اسے اختیار کرنے سے برکت اور چھوڑنے سے حسرت ہے اور کوئی باطل چیز اس کے قریب نہیں آسکتی۔''

۲......آیت الکرسی جو کہ ایک عظیم آیت ہے کی تلاوت کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ كُلَّ لَيْلَةٍ لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرَبُهُ شَيْطَانٌ)) [3]

''جس نے روزانہ رات کو آیۃ الکرسی پڑھی اللہ تعالیٰ اس پر ایک نگہبان مقرر کر دیتا ہے اور شیطان اس کے قریب نہیں آسکتا۔''

---

[1] سنن ترمذی: ۳۵۰۵. علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس پر '' صحیح '' کا حکم لگایا ہے۔

[2] صحیح مسلم حدیث: ۸۰۴. [3] مستدرك حاكم: ۱/۵۲۲.

۳......سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات کی تلاوت کرنا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ الْآخِيرَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلِهِ كَفَتَاهُ)) [1]

''جس نے رات کو سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات پڑھیں وہ اپنے پڑھنے والے کو کافی ہو جائیں گی۔''

۴......حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ہمارے نبی کریم ﷺ کو دم کرنا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھ سے جبرائیل نے کہا:

((يَا مُحَمَّدُ تَشْتَكِي قُلْتُ: نَعَمْ . فَقَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ)) [2]

''اے محمد! کیا آپ کو کچھ شکایت ہے؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے کہا: میں اللہ کے نام کے ساتھ آپ کو دم کرتا ہوں ہر تکلیف دینے والی چیز سے، ہر شر سے اور ہر حسد کرنے والی آنکھ سے، اللہ آپ کو شفا دے۔''

۵......حضرت عثمان ابو العاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور تکلیف کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تین مرتبہ بسم اللہ پڑھ کر ہاتھ کو تکلیف والی جگہ پر رکھ لو اور سات دفعہ مندرجہ ذیل کلمات پڑھو۔

((أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ)) [3]

''میں اللہ کی قدرت اور عزت کے ساتھ اللہ کی پناہ چاہتا ہوں ہر اس تکلیف سے جو میں محسوس کرتا ہوں۔''

۶......رسول اللہ ﷺ اپنے آپ کو مندرجہ ذیل کلمات کے ساتھ دم کیا کرتے تھے۔

((اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَاْسِ اِشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيْ

---

[1] صحيح بخاری حديث : ٤٠٠٨.

[2] صحيح مسلم حديث : ٢١٧٦. [3] صحيح مسلم حديث : ٢٢٠٢.

اِلَّا أَنْتَ شَفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا)) ❶

''اے اللہ! لوگوں کے رب اور تکلیف کو دور کرنے والے، مجھے شفا دے، ایسی شفا جو تکلیف کو باقی نہ رہنے دے۔ تو شفا دینے والا ہے اور تیرے علاوہ کوئی شفا نہیں دے سکتا۔''

۷..... حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مندرجہ ذیل کلمات کے ساتھ دم کیا کرتے تھے۔

((أُعِیذُ کُمَا بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّ هَامَّةٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّةٍ)) ❷

''میں تم دونوں کی ہر شیطان اور نقصان دینے والی چیز سے اور ہر لگنے والی نظر سے اللہ کے تمام کلمات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں۔''

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قرآن قلبی و بدنی اور دنیوی و اخروی ہر قسم کی بیماریوں سے مکمل شفا دینے والا ہے۔ جو بندہ اپنی بیماریوں میں اس سے شفا حاصل کرنا چاہتا ہے اور سچے ایمان کے ساتھ اپنا علاج کرتا ہے تو یہ قرآن اس میں کسی بیماری کو باقی نہیں رہنے دیتا۔ بیماری رب ارض و سماء کے کلمات کے سامنے کس طرح ٹھہر سکتی ہے؟ وہ کلام کہ جو پہاڑوں پر نازل کیا جاتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے اور اگر زمین پر نازل کیا جاتا تو زمین ٹکڑوں میں بٹ جاتی۔ دل اور جسم کی کوئی بیماری ایسی نہیں کہ جس کا سبب اور علاج قرآن مجید میں نہ ہو۔ جس کو قرآن شفا نہ دے اسے اللہ تعالیٰ شفا نہیں دے گا اور جسے قرآن کافی نہ ہو اسے اللہ تعالیٰ کیسے کافی ہوسکتا ہے؟''

---

❶ صحیح بخاری حدیث: ۵۷۴۲.

❷ صحیح بخاری حدیث: ۳۳۷۱.

مجلس منعقد کرنا :

وسوسے کے مریض کو جان لینا چاہیے کہ اس کے دل میں جو وسوسے اور خیالات پیدا ہوتے ہیں وہ اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ دوسرے مسلمان بھائیوں کو وسوسے کے مریض کے ساتھ مجلس منعقد کر کے اس کا حوصلہ بڑھانا چاہیے کہ یہ شیطان کی طرف سے ایک خیال ہے اور وہ اس کے ذریعے تجھے غمگین کرنا چاہتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی پکڑ نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ ان وسوسوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دے گا۔

اکیلا نہ رہے :

وسوسے کے مریض کو اکیلا نہیں بیٹھنا چاہیے اور نہ اکیلا سونا چاہیے۔ شیطان تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ انسان اکیلا ہو تا کہ وہ اس کے دل میں وسوسہ ڈال سکے۔ جب کبھی شیطان انسان کو تنہا پاتا ہے تو اسے وہم اور کمزوری میں زیادہ کر دیتا ہے۔ شیطان ایک آدمی کے ساتھ ہوتا ہے اور دو آدمیوں سے دور ہوتا ہے۔ جب کہ تین کے ساتھ تو ہوتا ہی نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بھیڑیا اسی بھیڑ کو کھاتا ہے جو اپنے ریوڑ سے الگ ہو جائے۔

حرکت میں رہنا اور ایک جگہ نہ پڑے رہنا :

وسوسے کے مریض کو چاہیے کہ ہسپتالوں کا چکر لگایا کرے تا کہ اسے پتہ چلے کہ لوگ کتنی مشکلات اور مصیبتوں میں مبتلا ہیں۔

نیک دوست بنانا چاهیے :

ایسا دوست بنانا چاہیے جو آپ کی شخصیت کو سمجھتا ہو اور مشکلات میں آپ کا معاون اور مددگار ہو۔ کسی مصیبت میں آپ تک پہنچنے میں اسے کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ یہ بات آپ کو تسکین دے گی کہ آپ کا کوئی دوست ایسا ہے جو مشکل وقت میں آپ کا ساتھ دے گا۔ ضروری ہے کہ دوست صاحب علم وحکمت ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ نیک لوگوں کے پاس بھی جانا چاہیے۔ ان کی باتیں سن کر ان کے کلام سے فائدہ اٹھایئے اور اس سے مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہو۔ اس چیز سے شیطان ذلیل وخوار ہوگا اور آپ محسوس کریں گے کہ ان کے ساتھ

بیٹھنے اور بات چیت کرنے سے آپ کے سینے میں کشادگی پیدا ہوگئی ہے اور وسوسے اور برے خیالات جاتے رہے ہیں۔

گھر والوں کے ساتھ بیٹھنا اور بات چیت کرنا :

اپنے گھر والوں اور خاندان کے ساتھ بیٹھ کر بلند آواز کے ساتھ بات چیت کیجیے۔ برے خیالات دل سے نکال دیجیے، ہنسیں مسکرائیں اور اپنے چہرے پر خوشی کے تاثرات پیدا کریں یہاں تک کہ آپ کی عادت بن جائے۔ تھوڑے ہی عرصے میں آپ واضح فرق محسوس کریں گے۔

دوستوں کے ساتھ پسندیدہ جگہ کی سیر کرنا :

اپنے گھر سے نکلیے اور اپنے دوستوں کے ساتھ اپنی پسندیدہ جگہوں کی سیر کیجئے۔ اگر آپ گھر سے باہر جانے میں دقت محسوس کریں تو اس خیال کو اپنے دل میں جگہ مت دیں اور یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے۔

ورزش کرنا :

اس بات کو ہمیشہ ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کمزور مؤمن کے بجائے طاقتور مؤمن پسندیدہ اور محبوب ہے۔

زندگی میں اچھے شگون کی اہمیت :

ہمیشہ اچھا شگون لیجیے اور فکر وغم کو اپنے دل میں جگہ مت دیں۔ نبی کریم ﷺ اچھا شگون لینا سکھلایا کرتے تھے۔ آپ اچھے شگون کو پسند کرتے اور بدشگونی کو ناپسند کرتے تھے۔ کہا جاتا کہ اچھا شگون لینے سے کام اسی طرح انجام پاتا ہے۔

تلخ ماضی کو مت کھنگالیں :

اپنے مستقبل کے بارے میں بدشگونی مت لیں اور نہ ہی اپنے ماضی کو کھنگالیں۔ اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیے کہ آپ کا معاملہ اس ذات کے ساتھ ہے کہ جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتی ہے اور برائیوں سے صرف نظر کرتی ہے۔ بندے کی پکڑ صرف انہی معاملات میں ہوگی

جو وہ پختہ ارادے کے ساتھ سرانجام دے گا۔

حلال چیزوں سے محبت :

جب آپ اپنے گھر والوں سے دور ہوں تو اپنی زوجہ اور شریک حیات کے بارے میں سوچئے۔ کیونکہ حلال چیزوں کی محبت دل میں سرور اور خوشی کو بڑھاتی ہے۔ اس کے علاوہ اپنے ذہن کو اچھی سوچوں کے ساتھ مشغول رکھیں۔ جنت اور اس کی نعمتوں اور حور العین کا تصور کریں۔

مستقبل کے خدشات کے بارے نہ سوچیں :

اگر کوئی وسوسہ آپ کے ماضی، حال یا مستقبل کے متعلق ہے تو اسے اس کے حال پر چھوڑ دیجئے۔ اس سے آپ اپنی زندگی کو آسان محسوس کریں گے۔ کئی دفعہ شیطان آپ کے دل میں خیالات ڈالتا ہے کہ عنقریب آپ فوت ہو جائیں گے یا آپ کی اولاد کو کوئی حادثہ پیش آجائے گا، یا آپ کی اپنی زوجہ کے ساتھ لڑائی ہوگی یا آپ کو بیماری آلے گی۔ حالانکہ ایسا کچھ نہیں ہوتا۔

ہر وسوسہ شیطانی ہے :

وسوسے کے مریض کو جان لینا چاہیے کہ وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اور آپ کے دل میں جو وسوسہ ڈالا جا رہا ہے تو یہ شیطان کی وحی ہے۔ اور وہ آپ کو کبھی بھی اچھا اور معروف خیال نہیں ڈال سکتا۔

نفسیاتی ماہرین سے ملاقاتیں کریں :

ایسے نفسیاتی ماہرین سے ملاقات کیجئے جو دینی علم میں پختہ ہوں۔ ان شاء اللہ وہ آپ کی ان مسائل کے حل کے لیے بھرپور مدد کریں گے۔

لازمی جاننے والے مسائل

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''إغاثة اللهفان'' میں چند ایسے مسائل کا ذکر کیا ہے جو ایک مسلمان کو لازمی جاننا چاہییں۔ ذیل میں چند ذکر کیے جاتے ہیں:

سوال: جب کسی آدمی کو شک پڑ جائے کہ اس کا وضو ٹوٹا ہے یا نہیں تو کیا وہ احتیاطاً وضو کر لے؟

جواب: جمہور علماء کے نزدیک اس پر وضو کرنا لازم نہیں۔ اسے چاہیے کہ وہ اسی وضو کے ساتھ نماز پڑھے۔ کیوں کہ وضو کرنے کے بارے میں اسے یقین ہے جب کہ ٹوٹنے کے بارے میں اسے شک ہے۔

سوال: جب کسی آدمی کے پاک اور ناپاک کپڑے آپس میں مل جائیں اور اسے پاک کی پہچان نہ ہو رہی ہو تو وہ کیا کرے؟

جواب: اسے چاہیے کہ وہ اچھی طرح چھان بین کرے اور جس کپڑے کے پاک ہونے کا یقین ہو جائے تو اس میں نماز پڑھے۔

سوال: اگر کسی آدمی کو قبلے کی سمت کا پتہ نہ چل رہا ہو تو اسے کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اسے سمت معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر پتہ نہ چلے تو اجتہاد کر کے کسی ایک سمت نماز ادا کر لے نہ کہ چاروں سمت منہ کر کے چار نمازیں ادا کرے۔

سوال: اگر آدمی کو تعداد رکعات میں شک پڑ جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اسے یقین پر اعتماد کرنا چاہیے اور وہ کم رکعات ہیں مثلاً ایک آدمی کو شک پڑ گیا کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین تو اسے دو پر اعتماد کرتے ہوئے نماز کو مکمل کرنا چاہیے۔

سوال: اگر کسی کے پاس گوشت لایا جائے جس کے بارے میں وہ نہیں جانتا کہ ذبح

کرنے والے نے اسے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا تھا یا نہیں، ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

جواب: تفتیش کی مشقت کی وجہ سے اس کو حرام نہیں قرار دیا جا سکتا۔ صحیح بخاری کی ایک روایت کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم اللہ کا نام لو اور اسے کھا لو۔''

سوال: کیا غسل اور وضو کے وقت آنکھوں کو دھونا ضروری ہے؟

جواب: غسل اور وضو کرتے وقت آنکھوں کا دھونا ضروری نہیں ہے۔

سوال: اگر آدمی کو نماز پڑھ لینے کے بعد کپڑے یا جسم پر نجاست کا علم ہوتا ہے یا علم تو تھا لیکن نماز کے وقت بھول گیا اور بعد میں یاد آیا تو کیا اسے نماز دوبارہ پڑھنی چاہیے؟

جواب: نہیں! اسے نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

فائدہ: ......اگر کوئی آدمی کسی جگہ نماز پڑھنا چاہتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ جگہ پاک ہے یا ناپاک، تو اسے اس جگہ میں نماز پڑھ لینی چاہیے۔ کیوں کہ جب تک نجاست کا یقین نہ ہو جائے اس وقت تک اس جگہ پر پاک ہونے کا یقین رکھا جائے۔

شک کی حالتیں

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ شک اور وسوسے کے موضوع پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شک کی چار حالتیں ہیں:

پہلی حالت:

شک کی پہلی حالت یہ ہے کہ اچانک اس کے دل میں وہم آ جائے کہ اس نے وضو کرتے ہوئے ہاتھ دھوئے یا نہیں۔ اس کے لیے راجح صورت بھی نہیں تو ایسی صورت میں شک کو چھوڑ دیا جائے گا۔

دوسری حالت:

دوسری حالت یہ ہے کہ اسے بہت زیادہ شک پڑتا ہو۔ جب وضو کرے تو پاؤں دھوتے

ہوئے اسے شک پڑ جائے کہ سر کا مسح کیا ہے یا نہیں۔ تو ایسی صورت میں بھی شک کو چھوڑ دیا جائے گا۔

تیسری حالت:

تیسری حالت یہ ہے کہ وضو یا نماز سے فارغ ہونے کے بعد اسے شک ہوا کہ ہاتھ دھوئے یا نہیں۔ تو ایسی صورت میں بھی شک کو چھوڑ دیا جائے گا۔ ہاں اگر یقین ہو جائے کہ واقعی وہ عضو دھلنے سے رہ گیا ہے تو پھر یقین پر اعتماد کیا جائے گا۔

یہ تین حالتیں ایسی ہیں کہ ان میں شک کو ترجیح نہیں دی جائے گی اور اسے چھوڑ دیا جائے گا۔

چوتھی حالت:

شک کی چوتھی حالت یہ ہے کہ شک حقیقی ہو، کثرت سے شک نہ ہوتا ہو اور عبادت سے فارغ ہونے سے پہلے پتہ چل جائے۔ ایسی صورت میں لازم ہے کہ وہ یقین پر اعتماد کرے اور وہ ہے عدم۔ یعنی اس نے شک والا عضو نہیں دھویا۔ اسے لوٹ جانا چاہیے اور اس عضو کو دھونے کے بعد باقی اعضا دھولے۔

اہل وسوسہ کے جہان پر ایک نظر

☆......ایک بہن کہتی ہے کہ میں استانی ہوں میرے دل میں اپنے بیٹوں کے بارے میں شدید خوف والے وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ میں رات کو کئی کئی مرتبہ اٹھ کر جھانکتی ہوں کہ وہ اپنے بستر پر موجود ہیں نہیں۔

☆......اسی طرح یونیورسٹی کی ایک طالبہ کہتی ہے: میرے دل میں جو وسوسہ اکثر پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ عنقریب مجھے بہت سخت بیماری دبوچنے والی ہے جس کی وجہ سے میں غمگین رہتی ہوں۔ میری یہ حالت کئی سالوں سے ہے۔ میں اپنے آپ کو تسلی دیتی ہوں کہ یہ وسوسہ ہے لیکن پھر بھی میں اس سے جان نہیں چھڑا سکی۔ اگر میں سفر کرنے کا ارادہ کروں تو شیطان وسوسہ ڈالتا ہے کہ تو اپنی منزل پر نہیں پہنچ پائے گی۔ اگر کوئی ورد کرنے کی کوشش کروں تو کہتا ہے کہ تو کبھی فلاح نہیں پا سکتی۔ اگر پڑھنے کی کوشش کروں تو خیال ڈالتا ہے کہ تو کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اگر عبادت کرنے کی کوشش کروں تو کہتا ہے کہ تیری عبادت قبول نہیں ہوگی کیوں کہ تو منافق ہے اور ریا کاری کرتی ہے۔ اسی طرح کے لاتعداد خیالات ہیں کہ جن کا سلسہ ٹوٹنے نہیں پاتا۔

☆......ہائی سکول کا ایک طالب علم اپنی حالت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے: وسوسہ کی وجہ سے میری حالت بہت خراب ہے۔ جب بھی میں کسی مریض کی عیادت کرتا ہوں یا کسی مرض کے بارے میں سنتا ہوں تو ہر وقت میرے ذہن میں یہی خیال رہتا ہے کہ وہ بیماری مجھے لگنے والی ہے۔ اس وجہ سے میں ہمیشہ پریشانی کی حالت میں رہتا ہوں۔

☆......ایک طالب علم کہتا ہے: مجھے اس بات کا علم ہے کہ میں شیطان کے ساتھ ایک طویل لڑائی لڑ رہا ہوں۔ ان شاء اللہ میں ضرور اس پر غالب آؤں گا۔ کئی مرتبہ اس نے خیال

ڈالا ہے کہ تو مقابلوں میں ہار جائے گا یا تو اپنے خطاب میں کامیاب نہیں ہوگا۔ ایک مرتبہ تو اس نے یہ خیال دل میں ڈال دیا کہ تو منبر سے گر جائے گا۔ ایک دفعہ اس نے خیال ڈالا کہ علم حاصل کرنا تیرے بس کا روگ نہیں ہے۔ لیکن مجھے اس بات کا یقین ہے کہ یہ سارے شیطانی وسوسے ہیں، میں ان پر غالب آؤں گا اور کسی صورت میں بھی ہتھیار نہیں پھینکوں گا۔ اگر میں نے ہتھیار ڈال دیے تو وہ مجھے اس سے بھی زیادہ سخت وسوسوں میں مبتلا کر دے گا۔

☆......ایک گھریلو خاتون ام فہد بیان کرتی ہیں: جب بھی میرے بچے گھر سے باہر جاتے ہیں تو شیطان مسلسل میرے دل میں یہ خیالات ڈالتا رہتا ہے کہ انہیں فلاں مصیبت آجائے گی یا ان کو کوئی حادثہ پیش آجائے گا جس کی وجہ سے میں پریشانی میں مبتلا رہتی ہوں۔ کئی مرتبہ اس نے یہ خیال ڈالا ہے کہ وہ عنقریب فوت ہو جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت کرتا ہے تو میں شیطان کی اطاعت کیوں کروں؟

☆......ایک اور بہن کہتی ہیں کہ میری زندگی جہنم بن چکی ہے۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ میں زندگی کا مزہ اور خوش بختی کیسے حاصل کروں؟ شیطان تو میری عبادات مثلاً نماز، وضو، روزہ غرض کہ ہر ہر معاملے میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ لیکن میں اسے روکنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ بار بار حروف کو دہرانے کی وجہ سے نماز سے خشوع ختم ہو چکا ہے۔ میں جب بھی وضو کرنے لگتی ہوں تو میرے کندھوں اور کمر میں درد شروع ہو جاتا ہے۔ میں دن میں کئی بار کپڑے تبدیل کرتی ہوں کیوں کہ میں خیال کرتی ہوں کہ وہ ناپاک ہوگئے ہیں۔ یہاں تک کہ میں بعض جگہوں میں بھی اس خیال کی وجہ سے نہیں بیٹھ سکتی۔ اگر آپ سے کہوں کہ میں رمضان کے آنے سے خوش نہیں ہوتی (اللہ تعالیٰ مجھے اس کلمے کے کہنے پر معاف فرمائیں) اس لیے کہ میں کثرت وسوسہ کی وجہ سے جلدی تھک جاتی ہوں اور روزے میں مشقت محسوس کرتی ہوں۔ رمضان کے روزے رکھنے پر یہ خیال میرے ذہن میں آتا رہتا ہے کہ وہ روزے صحیح بھی ہیں یا نہیں؟ جب میری نماز میں کوئی کوتاہی ہوتی ہے تو میں سوچتی ہوں کہ میرے روزے کیسے قبول ہوں گے کیوں کہ میری تو نماز قبول نہیں ہوگی۔

☆......یونیورسٹی کی ایک طالبہ ف ، ن بیان کرتی ہے کہ تقریباً ایک سال سے مجھے وسوسہ کی بیماری شروع ہوئی ہے ۔ سب سے پہلے میری صفائی اور طہارت کے بارے میں وسوسے آنے شروع ہوئے جن کو میں نے کوئی اہمیت نہ دی ۔اس کے بعد میری نماز میں بھی وسوسے آنا شروع ہوگئے، اور بات یہاں تک رکی نہیں بلکہ وسوسے ذہن میں جگہ پکڑنے لگے۔اب تو میں اپنے بچوں کے بارے میں بھی خوف کھاتی رہتی ہوں ۔

☆......ایک بھائی کہتا ہے کہ میں وسوسہ کی وجہ سے غسل خانے میں ہی گھسا رہتا ہوں اور صرف نماز کے لیے ہی نکلتا ہوں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں دوبارہ غسل خانوں کی طرف چل پڑتا ہوں۔ یہ معاملہ اسی طرح چل رہا ہے یہاں تک کہ رات کو بھی میں کم سو پاتا ہوں۔ مجھے شک کثرت سے آتا ہے۔ میں غسل کرتے وقت اس وسوسہ کا شکار رہتا ہوں کہ پانی میرے جسم تک پہنچا بھی ہے یا نہیں؟ نتیجے کے طور پر میں اپنے جسم پر صابن ملتا ہوں، پھر میں جسم پر پانی بہاتا ہوں تا کہ مجھے یقین ہو جائے کہ صابن پانی کے بعد ڈھل چکا ہے۔ لیکن اسی دوران میں شک میں پڑ جاتا ہوں کہ میں نے صابن لگایا ہے یا نہیں؟ اور اسی طرح میں غسل خانے میں ہی گھسا رہتا ہوں۔ نیند کی کمی اور اس قسم کے وسوسوں کی وجہ سے میرا وزن چودہ کلوگرام کم ہو چکا ہے ۔ میری شکل میں کمزوری کی وجہ سے کافی تبدیلی آ چکی ہے، جس کی وجہ سے لوگ مجھے پہچانتے نہیں ہیں۔ میں لوگوں کی نظروں سے کافی دیر تک غائب رہتا ہوں۔ کبھی مجھے کوئی کھانے والی چیز دی جاتی ہے تو مجھے پہلے پھل کی خوشبو آتی ہے لیکن پھر مجھے لگتا ہے کہ اس سے تو تعفن اٹھ رہا ہے۔ میں بار بار وضو کرتا ہوں کیوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہوا خارج ہونے کی وجہ سے میرا وضو ٹوٹ گیا ہے۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ بلکہ میں مساجد کے وضو خانوں میں وضو ہی کرتا رہتا ہوں، اگر وضو خانوں میں موجود کسی بھی آدمی کی ہوا خارج ہو تو میں وضو ادھورا چھوڑ کر دوبارہ نئے سرے سے وضو شروع کر دیتا ہوں۔ اپنے گھر کے کسی فرد کی موجودگی میں ہی وضو کر پاتا ہوں۔ عدم فرصت یا بے زاری کی وجہ سے وہ میرے پاس نہ آسکیں تو وسوسے دوبارہ میرے وضو میں حائل ہونا

شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ بات کوئی مبالغہ نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے۔ اللہ کی قسم! میں یہ ساری باتیں لوگوں سے چھپاتا رہتا ہوں تاکہ وہ مجھے پاگل نہ سمجھنا شروع کر دیں۔ اللہ کی قسم! میری حالت تو یہ ہے کہ میں سورج دیکھتا ہوں اور پھر شک میں پڑ جاتا ہوں، کیا یہ چمک رہا ہے، سورج کی روشنی مجھے تکلیف دیتی ہے لیکن میں گرمی میں کھڑا رہتا ہوں صرف یہ دیکھنے کے لیے کہ کیا وہ چمک رہا ہے یا نہیں؟ وسوسے بڑھتے رہتے ہیں اور میں ان کا شکار رہتا رہتا ہوں اور معاملہ اتنا آگے بڑھ چکا ہے کہ میں موت کی دعا کرنے لگا ہوں۔ میں بارہا اپنے نفس کے خلاف دعا کر چکا ہوں کہ اگر اب ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ مجھے کسی بیماری میں مبتلا کر دے۔ اگر آپ میری حالت پر تعجب نہ کریں تو میں کئی رجسٹر اور واقعات لکھ لکھ کر بھر دوں۔ اس سے پہلے کہ میں اپنی داستان ختم کروں میں اس بات کی طرف اشارہ کرنا چاہوں کہ بعض لوگ میرے واقعات سن کر مجھے پاگل یا دیوانہ سمجھیں گے۔ لیکن میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر لوگ میری عقل و دانش دیکھ لیں تو سخت تعجب کا شکار ہو جائیں۔ یہ تو وسوسہ کی بیماری ہے کہ جو پاگل یا دیوانگی کی حالت کو پہنچا رہی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی جانتا ہوں کہ وسوسہ کی بیماری شیطان صرف ذہین اور لائق آدمیوں کو ہی لاحق کرتا ہے اور کم عقل تو اس آزمائش سے بچے رہتے ہیں۔

☆......ایک اور بھائی کہتے ہیں: میں نے اپنے بھائی کے ساتھ نماز ادا کی اور جگہ جہاں ہم نے نماز ادا کی وہ گاڑیوں کا راستہ تھا۔ میرے بھائی نے مجھ سے کہا کہ ہمیں کوئی پاک جگہ نماز پڑھنے کے لیے تلاش کرنی چاہیے۔ میں نے اسے سمجھایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ زمین میرے لیے پاک اور سجدہ گاہ بنا دی گئی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میرا دل مطمئن نہیں ہو رہا کیونکہ یہ گاڑیوں کا راستہ ہے اور یقیناً کاروں کے پہیوں کے ساتھ گندگی لگی ہوتی ہوگی، گویا کہ وہ متشدد تھا۔

☆......ایک دوسرے بھائی کہتے ہیں: سب سے پہلا وسوسہ کہ جس کا میں شکار ہوا وہ نماز پڑھ لینے کے بعد وضو کے بارے میں تھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میں دوبارہ وضو کرتا اور نماز

کو دہراتا۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ شک کی وجہ سے میں چار رکعت والی نماز کی پانچ یا چھ رکعات ادا کر لیتا۔ تکبیر تحریمہ کا قصہ تو عجیب ہے۔ میں سری اور جہری بار بار تکبیر تحریمہ کہتا رہتا یہاں تک کہ تعداد بیس یا تیس تک پہنچ جاتی۔ میں یہ بتانا پسند کروں گا کہ تھوڑی سی محنت کی ضرورت ہے۔ مجھے جو تجربہ ہوا ہے وہ یہ ہے کہ جب انسان کمزور ہو تو اس پر مرض حملہ کرتا ہے اور پھر بیماری بڑھتی ہی جاتی ہے۔ یہی حال شیطان کا ہے، جب وہ کسی قوی انسان پر وسوسہ ڈالتا ہے تو وہ شیطان کے خلاف اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جاتا ہے اور جو کمزور انسان ہو تو شیطان اس پر غلبہ پا لیتا ہے اور وسوسے پر وسوسہ ڈالتا رہتا ہے۔

☆......ایک اور بھائی اپنی داستان اس طرح سناتے ہیں: میں غسل خانے کے دروازے کو چھونے کے بعد اور بلب بند کرنے کے بعد اپنے ہاتھوں کو دھوتا رہتا تھا۔ اگر میں کسی گندے کپڑوں والے آدمی کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز پڑھ لیتا تو غسل کر کے کپڑے تبدیل کرتا۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ اس وسوسہ کا سب سے بہترین علاج یہ ہے کہ ان اشیاء کی اصل پر اعتماد کیا جائے اور وہ ان چیزوں کا پاک ہونا ہے۔ ان چیزوں کو چھونے کے بعد ہاتھوں کو دھونا صرف تشدد ہی ہے۔ جان لیجئے کہ ان چیزوں پر مسلسل عمل کرتے جانا ایک روز کسی بڑی مصیبت میں ڈال دے گا۔ اس وہم سے بچنے کا حل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہوئے اس بات کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی بیماری نازل نہیں کی کہ جس کی دوا اور شفا نازل نہ کی ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ اعتقاد بھی رکھیں کہ جو آزمائش آتی ہے وہ گناہوں کی وجہ سے آتی ہے اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے کی وجہ سے اس سے نجات دے دیتے ہیں۔ اس لیے میں وسوسہ کے مریض کو مشورہ دوں گا کہ ان باطل خیالات کو دل میں بالکل جگہ نہ دے اور نہ ان کی طرف التفات کرے۔ اگر کوئی بندہ وضو کرنے کے بعد اس شک میں پڑ جاتا ہے کہ اس کا وضو ٹوٹا ہے یا نہیں تو اسے چاہیے کہ وہ نماز پڑھنے چلا جائے اور اس وسوسہ کو کوئی اہمیت نہ دے۔ وسوسے کا مریض شجاعت اور بہادری کے ساتھ وسوسے کی فکر کا علاج کرے اور اس سے بھاگنے کا خیال دل سے نکال دے۔ کیوں کہ آدمی لوگوں کے

سامنے کتنی دفعہ وضو کر سکتا ہے؟ ایک آدمی مسجد میں نماز سے کس طرح بھاگ سکتا ہے؟ کتنے ہی وسوسے کے مریض گھر سے اس وقت نکلتے ہیں جب جماعت کھڑی ہونے والی ہوتی ہے اور نتیجے کے طور پر گھر سے نکلتے وقت ہی جماعت کھڑی ہو جاتی ہے اور وہ تکبیر اولیٰ کے ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ایسے مریضوں نے بعض دفعہ اپنے لیے کوئی غسل خانہ مخصوص کیا ہوتا ہے اور اس میں کسی دوسرے کو جانے کی اجازت نہیں دیتے۔

☆...... بھائی ف۔ن کہتے ہیں: میرا معاملہ بڑا عجیب تھا، میں جب بھی آئینہ دیکھتا تو مجھے خیال آتا کہ میرے چہرے کا رنگ تبدیل ہو چکا ہے۔ اسی طرح جب بھی میں غسل کرنے کے لیے کپڑے اتارتا تو مجھے وسوسہ آجاتا کہ میرے جسم پر فلاں اور فلاں بیماری حملہ کر چکی ہے۔

☆......بہن ھدیٰ فرماتی ہیں: میرا ہاتھ جب بھی کسی چیز کے ساتھ لگ جاتا تو میں فوراً غسل خانے کی طرف دوڑتی۔ وہاں جا کر میں اپنے ہاتھ کو اتنا رگڑتی کہ مجھے خوف آنے لگتا کہ میرے ہاتھ زخمی ہو جائیں گے اور یہ کام میں اتنی دیر تک کرتی رہتی کہ میں تھک جاتی۔ اگر میرے سامنے کھانا لایا جاتا تو میرے ذہن میں فوراً یہ خیال آجاتا کہ اس میں کوئی نقصان دہ چیز ملی ہوئی ہے۔

☆......ایک اور بہن س۔ف کہتی ہیں: ایک دن میں نیند سے بیدار ہوئی تو میں نے محسوس کیا کہ میرا دل بے چین ہے اور میرے اعضاء میں رعشہ بھی ہے۔ اس کے بعد کثرت وسواس کی وجہ سے میں موت سے اتنا ڈری کہ مرنے والی ہوگئی۔ میری یہ حالت دو ماہ تک رہی۔ اس کے بعد میرا خوف موت سے ہٹ کر کسی بری بیماری کی طرف چلا گیا میں سوچتی رہتی کہ مجھے ایسی خطرناک بیماری لگ جائے گی جو میری موت کا سبب ہو گی۔ یہ سارے خیالات اس وجہ سے آنے شروع ہوئے کہ میں نے اپنی سہیلی کے ساتھ تھوڑا عرصہ گزارا تھا جو خطرناک بیماری کا شکار ہوئی تھی، اس کا اثر میرے خوف کی صورت میں ظاہر ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے، کتب کے مطالعے اور ہمدردی سے مجھے

بہت فائدہ ہوا۔ ایک مرتبہ مجھے دردِ شقیقہ شروع ہوگئی، تکلیف اور خوف کی وجہ سے میری بہت بری حالت ہوگئی کہ کہیں یہ کسی خطرناک بیماری کا باعث نہ ہو۔ اسی وجہ سے میں ڈاکٹر کے پاس بھی نہیں گئی۔ مجھے بلند آواز اشیاء سے بہت زیادہ خوف آتا تھا۔ میں طیارے میں بیٹھنے سے ڈرتی تھی کیوں کہ مجھے یہ خیال آتا رہتا تھا کہ میں طیارے سے گر جاؤں گی۔ میری سہیلی نوال میرے بارے میں کہتی ہے کہ میں صرف نماز اور وضو کے وسوسے میں ہی مبتلا نہیں ہوں بلکہ بیماری، موت اور غور وفکر کے خوف میں بھی مبتلا ہوں۔

☆......فہد نامی آدمی کہتا ہے: میری زندگی میں پریشانی یہ تھی کہ میں جب روزے کی حالت میں نماز پڑھنے کے لیے وضو کرتا تو کلی کرتے وقت یہ خیال ذہن میں پیوست ہوجاتا کہ پانی میرے پیٹ میں چلا گیا ہے۔ میں بہت پریشان رہتا اور محسوس کرتا کہ میرا روزہ تو باطل ہوگیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روزے کی وجہ سے مجھے کوئی خوشی نہ ہوتی۔ حالانکہ میں جانتا تھا کہ نادانستگی میں پیٹ میں جانے والی چیز روزے کو باطل نہیں کرتی۔

☆......بہن ام سعد کہتی ہیں: میرے چار بچے ہیں لیکن میری زندگی بڑے عذاب میں تھی۔ میں جب بھی کسی چیخ کی آواز سنتی، میرا دل پریشان ہو جاتا۔ میں اسی پریشانی میں گھر سے نکل پڑتی اور کبھی کبھی تو سڑک تک بھی پہنچ جاتی۔ میں اکثر دروازے پر کھڑی ہوکر گزرنے والوں سے چیخ کے بارے میں پوچھتی۔ مجھے محسوس ہوتا کہ یہ چیخ میرے بچوں میں سے کسی کی ہے۔ میرے بچوں کے گھر لوٹ آنے تک میرا خوف بڑھتا رہتا۔

☆......س۔ف نامی بھائی بیان کرتے ہیں: میری پریشانی عجیب وغریب تھی۔ رمضان کے مہینے میں سحری کھاتے وقت دانتوں میں رہ جانے والے کھانے کے ذرات میری پریشانی کا سبب تھے۔ میں ان کو نکالنے کی کوشش کرتا رہتا، یہاں تک کہ میرے مسوڑھے زخمی ہوجاتے۔ شیطان میرے دل میں خیال ڈال دیتا کہ دانتوں میں پھنسے ہوئے ذرات چونکہ تو نے نگل لیا ہے اس لیے تیرا روزہ ٹوٹ گیا ہے۔ میں بھی محسوس کرتا تھا کہ میرا روزہ قبول نہیں ہوگا جس کی وجہ سے میرے غم میں اضافہ ہو جاتا۔ حالانکہ مجھے اس بات کا اچھی طرح علم تھا

کہ دانتوں میں پھنسنے والے ذرات، جو باوجود کوشش کے نہ نکل سکیں، ان سے روزے کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

خلاصۂ کلام

اس غم زدہ جہان کے واقعات پر ایک نظر ڈالنے کے بعد میں اپنے بھائیوں اور اپنی بہنوں کو اور خاص طور پر اس بیماری میں مبتلا لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو غور سے پڑھیں اور اس میں درج وسوسے سے بچنے کے طریقوں کو استعمال کرتے ہوئے اس بیماری سے نجات حاصل کریں۔ یہ تو چند واقعات تھے ورنہ وسوسے کے مریضوں کے مفصل حالات لکھے جائیں تو کئی کتابیں بن جائیں گی کیوں کہ وسوسے کی کوئی حد نہیں۔

وسوسہ کے مریض کی نشانیاں:

وسوسے کے مریض کی مندرجہ ذیل نشانیاں ہوتی ہیں:

۱۔ حق کی مخالف کرے گا۔

۲۔ معمول سے زیادہ کام کرنا اور چھوٹی چھوٹی فضول باتوں پر عمل کرنے کو پسند کرے گا۔

۳۔ ضمیر کی سخت پکڑ کا شکار ہوگا۔

۴۔ اپنے نفس کو ہر وقت تنگی، مصیبت اور پریشانیوں میں مبتلا رکھے گا۔

۵۔ حوادث اور واقعات سے کس طرح بچا جائے؟ اس ضمن میں اسے کچھ سمجھ نہ آتا ہوگا حالانکہ وہ اوسط درجہ کے ذہین بندوں سے بھی زیادہ ذہین ہوگا۔

نیک شگون لینا:

زندگی مصیبتوں اور آزمائشوں سے عبارت ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام بھی ان آزمائشوں سے نہیں بچ پائے۔

قرآنِ حکیم کہتا ہے:

﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ

الْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾ (البقرة: ۱۵۵)

''اور یقیناً ہم تمھیں خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی میں سے کسی نہ کسی چیز کے ساتھ ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔''

نیک شگون لینے والا مسلمان کبھی مایوس نہیں ہوتا اور نہ اپنے آپ کو پریشان کرتا ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِن رَّوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ ﴿٨٧﴾ ﴾

(یوسف: ۸۷)

''بے شک حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں۔''

واضح تکلیفوں اور آزمائشوں کے باوجود حضرت یوسف علیہ السلام ثابت قدم رہے اور مایوس نہیں ہوئے نتیجتاً اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی اور انھیں زمین کے خزانوں پر نگہبان مقرر کر دیا۔

زندگی کے حادثات اور ان کی سختیاں جب کسی آدمی کو پیش آتی ہیں تو مایوسی سے اس کا رنگ تبدیل ہو جاتا ہے۔ حالانکہ مایوسی آدمیوں کے لیے ہلاکت، ان کے عزائم کو توڑنے والی اور عقل و شعور کو ڈانواں ڈول کر دیتی ہے۔ ان مایوس لمحات میں نیک شگون لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر نظر دوڑانے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ مایوس کن لمحات میں خوشخبری سنایا کرتے تھے۔ حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ اپنی دھاری دار چادر لپیٹ کر خانہ کعبہ کے سائے میں ٹیک لگائے ہوئے تشریف فرما تھے۔ مشرکین مکہ کی طرف سے پہنچنے والی سخت تکلیفوں کی وجہ سے میں نے آپ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا کیوں نہیں کرتے؟ (کہ وہ آسانی فرما دے) آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور آپ کا چہرۂ مبارک سرخ

ہوگیا۔فرمایا:

((لَقَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ لَيُمْشَطُ بِمِشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ عِظَامِهٖ مِنْ لَحْمٍ أَوْ عَصَبٍ، مَايَصْرِفُهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ، وَيُوْضَعُ الْمِيْشَارُ عَلٰى مَفْرِقِ رَأْسِهٖ، فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ مَا يَصْرِفُهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ، وَلَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ، مَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ، وَالذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ)) [1]

”تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ہیں کہ لوہے کی کنگھیوں کو ان کے گوشت اور پٹھوں سے گزار کر ان کی ہڈیوں تک پہنچا دیا گیا، مگر یہ معاملہ بھی انہیں ان کے دین سے نہ پھیر سکا۔ کسی کے سر پر آرا رکھ کر اس کے دوٹکڑے کر دیے گئے، لیکن یہ سزا بھی انہیں ان کے دین سے نہ پھیر سکی۔ اللہ اس دین کو ضرور مکمل کرے گا، ایک وقت آئے گا کہ سوار صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا اور اسے اللہ کے علاوہ کسی کا خوف نہ ہوگا۔ البتہ بھیڑیے کا خوف آدمی کو اپنے ریوڑ پر ہوگا۔“

نبی کریم ﷺ کی خوشخبری:

رسول اللہ ﷺ نے عدی بن حاتم کو اس دین کے مستقبل کے بارے میں خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا تھا:

((لَعَلَّكَ۔ يَا عَدِيُّ۔ اِنَّمَا يَمْنَعُكَ مِنَ الدُّخُولِ فِي هٰذَا الدِّيْنِ مَا تَرٰى مِنْ حَاجَتِهِمْ، فَوَ اللّٰهِ لَيُوْشِكَنَّ الْمَالُ أَنْ يَفِيْضَ فِيْهِمْ حَتّٰى لَا يُوْجَدَ مَنْ يَأْخُذُهٗ، وَلَعَلَّكَ اِنَّمَا يَمْنَعُكَ مِنَ الدُّخُوْلِ فِيْهِ مَا تَرٰى مِنْ كَثْرَةِ عَدُوِّهِمْ وَقِلَّةِ عَدَدِهِمْ، فَوَ اللّٰهِ لَيُوْشِكَنَّ أَنْ تَسْمَعَ بِالْمَرْأَةِ تَخْرُجُ مِنَ الْقَادِسِيَّةِ عَلٰى بَعِيْرِهَا حَتّٰى تَزُوْرَ الْبَيْتَ لَا تَخَافُ، وَلَعَلَّكَ اِنَّمَا يَمْنَعُكَ مِنَ الدُّخُولِ أَنَّكَ تَرٰى

[1] صحيح بخاری حديث: ٣٨٥٢.

الْـمُـلْكَ وَالسُّـلْطَانَ فِي غَيْرِهِمْ ، وَايْمُ اللّٰهِ لَيُوْشِكَنَّ أَنْ تَسْمَعَ بِالْقُصُورِ الْبِيْضِ مِنْ أَرْضِ بَابِلَ قَدْ فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ)) [1]

''اے عدی! شائد تجھے اس دین میں داخل ہونے سے مسلمانوں کی ضروریات روکتی ہیں۔ اللہ کی قسم! عنقریب ان کو اتنا مال ملے گا کہ مال کو لینے والا نہیں ملے گا۔ شائد تجھے اس دین میں داخل ہونے سے مسلمانوں کی کم اور دشمن کی زیادہ تعداد روکتی ہے۔ اللہ کی قسم! عنقریب تو سنے گا کہ ایک عورت اپنے اونٹ پر قادسیہ سے نکلی اور بغیر کسی خوف کے خانہ کعبہ کی زیارت کی۔ شائد تجھے اس دین میں داخل ہونے سے روکنے والی چیز غیر مسلموں کے بادشاہ اور ان کی سلطنتیں ہیں۔ اللہ کی قسم! عنقریب تو سنے گا کہ سفید محلات اور بابل کی زمین پر مسلمانوں کا غلبہ ہو گیا۔''

نبی کریم ﷺ کے نرم دل سے نیک شگون کی آواز بلند ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

((وَالَّـذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُفَرِّجَنَّ اللّٰهُ عَنْكُمْ مَا تَرَوْنَ مِنْ شِدَّةٍ، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ آمِنًا ، وَأَنْ يَدْفَعَ اللّٰهُ إِلَيَّ مَـفَاتِيحَ الْكَعْبَةِ، وَلَيُهْلِكَنَّ اللّٰهُ كِسْرٰى وَقَيْصَرَ ، وَلَتُنْفِقُنَّ كُنُوزَهُمَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)) [2]

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ سختیاں جو تم دیکھ رہے ہو عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں دور کر دے گا، اور میں امن کی حالت میں بیت العتیق (خانہ کعبہ) کا طواف کروں گا۔ اللہ تعالیٰ خانہ کعبہ کی چابیاں میری طرف لوٹائے گا۔ اللہ تعالیٰ قیصر و کسریٰ کو ضرور ہلاک کرے گا اور تم ان کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے۔''

---

[1] ذکرہ المؤلف مفھوما واصل الحدیث عند ابن حبان حدیث : ۲۳۳۶ .

[2] ذکرہ المؤلف مفھوما. وبعضہ فی صحیح البخاری: ۳۶۱۸ و فی صحیح مسلم: ۷۳۲۷ .

اہل ایمان کی پہچان:

ایمان والے لوگ اس طرح کے ہوتے ہیں کہ وہ کسی بھی قسم کے حالات سے پریشان نہیں ہوتے۔ بلکہ تکلیف کو راحت میں، بدشگونی کو نیک شگون میں اور تنگی کو وسعت میں تبدیل کر لیتے ہیں۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا طِيرَةَ، وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ، قَالُوْا: وَمَا الْفَأْلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ)) [1]

"کوئی بدشگونی نہیں، اس سے بہتر فال ہے۔ صحابہ کرام نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! فال کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اچھا کلمہ جو تم میں سے کوئی سنے۔"

اور ایک دوسری روایت میں ہے:

((لَاطِيرَةَ، وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ: الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ)) [2]

"کوئی بدشگونی نہیں، اس کی بجائے مجھے فال یعنی اچھا اور پاک کلمہ اچھا لگتا ہے۔"

شگون کیا ہے؟

التفاؤل اور فأل ،مختلف معانی میں سے وہ معنیٰ ہے جس کو لوگ اچھا سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوال کیا گیا کہ فال کیا ہے تو آپ نے جواب دیا کہ اچھا کلمہ ہے۔ اچھا کلمہ سے مراد وہ معنیٰ لیا جائے گا جس سے آدمی خوش ہو، اسے کوئی اچھی خبر ملے اور جس سے پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بھلائی تیار کر رکھی ہے۔ فال وہ اچھا کلمہ کہ جس سے خوشی اور آسانی حاصل ہوتی ہو اور طبیعت اچھی ہوتی ہو اور انسان کے ارادے و عزم کو مضبوط کرنے میں ممد و معاون ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں اچھی باتوں کی محبت وانسیت رکھی ہے۔ جس طرح آدمی اچھا منظر دیکھ کر یا صاف پانی دیکھ کر خوش ہوتا ہے

---

[1] صحيح بخاري حديث : ٥٧٥٤.

[2] صحيح مسلم حديث : ٥٧٠٠.

اگرچہ اس کو استعمال کی قدرت نہ ہی رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو گائے کی نشانیاں بتاتے ہوئے فرمایا تھا کہ وہ گائے دیکھنے والوں کو خوش کرتی ہو۔ یعنی جو بندہ اسے دیکھے وہ خوش ہوجائے اگرچہ گائے کی ملکیت نہ رکھتا ہو۔

التفاول کی مثال یوں سمجھیں کہ بیمار آدمی ہمیشہ تندرستی کی دعا سننا چاہتا ہے۔ اگر کوئی آدمی اس کے پاس آ کر کہتا ہے ''یَا سَالِمُ ''یعنی سلامتی والے تو وہ آدمی سمجھے گا کہ اسے بیماری سے سلامتی کی دعا دی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ اسے شفا دے دے گا۔

رسول اللہ ﷺ جب کسی آدمی کو کسی علاقے کی طرف عامل بنا کر بھیجتے تو اس کا نام دریافت کرتے۔ اگر آپ کو اچھا لگتا تو آپ خوش ہوتے اور اگر نام آپ کو پسند نہ آتا تو ناپسندیدگی آپ کے چہرے سے ظاہر ہوجاتی۔ رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ نام سن کر آپ خوش خبریاں سنایا کرتے تھے۔ صلح حدیبیہ والے دن صلح نامہ لکھنے کے لیے مشرکین کی طرف سے سہیل بن عمرو آیا تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''سُهِّلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ ''یعنی معاملہ تمہارے لیے آسان کر دیا گیا۔ یعنی سہیل کے نام سے اچھا شگون لیتے ہوئے آپ نے اپنے ساتھیوں کو آسانی کی خوشخبری سنا دی۔ رسول اللہ ﷺ نے بعض صحابہ اور صحابیات کے برے معانی والے نام اچھے معانی والے ناموں کے ساتھ تبدیل کر دیے تھے۔ جیسا کہ ایک صحابیہ جس کا نام عاصیہ یعنی نافرمانی کرنے والی تھا، اس کو تبدیل کر کے جمیلہ رکھ دیا۔ اسی طرح ''حزن'' نامی صحابی کا نام سہل اور اصرم صحابی کا نام زرعہ رکھ دیا۔

نبی کریم ﷺ کا شگون لینا:

نبی کریم ﷺ کی زندگی مبارک میں نیک شگون کا بڑا عمل دخل تھا۔ جب آپ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو آپ مدینے کی بالائی جانب سے قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں اترے، تو یہ آپ کے دین کی بلندی کا نیک شگون تھا۔ اس کے بعد آپ نے اونٹوں کے ایک چرواہے کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ کس کے اونٹ ہیں؟ اس نے بتایا کہ 'اسلم' قبیلے کے ایک آدمی کے ہیں۔ آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ان شاء اللہ تو سلامتی میں رہے گا۔

فال اچھی چیز ہے۔ کیوں کہ جب انسان اپنے رب کے بارے میں اچھا خیال اور اچھی امید رکھتا ہے تو اس وقت وہ بھلائی پر ہوتا ہے۔ اگر اس کی امید پوری نہ بھی ہو تب بھی اس کا رب کے ساتھ تعلق اور توکل مضبوط ہوتا ہے۔ دونوں صورتوں میں انسان کے لیے بھلائی ہی بھلائی ہے۔ اسی طرح تفاؤل بندے کا اپنے رب کے بارے میں اچھا گمان ہے اور ایک مؤمن کو ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھنے کا ہی حکم دیا گیا ہے۔ اہل علم نماز استسقاء میں نبی کریم ﷺ کا چادر کو الٹانے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ہم آپ کی سنت سمجھتے ہوئے کپڑے کو الٹتے ہیں اور اس سے یہ شگون لیتے ہیں کہ جیسے اس چادر کی حالت تبدیل ہوگئی ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ ہماری حالت کو بدل دیں گے۔ اگر اس مواقع پر بارش نازل نہ بھی ہو تو اللہ تعالیٰ پر ایمان و توکل تو مضبوط ہوا۔ تو ایمان کا مضبوط ہونا بارش سے بھی زیادہ اہم ہے کیوں کہ یہ تو عقیدے کا معاملہ ہے۔

فال کا حکم:

'فال' کا حکم استحباب کا ہے اور اچھی 'فال' سے مراد وہ معاملات ہیں کہ جن کی طرف شریعت رہنمائی کرتی ہے۔ مصیبت میں مبتلا بندے کو نیک شگون لینا ضروری ہے کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان پیدا کرتی ہے۔ اسی لیے ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میں اپنے بارے میں بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں۔'' بندے کا اپنے رب سے ناامید ہوجانا اس کے لیے تباہی ہے اور یہی بدشگونی ہے کہ جو برے گمان پیدا کرتی اور آزمائشوں کو لاتی ہے۔ بدشگونی وہ چیز اور معانی ہیں کہ جنہیں آدمی پسند نہیں کرتا۔ اسی لیے آپ ﷺ بدشگونی کو ناپسند کیا کرتے تھے کیوں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں برے گمان پیدا ہوتے ہیں۔

عربوں کی حالت:

عربوں کے ہاں جاہلیت میں بہت زیادہ بدشگونی پائی جاتی تھی۔ وہ پرندے کو چھوڑتے، اگر وہ دائیں طرف کو اڑ جاتا تو باعث برکت خیال کرتے اور اپنے سفر اور دیگر ضروریات کو

اختیار کرتے۔ اگر بائیں طرف کو اڑ جاتا تو بدشگونی لیتے ہوئے اپنا سفر اور دوسری ضرویات کو ترک کر دیتے۔ شریعت نے اس بات کی نفی کی ہے اور ان کاموں سے روکا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے فرمان ''لَا طِيَرَةَ'' کا یہی مطلب ہے کہ یہ کام نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے ۔ جب کہ دوسری جگہ ''الطِّيَرَةُ شِرْكٌ '' کہہ کر یہ سمجھایا کہ جب کوئی اس بدشگونی کو مانتے ہوئے اس پر اعتقاد رکھے گا تو گویا اس نے شرک کیا۔ عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک پرندہ چیختے ہوئے گزرا ۔ آپ نے فرمایا کہ اس پرندے کے پاس نہ خیر ہے اور نہ شر۔

اسی طرح عرب کے لوگ 'ازلام' کے ساتھ بدشگونی لیا کرتے تھے۔ 'ازلام' جوئے کے تیر ہوتے تھے۔ ایک پر لکھا ہوتا تھا 'اِفْعَلْ ' اور ایک پر لکھا ہوتا 'لَا تَفْعَلْ' جب کسی کام کا ارادہ کرتے تھے تو قسمت معلوم کیا کرتے تھے۔ اگر اِفْعَلْ والا تیر نکل آتا تو کام کو بجالاتے۔ اور اگر لَاتَفْعَلْ کا تیر نکل آتا تو کام کو سرانجام نہ دیتے۔

کبھی لکیروں سے بدشگونی لیتے، کبھی قرعہ اندازی سے اور کبھی ستاروں سے۔ شریعت نے آکر ان تمام کاموں سے مسلمانوں کو روک دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَكَهَّنَ أَوْرَدَّهُ عَنْ سَفَرٍ تَطَيُّرٌ فَلَيْسَ مِنَّا)) [1]

''جس نے کہانت کی یا اسے بدشگونی نے سفر سے روک دیا تو وہ ہم میں سے نہیں۔''

مسلمان اور بدشگونی:

آپ کا یہ ہفتہ کیسا گزرے گا یا اس طرح کے دوسرے سلسلے جن میں برجوں کے لحاظ سے مستقبل کی خبریں بتائی گئی ہوتی ہیں ان سب سے شریعت آدمی کو منع کرتی ہے۔

اسی طرح لوگ فوت ہونے والے بچے کا نام نئے پیدا ہونے والے بچے کا نہیں رکھتے کیوں کہ وہ بدشگونی لیتے ہیں کہ وہی نام رکھنے سے یہ بچہ بھی فوت ہو جائے گا۔ حالانکہ یہ وہ

[1] سلسلة الصحيحة: ١٩٣/٥ حديث: ٢١٦١، ذكر المؤلف هنا مفهوما.

بدشگونی ہے کہ جس سے شریعت روکتی ہے۔

اس حوالے سے ہم پر لازم ہے کہ ہم بدشگونی نہ لیں اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور تقدیر پر ایمان لاتے ہوئے اچھا گمان رکھیں۔ بعض دفعہ آدمی اللہ تعالیٰ کے بارے میں برا گمان رکھتا ہے یا برا کلمہ اپنی زبان سے ادا کرتا ہے جو کہ تقدیر سے موافقت کر لیتا ہے جس کی وجہ سے انسان مصیبتوں اور پریشانیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ آزمائش کلام کے ساتھ لٹکی ہوتی ہے اور انسان کو وہی مصیبت آ پہنچتی ہے جس کا وہ گمان رکھتا ہے۔

بدشگونی لینے والا آدمی کسی معاملے کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے ہی غم و تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے جب کہ بعض لوگ اپنے رب کے بارے میں برے گمان رکھنے کی وجہ سے مصیبتوں کے آنے سے پہلے ہی رنج و غم اور خوف کے عذاب میں پھنس جاتے ہیں۔

اسلام ہمیں اچھا شگون لینے پر ابھارتا ہے کیوں کہ اچھا شگون لینے سے آدمی عمل پر تیار ہوتا ہے اور اسی سے امید بندھتی ہے کہ جو کامیابی کا سب سے بڑا سبب ہے۔ شریعت کا منشا بھی یہی ہے کہ وہ مسلمان کے لیے کامیابی کے اسباب مہیا کرنا چاہتی ہے۔ ایک طالب علم جب تحریری امتحان یا زبانی امتحان کے لیے کمرہ امتحان میں جاتا ہے تو وہ اپنے رب کے بارے میں گمان رکھتا ہے کہ اس کا رب اسے ہمت اور توفیق دے گا جس کی وجہ سے وہ درست جواب دے کر یا لکھ کر کامیاب ہو جائے گا۔ اس کے برعکس جو طالب علم بدشگونی کا شکار ہو کر کمرہ امتحان میں داخل ہوتا ہے تو وہ جواب اچھی طرح معلوم ہونے کے باوجود فیل و ناکام ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دو سفر کرنے والے آدمیوں کا حال ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک تو اپنی اولاد اور گھر والوں کے بارے میں مطمئن ہو کر سفر کرتا ہے کیونکہ اس کا یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یقیناً اس کے گھر والوں کی اور اولاد کی حفاظت کرے گا۔ وہ ایمان رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی ناپسندیدہ امر ان پر واقع نہیں ہونے دے گا، وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ضائع نہ کرے گا۔ دوسرا آدمی انہی پریشانیوں میں کھویا رہتا ہے کہ میرے بچوں کو ضرور کوئی حادثہ پیش آ جائے گا، وہ ابھی تک گھر کیوں نہیں پہنچے؟ ان میں سے کوئی ہسپتال ہو گا

یا کسی کو کوئی مصیبت پیش آ گئی ہوگی۔ یہ سارے خیالات اور وسوسے بدشگونی اور اللہ تعالیٰ پر یقین نہ رکھنے کی وجہ سے پیش آتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بات سے منع فرمایا ہے۔

اخلاقیات پر بدشگونی کا اثر:

بدشگونی کا اخلاق کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ بدشگونی امید کو کمزور کرتی ہے اور ناکامی کی طرف رہنمائی کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ بدشگونی لینے والا آدمی ہمیشہ اداس رہتا ہے۔ آپ اسے کبھی بھی تروتازہ نہیں پائیں گے۔ اس کے برعکس اچھا شگون چہرے پر رونق پیدا کرتا ہے۔ جس کے چہرے پر آپ ہمیشہ مسکراہٹ پائیں تو سمجھ جائیں کہ یہ آدمی معاملات میں اچھا شگون لینے والا ہے۔ اچھا شگون لینے والا اور بدشگونی لینے والے کی مثال پانی کے آدھے بھرے ہوئے گلاس سے واضح ہوتی ہے۔ اگر پانی سے آدھا بھرا ہوا گلاس اچھے شگون لینے والے کے سامنے لایا جائے تو وہ کہے گا کہ یہ آدھا بھرا ہوا گلاس ہے۔ جب کہ بدشگونی لینے والا کہے گا کہ یہ آدھا خالی گلاس ہے۔ اسی طرح اچھا شگون لینے والا کسی بلند پہاڑی ٹیلے پر چڑھتے ہوئے راستے میں آنے والے ندی نالے دیکھے گا، سبزہ دیکھ کر خوش ہوگا اور اوپر چڑھ جائے گا۔ جب کہ بدشگون زمین کے ویرانے اور خشکی کو دیکھے گا تو غمزدہ ہو جائے گا اور چڑھنے میں ناکام ہوجائے گا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اگر اس کی طبیعت میں چستی یا نشاط ہوتا تو وہ ضرور چڑھنے میں کامیاب ہوجاتا۔ یہی اصول تمام کاموں میں استعمال کرنا چاہیے۔ بیمار کو شفا کا شگون لینا چاہیے۔ طالب علم کو کامیابی کا، تنگ دست کو خوشحالی کا اور اس بات کو ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ ہر تنگی کے بعد آسانی ہے۔

اچھے شگون کا ہماری زندگی میں ٹھہراؤ اور قرار وسکون کے ساتھ بھی گہرا تعلق ہے۔ عبادت کے معاملے کو ہی لے لیجئے، بندہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا شگون لیتا ہے کہ جب وہ اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کو ضائع نہ کرے گا۔ اسی طرح ایک طالب علم سوچتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نفع بخش علم عطا فرمائیں گے۔ غرض کہ ہمارے اعمال ووظائف اور ہر چیز کا اچھے شگون کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اپنے معاشرے

میں جن لوگوں کو آپ دیکھیں کہ وہ دین کے معاملے میں یا تجارت کے معاملے یا کسی بھی میدان میں کامیاب ہیں تو آپ غور کریں کہ وہ سارے اچھا شگون لینے والے ہوں گے۔ کیوں کہ اچھے شگون سے وہ امید حاصل ہوتی ہے جو کامیابی کی کنجی ہے۔

نیک شگون لو! تم اسے حقیقت میں پا لو گے

مندرجہ بالا جملہ کس قدر عمدہ کلام اور عظیم عبارت ہے۔ اچھا شگون لینے والا بھلائی و نیکی کو راستے کے آخر میں پائے گا، اس لیے کہ اچھا شگون انسان کو عطا، عمل اور کامیابی کی طرف لے جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنْ يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا﴾ (الانفال: ۷۰)

''اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں بھلائی کو جان لیا تو وہ تمہیں مزید بھلائی دے گا۔''

اس لیے اپنے دل میں خیر کو جگہ دیجیے اور خوش رہیے۔

اچھے شگون کی پہچان:

سب سے اچھا شگون بیماری کے وقت شفاء، ناکامی کے وقت کامیابی، شکست کے وقت مدد اور مصیبتوں، تکلیفوں کے وقت ان کے دور ہونے کی امید رکھنا ہے۔ ان مواقع پر اچھا شگون عمدہ خیالات، تحمل و بردباری اور امید کو پروان چڑھاتا جب کہ ناامیدی، شکست اور عاجزی کو دور بھگاتا ہے۔ اچھے شگون کی بنیاد اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان اور اس کے فیصلے پر راضی ہونا ہے۔ جب کہ اس کی غذا مومن کا اس بات پر ایمان رکھنا ہے کہ اسے صرف وہی مصیبت پہنچے گی جو اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں لکھ دی ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ ہر چیز کی ملکیت اور اختیار رکھتے ہیں اس لیے آدمی رزق کی کمی پر پریشان نہیں ہوتا، نہ وہ کسی پریشانی و تکلیف پر رنجیدہ ہوتا ہے اور نہ امت کی حالت پر غمزدہ ہوتا ہے۔ وہ تو ہر حال میں اچھا شگون ہی لیتا ہے۔ اگر اس کو کوئی مصیبت، بیماری، مالی تنگی آجائے یا اس کی کوئی چیز گم ہو جائے تو وہ اچھا

شگون ہی لیتا ہے کہ جو اس کی مصیبت کو دور کر دے یا اس کی سختی کو کم کر دے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ صبر بھی کرتا ہے اور اس پر ثواب کی امید بھی رکھتا ہے۔ ایک مرتبہ ام السائب رضی اللہ عنہا نے بخار کے بارے میں کہا کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت نہ دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں روک دیا کہ بخار کو گالی نہ دو کیونکہ اس کے کچھ فوائد بھی ہیں۔ یہ طبیعت کو چست اور گناہوں کو دور کرتا ہے۔ بخار آدم کے بیٹے کے گناہوں کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے گندے ذرات کو صاف کرتی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُشَاكُ شَوْكَةً فَمَا فَوْقَهَا اِلَّا كُتِبَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ)) [1]

''کسی مسلمان کو کانٹا چبھتا ہے یا اس جیسی کوئی تکلیف بھی پہنچتی ہے تو اس کے بدلے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔''

اس لیے ضروی ہے کہ مصیبتوں کے اندھیروں میں ہم اچھے شگون کی شمع روشن کریں اور امید، عمل، صبر اور دعا میں زندگی گزاریں۔ اس سے ہمیں خیر حاصل ہو گی اور شر سے نجات ملے گی۔ وہ شگون جس کے بارے میں ہم بات کر رہے ہیں وہ ہمت کو پیدا کرتا، عزم کو بیدار کرتا اور چستی کو ابھارتا ہے۔ وہ مسلمان جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا اور اچھا شگون لیتا ہے آپ اس کو لوگوں میں سب سے زیادہ چست اور اثر کے لحاظ سے مضبوط پائیں گے۔ ہر مشکل اس کے لیے آسان ہو جائے گی اور ہر تکلیف جلد ہی دور ہو جائے گی۔ اچھا شگون لینے والا ہمیشہ خیر کی توقع رکھتا ہے، ہمیشہ مسکراتا اور اپنے اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا یقین رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہ جس کے ہاتھ میں معاملات کی تقدیریں ہیں اور جو امت کو پیش آنے والی تکلیفوں کو دور کرتا ہے، عنقریب تنگی کو آسانی میں تبدیل کر دے گا، مصیبت کو دور کر دے گا اور غم کو خوشی میں بدل دے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھیے، اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامیے، یہی ایمان کا ثمر اور پھل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

---

[1] صحيح مسلم حديث: ٦٥٦١.

((اِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ بِاللّٰهِ مِنْ حُسْنِ عِبَادَةِ اللّٰهِ)) [1]

"بے شک اللہ کے بارے میں اچھا یقین، اللہ کی عبادت کی خوبیوں میں سے ہے۔"

موجودہ دور میں ہماری ضرورت:

آج ہمیں ضرورت ہے اس امید کی جو ہمارے نفوس کو زندہ کر دے اور آج ضرورت ہے اس عمل کی جو اس امت سے ذلت اور رسوائی کی حالت کو ختم کر دے۔ آج لوگوں میں سب سے زیادہ خطرناک لوگ وہ ہیں جو کسی امید کے بغیر زندگی گزار رہے ہیں۔ کیونکہ نااُمیدی ایسے کاموں پر ابھارتی ہے جو بندے کی مایوسی میں مزید اضافہ کرتے ہیں۔ جب بندہ نازل ہونے والی مصیبتوں اور لوگوں کی اصلاح سے مایوس ہو جاتا ہے تو پھر ناپسندیدہ مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ پھر وہ اپنی جہالت اور گمراہی کی وجہ سے قتل و غارت اور ماردھاڑ کو ہی ذریعہ نجات تصور کرتا ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ اصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ لَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾﴾ (النحل: ۱۲۷، ۱۲۸)

"اور صبر کر اور نہیں تیرا صبر مگر اللہ کے ساتھ اور ان پر غم نہ کر اور نہ کسی تنگی میں مبتلا ہو، اس سے جو وہ تدبیریں کرتے ہیں۔ بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو ڈر گئے اور ان لوگوں کے جو نیکی کرنے والے ہیں۔"

دعوت کے میدان میں اچھے شگون، آسانیوں اور خوشخبریوں کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا، وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا)) [2]

"آسانی پیدا کرو اور تنگی پیدا نہ کرو۔ خوشخبری سناؤ اور نفرت مت پیدا کرو۔"

---

[1] مسند احمد: ۲/۳۵۹ حدیث: ۸۶۹۴.

[2] صحیح بخاری حدیث: ۶۹.

جو لوگ دعوت کے میدان میں متشدد ہوتے ہیں وہ لوگوں کے عزائم کو توڑتے اور مدد کرنے سے نفرت پیدا کرتے ہیں۔ یہی حال بدشگونی لینے والوں کا ہے۔ ان کے ہاں کوئی عمل نہیں ہوتا، ان کے نفس میں ذرا ہمت نہیں ہوتی اور نہ ان کی کوئی منزل یا ہدف ہوتا ہے۔ بلکہ وہ تو دوسروں کے بارے میں بدشگونی لے کر ان کی استعداد کو سلب کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝۵۵﴾ (النور: ٥٥)

”اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے، وعدہ کیا ہے کہ وہ انھیں زمین میں ضرور جانشین بنائے گا۔ جس طرح اس نے ان لوگوں کو جانشین بنایا جو ان سے پہلے تھے۔ اور ان کے لیے ان کے اس دین کو ضرور اقتدار دے گا جسے اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے۔ اور ہر صورت انھیں ان کے خوف کے بعد بدل کر امن دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں گے اور جس نے اس کے بعد کفر کیا تو یہی لوگ نافرمان ہیں۔“

شگون کے بارے میں ڈاکٹری تجزیہ:

گزشتہ فروری میں طب کے متعلق ”مدونات الطب الباطنی“ نامی مجلّہ میں ایک رپورٹ شائع کی گئی۔ ڈاکٹر ایرک اور اس کے ساتھیوں نے ہالینڈ کے مختلف مراکز میں رہنے والے چونسٹھ (٦٤) سال سے لے کر چوراسی (٨٤) سال تک کے بوڑھوں کے امراض قلب میں مبتلا ہونے پر ایک ریسرچ کی۔ اس میں پچھلے پندرہ سال کے اعداد و شمار اکٹھے کیے گئے تو پتہ

چلا کہ وہ لوگ جو زندگی کے روشن پہلو کو مدنظر رکھتے ہیں اور ان کی زندگی میں امیدیں بھی ہوتی ہیں، ان لوگوں کے مقابلے میں جو بدشگونی لیتے رہتے ہیں پچپن فی صد کم امراض قلب میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر ایرک نے اس تحقیق کے بعد جو نتیجہ نکالا وہ یہ تھا کہ بڑی عمر کے لوگوں کو امراض قلب سے بچنے کے لیے ہر چیز کے روشن پہلو کو مدنظر رکھنا چاہیے اور تکلیف و مصیبت کے وقت اچھا شگون لینا چاہیے۔ ڈاکٹر ایرک نے اس تحقیق کی ضرورت اس لیے محسوس کی کہ ان کے سامنے بہت سی رپورٹیں آئیں جن میں بتایا گیا تھا کہ دوسرے امراض کے مقابلے میں دل کے امراض میں مبتلا ہونے والے لوگوں کی تعداد کم ہے۔

اچھا شگون لینے والے کو یہ بات مدنظر رکھنی چاہیے کہ اس کا مقصد عام لوگوں کے تصرف کے بارے میں اچھا شگون لینا ہوتا ہے کہ جس سے وہ لوگوں کو زندگی کے خوشگوار راستے پر گامزن کر سکے۔ اس لحاظ سے اس پر عمل کرنے والا، لوگوں کے معاملات کو حل کرنے والا اور ایک اثر رکھنے والا ہونا چاہیے۔ وہ آدمی جس کا کام اس کی تحقیق میں آڑے آ رہا ہو وہ اس کے اثر انداز ہونے میں رکاوٹ بنتا ہے کیوں کہ اس کی پیروی کونے والے لوگوں کے دلوں کی اچھی یا بری حالت اس کے شگون پر منحصر ہے۔

کیا اچھا شگون اثر ڈالتا ہے؟

۱۹۸۵ء میں ایک رپورٹ منظر عام پر آئی جس میں ۵۴۵ آدمیوں پر تحقیق کی گئی تھی۔ ان میں سے ستر فی صد آدمی آنے والے ۱۵ سالوں کے دوران فوت ہو گئے جن میں سے نصف کی موت کا سبب دل کی بیماریاں تھیں۔ تحقیق کاروں نے نتیجہ نکالا کہ اچھا شگون نہ لینے سے آدمی کے بیماریوں کے شکار ہونے کی شرح بڑھ جاتی ہے۔ جب کہ جو لوگ واقعات سے اچھا شگون لینے کے عادی ہوتے ہیں ان میں دل کی بیماریوں کا شکار ہونے کی شرح دوسرے لوگوں کی نسبت پچپن فی صد کم ہے۔ انھوں نے تجویز پیش کی کہ آئندہ سالوں میں علم فزیالوجی کے لیے اچھے شگون کی تاثیر کا مطالعہ کرنا ممکن ہو جائے گا کہ جس طرح وراثتی چیز یا جسم کے

ہارمونز یا کام کرنے والے عضلات کا مطالعہ ممکن ہو سکا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے مرض کے علاج کے دوران دل کو تقویت اور نفس کو نشاط پہنچانے والی باتوں کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيْضِ فَنفسوا لَهُ فِي الْأَجَلِ، فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئاً، وَهُوَ يَطِيْبُ نَفْسَ الْمَرِيْضِ)) [1]

''جب تم کسی مریض پر داخل ہو تو اس کی اجل کے بارے میں اسے سکون و راحت پہنچاؤ۔ بے شک یہ چیز کسی چیز کو لوٹائے گی تو نہیں مگر مریض کے نفس کو ضرور نشاط پہنچائے گی۔''

اس حدیث میں علاج کی اقسام میں سے ایک بہترین قسم بیان ہوئی ہے، اور وہ ہے ایسی بات کرنے کا حکم جس سے بیمار طبیعت خوش ہو کر جلد صحت یاب ہو جائے۔ اچھی بات مریض کے مرض میں کمی کرتی ہے اور یہی طب کا مقصد ہے۔ لیکن اگر بیمار کے پاس بدشگونی پائی جائے تو اس سے طبیعت میں مزید رنج و غم پیدا ہوتا ہے اور طبیعت دائمی غم میں مبتلا ہوتی ہے۔

امام ابن الجوزی کا قصہ

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''مجھے ایک ایسا معاملہ پیش آ گیا کہ جس نے مجھے دائمی غم میں مبتلا کر دیا۔ میں نے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے ہر حیلہ و طریقہ استعمال کیا لیکن میں اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اچانک میرے سامنے قرآن مجید کی یہ آیت آ گئی:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجاًo﴾ (الطلاق : ٢)

''اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دے گا۔''

میں سمجھ گیا کہ ہر قسم کے غم سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ تقویٰ ہے۔ جب

---

[1] سنن الترمذی حدیث: ٢٠٨٧.

میں نے تقویٰ کی تحقیق کی تو مجھے اس غم سے نجات کا ذریعہ اور طریقہ مل گیا۔ اس لیے اے نیک آدمی! تقویٰ کو لازم پکڑو اور اسی کی طرف جلدی کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے گا۔"

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کے نادر موتی

علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ہر وہ چیز جس سے شرمندگی حاصل ہوتی ہے، شریعت نے ہمیں اس سے بچنے کا حکم دیا ہے، اسی وجہ سے یہ اصول بن گیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰﴾

(المجادلہ: ۱۰)

"یہ سرگوشی تو شیطان ہی کی طرف سے ہے، تاکہ وہ ان لوگوں کو غم میں مبتلا کرے جو ایمان لائے، حالانکہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر انھیں ہرگز کوئی نقصان پہنچانے والا نہیں اور مومنوں کو چاہیے کہ اللہ ہی پر بھروسا کریں۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں اس وجہ سے خبر دے رہے ہیں کہ ہم غم میں مبتلا کرنے والی اس شیطانی سرگوشی سے اجتناب کریں۔ اس سے صرف یہ خبر دینا ہی مقصود نہیں کہ شیطان ہمیں غم میں ڈالنا چاہتا ہے بلکہ اس سے مراد ہر اس چیز سے بچنا ہے جو مسلمان کو غمگین کرنے والی ہو۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ، مِنْ أَجْلِ أَنَّ ذٰلِكَ يَحْزُنُهُ)) [1]

"دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی مت کریں اس وجہ سے کہ یہ بات اسے غمگین کر دے گی۔"

---

[1] صحیح بخاری حدیث: ۶۲۹۰، صحیح مسلم حدیث: ۲۱۸۴ اخرجه هنا مؤلف مفهوما.

بُرے خواب کا علاج:

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جو آدمی کوئی برا خواب دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ تین دفعہ اپنی بائیں جانب تھتکارے۔ اللہ تعالیٰ سے اس خواب کے شر سے اور شیطان کے شر سے پناہ مانگے۔ اپنا پہلو تبدیل کرے، کسی کو اپنا خواب نہ سنائے اور وضو کر کے نماز پڑھے۔ یہ سارے کام اس وجہ سے کرنے ہیں کہ انسان سے وہ چیزیں دور ہوسکیں جو ان بیماریوں کا سبب ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم کوئی سا خواب دیکھتے تو اسے بیان کر دیتے تھے۔ لیکن جب نبی کریم ﷺ نے یہ حدیث بیان کی تو ہم اس سے اجتناب کرنے لگے۔ یعنی شریعت ہم سے ہر اس چیز کا تقاضا کرتی ہے جو رنج وغم کو دور کرنے والی ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾

(البقرہ: ۱۹۷)

''پھر جو ان میں حج فرض کر لے تو حج کے دوران نہ کوئی شہوانی فعل ہو اور نہ کوئی نافرمانی اور نہ کوئی جھگڑا۔''

اس لیے کہ جھگڑا انسان کی فکر اور سوچ کو تبدیل کر دیتا ہے۔ جھگڑا انسان کو غمگین کرے گا اور اسے عبادت سے دور کر دے گا۔ ضروری چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے: آپ خوش وخرم اور غم سے دُور رہیں۔

انسان کے حالات کی شکلیں:

انسان کی عمومی طور پر تین حالتیں ہوتی ہیں:

۱۔ حالت ماضی
۲۔ حالت حال
۳۔ حالت مستقبل

۱...... **ماضی** : انسان عموماً اپنے ماضی کے دور اور اس دور کے غموں کو بھلا دیتا ہے۔ اس لیے کہ اس دور میں انسان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہوتی ہے تو اس نے یہ دعا پڑھی ہوتی

ہے۔''اَللّٰھُمَّ أَجُرْنِی فِیْ مُصِیبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیراً مِنْھَا''...... ''اے اللہ! میری اس مصیبت میں مجھے ثواب دے اور اس سے بہتر مجھے عطا کر۔'' اور دعا پڑھنے کے بعد بھول جاتا ہے کہ اسے کوئی مصیبت پہنچی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ نوحہ کرنے سے منع کیا گیا ہے کیوں کہ نوحہ سے غم تازہ ہوتے ہیں۔

۲...... **مستقبل** : اس کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اسی پر اعتماد کرنا پڑتا ہے۔ جب کوئی معاملہ آپ کو درپیش آئے گا تو آپ اس کا کوئی نہ کوئی حل نکال لیں گے۔ لیکن جن چیزوں کی تیاری کا حکم شریعت نے آپ کو دیا ہے ان کی تیاری بہرحال کریں۔

۳...... **حال** : زمانہ حال میں اگر آپ کو کوئی غم یا تکلیف پہنچے تو اس کا علاج معالجہ کیا جا سکتا ہے۔ یعنی آپ ان تمام چیزوں سے دور رہیں جو غم و حزن و ملال میں مبتلا کرنے والی ہوں تاکہ آپ خوش اور مسرور رہ سکیں۔ اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہوئے اس کی عبادت بجا لائیں اور دنیوی و اخروی امور انجام دیں۔ یہ سارے کام کرنے کے بعد آپ خوشی محسوس کریں گے۔ اگر آپ اپنے نفس میں ماضی کے واقعات دہرائیں گے یا آنے والے واقعات کو سوچ کر پریشان ہوں گے تو شریعت نے اس بات کی اجازت نہیں دی۔ جان لیجئے کہ یہ کام کرنے سے آپ بہت سی بھلائی سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

شیطان کا اہل جہنم سے خطاب

قیامت والے دن شیطان جہنمی لوگوں سے جو خطاب کرے گا، قرآن مجید نے اس کو درج ذیل پیرائے میں بیان کیا ہے، تو کیا آپ نے کبھی اسے دھیان سے پڑھا ہے۔ چلیے! اب پڑھ لیجیے اور اس ظالم سے خبردار رہیے:

﴿وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ وَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا

بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭاِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾ (ابراھیم : ۲۲)

''اور شیطان کہے گا، جب سارے کام کا فیصلہ کر دیا جائے گا کہ بے شک اللہ نے تم سے وعدہ کیا تھا سچا وعدہ اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا مگر میں نے تم سے خلاف ورزی کی۔ اور میرا تم پر کوئی غلبہ نہ تھا، سوائے اس کے کہ میں نے تمھیں بلایا تو تم نے میرا کہنا مان لیا۔ اب مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو۔ نہ میں تمھاری فریاد کو پہنچنے والا ہوں اور نہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے ہو۔ بے شک میں اس کا انکار کرتا ہوں جو تم نے مجھے اس سے پہلے (اللہ رب العالمین کا) شریک بنایا۔ یقیناً جو لوگ ظالم ہیں انھی کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

شیطان کا خطبہ:

مندرجہ بالا آیت کو شیطان کے خطبے کا نام دیا گیا ہے۔ تفسیر قرطبی میں امام حسن بصری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ قیامت والے دن شیطان جہنم سے آگ کے منبر پر بیٹھ کر خطاب کرے گا جو کہ تمام لوگوں کو سنائی دے گا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ جب وہ سنے گا کہ جہنمی لوگ اس کو ملامت کر رہے ہیں اور جہنم میں اپنے داخل ہونے کا سبب اسے ٹھہرا رہے ہیں تو اس وقت وہ خطاب کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا پورا خطاب قرآن مجید میں نقل کیا ہے۔ شیطان کہے گا ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ﴾ یعنی اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا کہ اطاعت کرنے والے کو ثواب دے گا اور نافرمان کی پکڑ کرے گا۔ سو اس نے تم سے کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا۔ ﴿وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ﴾ مگر میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ موت کے بعد زندہ نہیں کیا جائے گا، کوئی جزا سزا نہیں ہوگی۔ تو یہ میں نے تم سے جھوٹا وعدہ کیا اور تم سے وعدہ خلافی کی۔ ﴿وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ﴾ یعنی میرا تم پر کوئی زور نہیں تھا اور نہ مجھے تم پر کوئی غلبہ تھا۔ ﴿اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ﴾ مگر یہ کہ میں نے تمہیں

وسوسہ میں ڈالا اور گناہوں کو خوبصورت بنا کر پیش کیا سو تم نے اپنے اختیار اور قدرت کے باوجود میری دعوت کو قبول کیا۔ ﴿فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنفُسَكُم﴾ لہٰذا اب ملامت کا نشانہ مجھے نہ بناؤ بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو کیوں کہ گناہ تو تم نے کیے ہیں۔ ﴿مَا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنتُم بِمُصْرِخِيَّ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا اور نہ تم میری مدد کر سکتے ہو۔ ﴿إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِن قَبْلُ﴾ یعنی میں ان شریکوں کا انکار کرتا ہوں جو تم نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے میرے ساتھ بنائے تھے۔ ﴿إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ یعنی شرک کرنے والوں کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔

اس طرح شیطان ابن آدم کے ساتھ اپنی دشمنی کو ظاہر کر دے گا اور اس کو ذلالت میں اکیلا چھوڑ دے گا تاکہ اس کی حسرت اور ندامت میں اضافہ ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

ا.... ﴿يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ كَمَآ أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ ٱلْجَنَّةِ﴾

(الاعراف : ۲۷)

”اے آدم کی اولاد! کہیں شیطان تمھیں فتنے میں نہ ڈال دے، جس طرح اس نے تمھارے ماں باپ کو جنت سے نکال دیا تھا۔“

ب.... ﴿كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُۥ مَن تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُۥ يُضِلُّهُۥ وَيَهْدِيهِ إِلَىٰ عَذَابِ ٱلسَّعِيرِ ۝٤﴾ (الحج : ٤)

”اس پر لکھ دیا گیا ہے کہ بے شک واقعہ یہ ہے کہ جو اس سے دوستی کرے گا تو یقیناً وہ اسے گمراہ کرے گا اور اسے بھڑکتی ہوئی آگ کا راستہ دکھائے گا۔“

ج.... ﴿ٱسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ ٱلشَّيْطَٰنُ فَأَنسَىٰهُمْ ذِكْرَ ٱللَّهِ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ حِزْبُ ٱلشَّيْطَٰنِ ۚ أَلَآ إِنَّ حِزْبَ ٱلشَّيْطَٰنِ هُمُ ٱلْخَٰسِرُونَ ۝١٩﴾

(المجادلة : ١٩)

”شیطان ان پر غالب آ گیا، سو اس نے انھیں اللہ کی یاد بھلا دی، یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں۔ سن لو! یقیناً شیطان کا گروہ ہی وہ لوگ ہیں جو خسارہ اٹھانے

والے ہیں۔''

کیا اب بھی ہم رب رحمٰن کی اس وعید اور قرآن کی نصیحت پر عمل نہیں کریں گے؟

رسول اللہ ﷺ کی چند نصیحتیں

۱...... ولید بن ولید بن مغیرہ المخزومی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ وہ خواب میں ڈر جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو سونے کے لیے اپنے بستر پر آئے تو یہ کلمات پڑھ لیا کر:

((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنَ)) [1]

''میں اللہ کے مکمل کلمات کی پناہ پکڑتا ہوں اس کے غصے اور اس کی سزا سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطان کے چوکوں سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔''

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے؛ تجھے کوئی چیز صبح ہونے تک تکلیف نہ دے گی۔''

۲...... عبد الرحمٰن بن خنبش رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے سوال کیا: جب شیطانوں نے نبی کریم ﷺ پر حملہ کیا تو آپ نے کیا کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: شیطان پہاڑوں اور وادیوں سے آپ پر آئے۔ جب کہ ان میں سے ایک شیطان کے پاس آگ کا شعلہ تھا۔ وہ اس شعلہ کے ذریعے آپ ﷺ کو نقصان پہنچانا چاہتا تھا۔ آپ پیچھے ہٹے تو آپ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا پڑھیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں کیا پڑھوں؟ تو انہوں نے کہا یہ کلمات پڑھیے:

((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بِرٌّ وَلَا فَاجِرٌ

---

[1] ابو داؤد حدیث: ۳۸۹۳.

مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَ ذَرَأَ وَ بَرَأَ ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا ، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا ، وَ مِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقاً يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ)) [1]

''میں اللہ تعالیٰ کے ان مکمل کلمات کی پناہ پکڑتا ہوں کہ جن سے کوئی نیک یا بد تجاوز نہیں کر سکتا۔ ہر اس شر سے جو اس نے پیدا کیا یا اگایا۔ اور ہر اس شر سے جو آسمان سے اترتا ہے یا آسمان کی طرف چڑھتا ہے۔ اور ہر اس شر سے جو زمین سے اگا یا زمین سے نکلا۔ اور رات دن کے فتنے کے شر سے اور رات کے آنے والے شر سے سوائے خیر کے ساتھ آنے والے کے یا رحمٰن۔''

یہ پڑھنے سے شیطان کی آگ بجھ گئی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بھگا دیا۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت

۳...... سیّدنا بوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: مجھے چند ایسے کلمات سکھلا دیجئے کہ جنہیں میں صبح و شام پڑھا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مندرجہ ذیل کلمات صبح و شام اور جب سونے کے لیے بستر پر آؤ تو اس وقت پڑھ لیا کرو:

((اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ ، وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلَى نَفْسِي سُوْءًا أَوْ أَجُرَّهُ إِلَى مُسْلِمٍ .)) [2]

''اے اللہ! اے غیب و حاضر کو جاننے والے! آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! ہر چیز کے پروردگار اور مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ کوئی

---

[1] مسند احمد: ۶۲۳/۳ حدیث: ۱۵۵۴۰.

[2] جامع ترمذی حدیث: ۳۵۲۹. قال الالبانی رحمه الله : وهو صحيحٌ.

عبادت کے لائق نہیں، میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور ان کے شرک سے اور یہ کہ میں بذاتِ خود کسی برائی کا ارتکاب کر بیٹھوں یا میں کسی مسلمان کی طرف اس برائی کو کھینچ لے جاؤں۔“

میں اس بحث کو ختم کرتے ہوئے اس موضوع پر چند دیگر مؤلفات کی نشان دہی کرنا مناسب خیال کرتا ہوں تا کہ لوگ ان سے استفادہ کر سکیں۔

١ ۔ تلبیس ابلیس (امام ابن الجوزی رحمه اللّٰه)

٢ ۔ ذم الموسوسین (امام ابن الجوزی رحمه اللّٰه)

٣ ۔ اغاثة اللهفان من مصائد الشیطان (امام ابن القیم رحمه اللّٰه)

٤ ۔ ذم الوسواس (ابو محمد المقدسی رحمه اللّٰه)

٥ ۔ التبصرة فی الوسوسة (امام ابو محمد الجوینی رحمه اللّٰه)

اختتامیہ

میں ہر اس بھائی سے عرض کرتا ہوں جو اس مرض میں مبتلا ہے کہ میں نے یہ بات جان لی ہے کہ آپ کی بیماری بہت بڑی اور مصیبتیں بہت زیادہ ہیں۔ لیکن یہ بھی یاد رکھیے کہ آپ کی مصیبت ہماری مصیبت ہے اور آپ کا دکھ ہمارا دکھ ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ ان صفحات میں علماء کرام کے کلام سے بیماری اور اس کے علاج کو واضح کروں۔ اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ اسے یقین و ثبات کے ساتھ اور کمزوری و سستی کے بغیر پڑھیں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَ لَا تَجۡعَلۡ یَدَکَ مَغۡلُوۡلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ وَ لَا تَبۡسُطۡهَا كُلَّ الۡبَسۡطِ﴾

(بنی اسرائیل: ۲۹)

''اور نہ اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا کرلے اور نہ اسے کھول، پورا کھول دینا۔''

اللہ کا دین میانہ رو ہے اور بہترین لوگ وہ ہیں جو کمی کرنے والوں کی کمی سے اور حد سے بڑھنے والوں کے غلو سے بچے ہوئے ہیں۔ اے میرے بھائی! تو بہترین کو اختیار کرنے والا بن جا کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ کَذٰلِکَ جَعَلۡنٰکُمۡ اُمَّۃً وَّسَطًا﴾

''اور اس طرح ہم نے تمہیں درمیانی امت بنایا۔''

یہ بہترین چیز عدل ہے کہ جو دو بری چیزوں کے درمیان ہے۔ مصیبتیں ہمیشہ کناروں پر آتی ہیں اور درمیان محفوظ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ میں اس کتاب میں بیماری کی تشخیص اور دوا تجویز کرنے میں کامیاب رہا ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اپنے احسان، کرم اور رحمت سے نوازے اور بیمار کو ایسی شفا عطا کرے جو بیماری کو بالکل ختم کردے۔

اس اہم موقع پر میں اپنے والد کے مقام جیسے جناب **فضیلۃ الشیخ/عبد اللّٰہ بن سلیمان المنیع** (اللہ ان کی حفاظت فرمائے اور اپنی اطاعت پر ان کی زندگی لمبی کرے) کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میں نے ان کے مفید مشوروں اور توجیہات سے بہت فائدہ اٹھایا۔ اس کتاب کو تیار کرنے اور پیش کرنے میں ان کا تعاون بہت زیادہ رہا۔ اسی طرح میں اپنے بھائی **احمد بن ابراهیم الحرقوص** کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس کتاب کی عبارت میں موجود خامیوں سے آگاہ کیا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

محمد بن عبداللہ الشائع

ٹھٹھہ الحسیان/شقراء کمشنری

مملکت سعودی عرب

بروز بدھ ۷/۹/۱۴۲۸ھ

ضمیمہ:

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھے گئے

وسوسہ سے متعلقہ سوالات کے جوابات

سوال:......فضیلۃ الشیخ ! نماز میں اور نماز کے علاوہ جو وسوسے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں ان کے پیدا ہونے کی وجہ کیا ہے؟ جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

جواب:......اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَاُصَلِّيْ وَأُسَلِّمُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَاِمَامَ الْمُتَّقِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ، أَمَّا بَعْدُ!

دلوں میں وسوسوں کا پیدا ہونا ایک ایسی بیماری ہے جس کا علاج ناممکن تو نہیں البتہ مشکل ترین ضرور ہے۔ وسوسے ہر مومن پر حملہ آور ہوتے ہیں ماسوائے چند نیک اور صالح بندوں کے، جن کو اللہ تعالیٰ بچالے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے پوری ایک سورت اس بارے میں نازل کی ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝١ مَلِكِ النَّاسِ ۝٢ إِلَٰهِ النَّاسِ ۝٣ مِن شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝٤ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝٥ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝٦﴾ (سورة الناس)

”تو (محمد ﷺ!) کہہ میں پناہ پکڑتا ہوں لوگوں کے رب کی۔ لوگوں کے بادشاہ کی۔ لوگوں کے معبود کی۔ وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے، جو ہٹ ہٹ کر آنے والا ہے۔ وہ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ جنّوں اور انسانوں میں سے۔“

اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے کہ انسان کو عبادات اور دوسرے معاملات میں وسوسوں سے بہت زیادہ واسطہ پڑتا ہے۔ لیکن ایک مسلمان کو عقیدہ و منہج اور توحید جیسے

معاملات میں وسوسوں کا زیادہ مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ شیطان ایک مومن آدمی کے دل میں دینی اُمور کے بارے میں بہت سے ایسے بُرے وسوسے پیدا کرتا ہے کہ انسان ان وسوسوں کے بارے میں بات کرنے کی بجائے اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہے کہ وہ آسمان سے گرے اور اس کا جوڑ جوڑ الگ ہو جائے، یا اسے جلا کر راکھ بنا دیا جائے، لیکن وہ ان وسوسوں کے بارے میں بات نہ کرے۔ مشاہدے کی بات یہ ہے کہ ان وساوس میں پڑنے والے لوگوں کی زیادہ تعداد صحیح اور سچے مومنوں اور مسلمانوں کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان چاہتا ہے کہ یہ سچے مسلمان بھی دوسرے لوگوں کی طرح اس کے پیچھے چل کر اپنا ایمان ضائع کر لیں۔ صحیح احادیث کا مطالعہ کرنے سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام کو بھی ان وسوسوں سے سابقہ پڑتا تھا۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا:

اے اللہ کے رسول! ہم میں سے بعض لوگوں کے دلوں میں کچھ ایسے خیالات اور وسوسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ ہم کسی سے ان کا ذکر کرنا بہت بُرا خیال کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا واقعی معاملہ ایسا ہی ہے؟

انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ذَاكَ صَرِيحُ الْإِيْمَانُ .))

''یہی تو خالص ایمان کی نشانی ہے۔''

اس حدیث سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ شیطان اس بندے پر زیادہ حملے کرتا ہے جو کامل ایمان اور اخلاص والا ہوتا ہے، کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ اس مسلمان موحد کے دل میں اتنے وسوسے ڈالے اور اتنے حملے کرے کہ اس کا دل ایمان سے خالی ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کی اس معاملے میں واضح رہنمائی فرمائی ہے تا کہ شیطان کامیاب نہ ہو سکے اور مسلمان اس دشمن سے محفوظ رہ سکیں۔ چنانچہ صحیحین میں سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((یَـاتِی الشَّیْطَانُ أَحَدُکُمْ فَیَقُوْلُ: مَنْ خَلَقَ کَذَا؟ مَنْ خَلَقَ کَذَا؟ حَتّٰی یَقُوْلَ: مَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟ فَإِذَا بَلَغَهٗ فَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْیَنْتَهِ .))

''تم میں سے کسی ایک کے پاس شیطان آتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ یہاں تک کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ جب معاملہ یہاں تک پیش آجائے تو اسے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا چاہیے اور ان خیالات سے رُک جانا چاہیے۔''

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان معاملات میں اپنی اُمت کی بھرپور راہنمائی فرمائی ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ان فاسد خیالات اور وسوسوں سے بچنے کے بھی طریقے بیان کیے ہیں۔ ان کو یہاں بیان کرتے ہوئے میں ''علاج'' کا لفظ استعمال کروں گا:

پہلا علاج: اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا اور کثرت سے استغفار کرنا

یہی وہ پناہ گاہ اور بچاؤ کی جگہ ہے جہاں انسان شیطان کے شر سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ چنانچہ ایک سچے مسلمان کو چاہیے کہ وہ ہر حال میں صرف اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسا اور توکل کرے تاکہ شیطان کے اس وار سے محفوظ رہ سکے۔

دوسرا علاج: فاسد خیالات اور وسوسوں سے رُک جانا

فاسد خیالات اور وسوسوں کے بارے میں سوچنے اور غور وفکر کرنے سے رُک جانا چاہیے اور ان سے اعراض کرتے ہوئے منہ موڑ کر اپنے روز مرہ کے معمولات کو جاری رکھنا چاہیے۔ اگر آپ ان خیالات اور وسوسوں کے حامل شخص سے پوچھیں کہ جو خیالات اور وسوسے اس کے دل ودماغ میں پیدا ہوتے ہیں، کیا وہ ان پر اعتقاد اور یقین بھی رکھتا ہے؟ تو یقیناً اس کا جواب یہی ہوگا، اللہ تعالیٰ مجھے اس بات سے بچائے کہ میں ان خیالات پر اعتقاد اور یقین رکھوں۔ میں تو اللہ کے فضل سے اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے نماز، روزہ، صدقہ

اور حج جیسے اعمال سرانجام دیتا ہوں۔ ہم ایسے شخص کو بری الذمہ قرار دیتے ہوئے کہیں گے کہ ان وسوسوں کو ذرا بھر بھی اہمیت نہ دی جائے اور اپنے روزمرہ معمولات اور عبادات کو جاری رکھا جائے۔ اگرچہ ابتدا میں یہ بات کافی مشکل ہوگی لیکن آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا اور یہ معاملہ آسان ہو جائے گا، کیونکہ یہ علاج محمد رسول اللہ ﷺ نے تجویز کیا ہے کہ جو دلوں اور سینوں کی بیماریوں کو تمام لوگوں سے زیادہ جاننے والے تھے۔

جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے کہ شیطان موقع کے انتظار میں رہتا ہے اور جونہی اسے موقع ملتا ہے اپنا وار کر جاتا ہے۔ اب یہی بات لے لیجیے کہ انسان طہارت و پاکیزگی کے لیے نماز جیسی اہم عبادت کی ادائیگی کے لیے وضو کرتا ہے تو یہ لعین دشمن فوراً آموجود ہوتا ہے۔ سب سے پہلا وسوسہ کیا ڈالے گا؟ یہی کہ تو نے وضو کی نیت نہیں کی، حالانکہ انسان وضو کرنے کے لیے عملاً کام کر رہا ہے جب کہ یہ خبیث دشمن وسوسہ ڈال رہا ہے کہ تو نے تو نیت ہی نہیں کی۔ ایک عقل مند انسان کو جب یہ معاملہ پیش آتا ہے تو وہ فوراً سمجھ جاتا ہے کہ یہ شیطان کا وار ہے، اور دین کے معاملات میں گہری چال ہے، کیونکہ جو بندہ وضو کرنے کے لیے پانی کا نل کھولے کھڑا ہے اور اپنے وضو والے اعضا دھو رہا ہے تو کیا ابھی تک اس کی نیت نہیں ہوئی؟ یہ صرف فاسد خیالات اور فضول وسوسے ہیں جو شیطان کی طرف سے اس کے دل گھس آئے ہیں۔ ایک دانا آدمی فوراً انہیں پہچان لیتا ہے کہ یہ شیطان کے وسوسے ہیں اور پھر فوراً ان سے رُک جاتا ہے۔

یہاں مجھے ایک واقعہ یاد آ رہا ہے جو ایک عالم و فاضل بھائی نے سنایا۔ اس نے بتایا کہ اس کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ یا شیخ! مجھے غسل جنابت لاحق ہوا تو میں دریائے دجلہ پر چلا گیا۔ وہاں میں نے اچھی طرح غسل کیا اور باہر چلا آیا، لیکن پھر میرے دل میں وہم پیدا ہو گیا کہ میں ابھی پاک نہیں ہوا۔ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ شیخ کہتے ہیں کہ میں نے اسے کہا کہ تو نماز مت پڑھا کر۔ اس آدمی نے پوچھا: یا شیخ! یہ کیوں؟ کہتے ہیں کہ میں نے کہا اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے روکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ . وَعَنِ الصَّغِيْرِ حَتّٰى يَبْلُغَ . وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ .))

''تین قسم کے لوگوں سے قلم اُٹھا لیا گیا (یعنی وہ دینی فرائض سے مستثنیٰ ہیں)
(۱) سونے والا یہاں تک کہ نیند سے جاگ جائے۔ (۲) بچے سے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے۔ (۳) دیوانے و مجنون سے یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہو جائے۔''

جہاں تک میں سمجھا ہوں تم مجنون و دیوانے والی قسم میں آتے ہو کیونکہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آدمی دریا پر جائے، وہاں غسل جنابت کرے اور پھر یہ بھی سوچے کہ میں ابھی پاک نہیں ہوا؟

اس لیے میں کہتا ہوں کہ جس آدمی کو وضو کرتے ہوئے یہ خیال آئے کہ اس نے نیت کی ہے یا نہیں؟ تو اسے چاہیے کہ اس وسوسے کو خاطر میں لائے بغیر اپنا وضو مکمل کرے۔

یہ تو تھی نیت کی بات۔ شیطان وضو کے دوسرے اُمور میں بھی انسان کو ورغلانے کی کوشش کرتا ہے۔ بندہ سر کا مسح کر رہا ہوتا ہے تو خیال پیدا کر دیتا ہے کہ تو نے کلی تو کی ہی نہیں۔ میرا مشورہ یہی ہے کہ اس قسم کے خیالات کو ذرا بھی اہمیت نہ دی جائے اور اپنا وضو مکمل کر کے نماز ادا کی جائے۔

بعض دفعہ معاملہ دوسرا بھی ہو جاتا ہے، یعنی وضو کے درمیان وسوسہ پیدا نہیں ہوتا، لیکن انسان جب وضو سے فارغ ہوتا ہے تو وسوسے آنا شروع ہو جاتے ہیں کہ تم نے تو نیت ہی نہیں کی، تم نے تو چہرہ دھویا ہی نہیں، تم نے تو کلی کی ہی نہیں، یا اس طرح کے دیگر خیالات۔ ایسے موقع پر انسان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے، ان خیالات سے رُک جائے اور انہیں کوئی اہمیت دیے بغیر اپنے معمولات میں مشغول رہے۔ اعضا کو دھونے کی تعداد کے بارے میں بھی انسان وسوسوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ کبھی خیال کرتا ہے کہ مکمل عضو ہی نہیں دھویا اور کبھی خیال کرتا ہے کہ دھونے کی گنتی پوری نہیں کی۔ جب انسان ان وسوسوں کا شکار ہوتا ہے تو پھر بار بار اعضا کو دھوتا ہے۔ یقیناً یہ ایک تکلیف دہ صورتِ حال ہے لیکن اس سے بچنے کا

ایک ہی ذریعہ ہے کہ اس قسم کے وسوسوں سے مکمل اجتناب کیا جائے۔ اسی طریقے سے اللہ تعالیٰ اس مشکل کو آسانی میں تبدیل کر دے گا۔

ایک نمازی آدمی کی مشکل یہ ہے کہ شیطان وسوسہ ڈالتا ہے کہ اگرچہ تو نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو گیا ہے مگر نماز کی نیت نہیں کی۔ آدمی بھی سوچنے لگتا ہے کہ شاید میں نے واقعی نماز کی نیت نہیں کی، حالانکہ اسے سوچنا چاہیے کہ وہ نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا ہے تو کیا نیت کے بغیر ہی کھڑا ہو گیا ہے؟ نمازی کا نماز کے لیے کھڑا ہونا ہی تو نیت ہے۔

ایک سمجھ دار اور عاقل آدمی جب کسی کام کو کرنے کے لیے کمر بستہ ہوتا ہے تو یہی اس کی نیت ہوتی ہے، پھر نماز کی باری آ جاتی ہے، جب نمازی سورۂ فاتحہ کے بعد تلاوت شروع کرتا ہے تو خیال آتا ہے کہ سورۂ فاتحہ تو پڑھی نہیں، اس میں سے فلاں حرف پڑھنے سے رہ گیا ہے یا فلاں فلاں حروف اصلی مخارج سے ادا نہیں ہوئے۔ اس طرح کے دیگر بھی خیالات آتے ہیں۔ ان خیالات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے نمازی کو اپنی نماز جاری رکھنی چاہیے۔

اس کے بعد تعداد رکعت کا وسوسہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ایک رکعت پڑھی ہے حالانکہ دو رکعتیں پڑھ چکے ہوتے ہیں۔ کبھی خیال آتا ہے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں جب کہ تین پڑھی ہوتی ہیں۔ اس طرح کرتے کرتے کبھی کبھی نمازی دس پندرہ رکعتیں پڑھ جاتا ہے لیکن یہ وسوسہ اس کی جان نہیں چھوڑتا۔ بات پھر وہی کہ ان خیالات اور وسوسوں سے بچاؤ کا واحد ذریعہ اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنا ہے۔ جب انسان اس کی طرف رجوع کرتا ہے تو یہ سارے واہمے دُور ہو جاتے ہیں۔

جب روزوں کی باری آتی ہے تو پھر انسان کی آزمائش شروع ہو جاتی ہے۔ انسان سحری کا کھانا کھاتا ہے، لیکن شیطان پھر بھی وسوسہ ڈالتا ہے کہ تو نے روزے کی نیت نہیں کی، یا شبہ ڈالتا ہے کہ تو نے اپنی نیت توڑ لی ہے۔ ایسے موقع پر بھی انسان کو ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف ہی رجوع کرنا چاہیے اور شیطان مردود کی شر سے پناہ مانگنی چاہیے۔

عمرہ و حج کرنے والوں کو بھی اس صورتِ حال سے واسطہ پڑتا ہے۔ طواف اور سعی

کرتے ہوئے شیطان وسوسہ ڈالتا ہے کہ نیت نہیں کی، یا طواف اور سعی کرتے ہوئے وسوسہ آتا ہے کہ ابھی صرف تین یا چار چکر لگائے ہیں حالانکہ طواف اور سعی کے چکر مکمل ہو چکے ہوتے ہیں۔ ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو اس خبیث ولعین سے انسان کو محفوظ رکھ سکتی ہے۔

کبھی کبھی یہ صورتِ حال خانگی معاملات میں بھی دیکھنے میں آتی ہے۔ آدمی کے دل میں طرح طرح کے وسوسے اور توہمات در آتے ہیں۔ جب آدمی دروازہ کھولتا ہے تو خیال پیدا ہوتا ہے کہ میں تو اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہوں یا تلاوت کرنے کے لیے قرآن مجید کھولتا ہے تو پھر شیطان دل میں خیال ڈال دیتا ہے کہ تم تو اپنی بیوی کو طلاق دے چکے ہو۔ یہ ایسے خطرناک خیالات ہیں کہ انسان لاکھ کوشش کے باوجود ان سے چھٹکارا نہیں پا سکتا۔

البتہ ایک طریقہ ہے جو ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتلایا اور سمجھایا ہے کہ ان حالات میں انسان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور استغفار کرتے ہوئے ان خیالات سے پناہ مانگے۔

اگرچہ گزشتہ بالا باتوں پر عمل کرنا کسی بھی انسان کے لیے انتہائی مشکل ہے، لیکن صبر، ثواب کی اُمید اور شیطان مردود کی شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہنا ایسے ہتھیار ہیں جو انسان کی شخصیت اور قوتِ ارادی کو مضبوط بناتے ہیں۔ مشاہدے میں یہ بات بھی آئی ہے کہ شیطانی وساوس کی اس یلغار سے گھبرا کر بعض لوگ نماز اور دیگر عبادات ترک کر دیتے ہیں۔ افسوس! صد افسوس! یہی تو شیطان کی منشا ہے، یہی تو وہ چاہتا ہے۔ بعض بھائی کہتے ہیں کہ ان وسوسوں کی وجہ سے نیت کرنا، تکبیر کہنا اور سورۂ فاتحہ پڑھنا وغیرہ ان کے لیے انتہائی دشوار ہو جاتا ہے۔ اس کے جواب میں، میں یہی کہنا چاہوں گا کہ ان تمام معاملات میں صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے، اور اپنے روزمرہ معاملات کو حسب سابق انجام دینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ضرور آپ کو ان حالات سے نجات دے گا اور شیطان کو آپ سے دُور کر دے گا، لہٰذا ان معاملات میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرنا ہی مفید اور فائدہ مند ہو گا۔

آخر میں میں اپنے ان تمام بھائیوں کو مشورہ دوں گا جنہیں اس صورتِ حال سے واسطہ پڑا ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات پر عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ سے زیادہ سے زیادہ استغفار کریں اور ان خیالات و اوہام کو اپنے دل و دماغ سے جھٹک دیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام مریضوں کو ان گمراہ کن خیالات سے محفوظ و مامون رکھے اور تمام معاملات کو ان کے لیے آسان کر دے، کیونکہ وہی اکیلی ذات ہے جو انسان کو ان اُمور سے نجات دے سکتی ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

سوال:...... کیا وسوسہ اور جادو میں کوئی مشابہت ہے؟

جواب:...... جی ہاں! چونکہ یہ دونوں نفسیاتی بیماریاں ہیں اس لیے ان کے درمیان مشابہت بھی ہے۔ اگرچہ جادو سے کبھی کبھی جسمانی عوارض بھی لاحق ہو جاتے ہیں، لیکن جو جادو انسان کی سوچ اور فکر کو متاثر کرتا ہے وہ بہرحال وسوسے کے مشابہ ہوتا ہے۔

سوال:...... اگر کوئی آدمی وسوسے کی وجہ سے کسی حرام کام کا ارتکاب کر بیٹھے تو کیا اسے معذور سمجھا جائے گا یا اس کا مواخذہ ہوگا؟

جواب:...... دیکھیے! اس بارے میں اسلام ہماری مکمل راہنمائی فرماتا ہے۔ اس سلسلے میں اگر تو وہ آدمی وسوسے پر قابو پانے کی طاقت نہیں رکھتا تو یقیناً اس کا عذر قبول کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ﴾ (سورة البقره: ٢٨٦)

''اے ہمارے رب! اور ہم سے وہ چیز نہ اٹھوا جس (کے اٹھانے) کی ہم میں طاقت نہ ہو۔''

لیکن اگر وہ آدمی رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق یعنی استغفار و اعراض کے ذریعے اس وسوسے پر قابو پا سکتا ہے، اور پھر بھی وہ حرام کاموں میں پڑ جائے تو پھر اس کا کیا عذر ہوگا؟

سوال:...... آپ نے وسوسے کا بہت فائدہ مند علاج ذکر کیا ہے۔ ایک آدمی وسوسے

کی وجہ سے نماز کو بار بار دہراتا ہے، اسے ایک صاحب نے مشورہ دیا کہ وہ کچھ عرصے کے لیے نماز کو چھوڑ دے۔ یہ بتائیے کہ اس کا یہ مشورہ شریعت کی روشنی میں درست ہے؟

جواب:...... العیاذ باللہ! یہ مشورہ درست کیسے ہوسکتا ہے؟ اس آدمی نے وہ علاج بتایا ہے جو بیماری سے بھی زیادہ خطرناک ہے، یعنی نماز کو چھوڑ دینا۔ بغیر علم کے اس کا یہ مشورہ دینا اس آدمی کی جہالت کی دلیل ہے۔ رسول اللہ ﷺ جو تمام لوگوں سے زیادہ دلوں کی بیماریوں اور ان کے علاج سے واقفیت رکھتے تھے، انہوں نے تو یہ مشورہ نہیں دیا۔ اس کا صاف اور سیدھا مطلب تو یہ ہے کہ جو آدمی عقیدہ کے بارے میں وسوسوں کا شکار ہو جائے، اسے کہا جائے کہ پہلے تو کفر کر پھر دوبارہ اسلام قبول کر۔ جب کہ ایک عاقل اور مخلص مسلمان سے اس بات کی اُمید کرنا ہی محال ہے۔ اس لیے جس بندے نے یہ بات کہی ہے اسے میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ بغیر علم کے یہ فتویٰ دینے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سچے دل سے توبہ کرے۔ اسے اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دینا پڑے گا۔ جب کہ مریض کو میرا مشورہ ہے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں توبہ کرے اور نماز پڑھنا شروع کر دے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے جو واحد علاج بتایا ہے وہ یہی ہے کہ شیطان مردود کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی جائے اور ان خیالات کو ذہن سے جھٹک دیا جائے۔

سوال:...... یہ بتائیے کہ عورتیں وسوسوں کا زیادہ شکار کیوں ہوتی ہیں؟

جواب:...... اس کی ایک وجہ ہے، اور وہ ہے عورتوں کی فطری کمزوری اور نیکی و بھلائی کے کاموں میں ان کی رغبت۔ فطری کمزوری، بھلائی کی طرف رغبت اور عبادت کی پختگی وہ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے عورتیں وسوسوں کی زیادہ شکار ہوتی ہیں۔ بہت سے نوجوان بھی اس بیماری کا شکار ہیں اور ان میں بھی یہی وجوہات ہیں، یعنی قوتِ ارادی کی کمی اور نیکی کی رغبت۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یا سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا کہ یہودی کہتے ہیں کہ اپنی عبادات میں ہمیں وسوسوں کا سامنا نہیں کرنا پڑتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے دل عبادت میں مشغول ہوتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ

ہاں، یہودی صحیح کہتے ہیں، کیونکہ شیطان کو خانہ خراب سے کوئی واسطہ نہیں۔ یہود کے دل تو پہلے ہی تباہ و برباد ہو چکے، اس لیے شیطان ان کو نہیں ورغلاتا۔ کیونکہ یہ لوگ تو پہلے ہی اس کے دوست بن چکے، وہ تو ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کو اپنا پیروکار بنانا چاہتا ہے۔

یاد رکھئے! شیطان خوبصورت اور آباد گھروں میں نقب لگاتا ہے تاکہ انہیں برباد کر دے۔ اسی لیے وہ پکے اور سچے مسلمان کے دل میں شک کا بیج بوتا ہے تاکہ اسے اللہ تعالیٰ کے سیدھے اور سچے راستے سے بھٹکا دے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ بندہ خوش بخت ہے جو ان امراض کا شکار ہوتا ہے، اس آدمی کو تو مبارک باد دینی چاہیے کیونکہ اس کا ایمان مضبوط ہے جسے شیطان وسوسوں کے ذریعے کمزور کرنا چاہتا ہے، لیکن یہ بات ذہن میں رہے کہ جو علاج رسول اللہ ﷺ نے بتلایا ہے اس پر عمل کرتے رہنا چاہیے ورنہ شیطان بندے کو تباہ و برباد کر کے رکھ دے گا۔

سوال: ...... اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ یہ بتایئے کہ وسوسہ کی علامات کیا ہیں؟

جواب: ...... وسوسے اور وہم کی سب سے بڑی اور اہم علامت شک ہے، جس کی وجہ سے کبھی کبھی بات جھگڑے اور انکار تک بھی پہنچ جاتی ہے۔ وسوسے کا مریض وسوسے کا اتنا زیادہ شکار ہو جاتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں اس شک میں کیوں پڑوں؟ میں پہلی عبادت کو کالعدم قرار دے کر دوبارہ نئے سرے سے شروع کر لیتا ہوں، جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ ایک جاہل نے وسوسے کے مریض کو نماز چھوڑ دینے کا مشورہ دے دیا۔ یہ ایک بہت بڑا فتنہ ہے، بعض اوقات شیطان بندے کو طلاق کے شک میں مبتلا کر دیتا ہے۔ طلاق دی ہے، نہیں دی، اس شک کے چکر میں پڑ کر بندہ سوچتا ہے کہ اس سے تو بہتر ہے کہ میں اپنی بیوی کو صریحاً طلاق دے دوں تاکہ اس مخمصے سے تو جان چھوٹ جائے۔ یہ غلط سوچ ہے جو درست نہیں۔ بعینہٖ یہی صورتِ حال وضو کی ہے۔ نمازی کو شک پڑتا ہے کہ اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے تو وہ کہتا ہے کہ پھر کیا ہوا؟ میں نئے سرے سے وضو کر لیتا ہوں، حالانکہ یہ بات غلط ہے، کیونکہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کا واضح فرمان موجود ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "جسے

وضو ٹوٹنے کا شک ہو جائے تو وہ وضو کرنے کے لیے اس وقت جائے جب ہوا خارج ہونے کی آواز سن لے یا جب بُو محسوس کرے۔''

صرف شک کی بنیاد پر وضو کرنے کے لیے نہ چل دے بلکہ جب اسے آواز سے یا بُو سے یقین ہو جائے تو تب وضو کے لیے روانہ ہو۔

اس کے علاوہ سکون غارت ہو جانا اور سستی وتھکاوٹ رہنا بھی وسوسے کی علامات ہیں۔ یہ وسوسے اتنے خطرناک ہیں کہ بعض اوقات میاں بیوی میں جدائی ڈال دیتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ طلاق کے شک سے طلاق واقع نہیں ہوتی کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا واضح فرمان موجود ہے:

((لَا طَلَاقَ فِيْ إِغْلَاقٍ .))

''زبردستی کی کوئی طلاق نہیں۔''

یہی صورتِ حال اس شخص کی ہوگی جس پر جادو کر دیا جائے، یعنی اس شخص کی طلاق کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہوگا، اس لیے کہ معاملہ اس کے اختیار سے باہر ہے۔ ایسا شخص جو شدید غصے اور غضب کی حالت میں ہو اور پھر یہ وسوسہ پیدا ہو جائے کہ میں نے ایسی حالت میں طلاق دے دی، اس کی طلاق کا بھی اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ غصہ کی وجہ سے وہ اپنے ہوش وحواس میں نہیں تھا اور وہ نہیں جانتا کہ وہ کیا کہہ رہا تھا۔

سوال:...... کوئی آدمی کسی مکان میں رہائش پذیر ہوا اور اسے اس گھر میں آنے کے بعد کوئی تکلیف یا بیماری آ جائے تو وہ مکان کو بے برکت خیال کرتا ہے۔ کیا ایسی صورتِ حال میں وہ اپنا مکان تبدیل کر سکتا ہے؟

جواب:...... آپ کی بات درست ہے۔ بعض دفعہ آدمی کسی مکان میں رہائش پذیر ہوتا ہے یا کوئی سواری خریدتا ہے تو اسے بیان کردہ صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ وہ ان چیزوں میں بے برکتی رکھ دیتا ہے۔ ایسی صورتِ حال میں آدمی مکان کو بیچ بھی سکتا ہے اور تبدیل کر کے کسی دوسرے مکان میں بھی رہائش پذیر ہو سکتا ہے۔ ممکن

ہے کہ نئی جگہ میں اللہ تعالیٰ نے برکت اور خیر کثیر رکھی ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلشُّؤْمُ فِیْ ثَـلَاثٍ: اَلدَّار ، وَالْمَرْأَة ، وَالْفَرَس .))

''بے برکتی (اگر ہوسکتی ہے تو) تین چیزوں گھر، بیوی اور گھوڑے میں ہے۔''

ایسے ہی بعض دفعہ کچھ سواریاں بھی بے برکت ہوتی ہیں۔ اگر انسان کو ایسی صورتِ حال سے واسطہ پڑ جائے تو اسے ذہن میں رکھنا چاہیے کہ یہی اللہ تعالیٰ کی منشا و حکمت ہے۔ ہوسکتا ہے کہ نئی جگہ یا نئی سواری میں اللہ تعالیٰ نے کوئی فائدہ رکھا ہو جو اسے بعد میں حاصل ہو۔

سوال:...... محترم شیخ! ڈاکٹر کے کہنے کے مطابق ایک آدمی اعصابی امراض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے سخت تکلیف اور مشکل میں ہے۔ اس بیماری کی وجہ سے وہ والدین سے بدزبانی کرتا ہے، رشتہ داری کو منقطع کر دیتا ہے یا پشیمانی، خجالت اور خوف میں مبتلا رہتا ہے۔ تو کیا ایسے شخص سے شرعی احکام موقوف ہو جاتے ہیں اور کیا ایسے آدمی سے اعمال کی باز پرس ہوگی؟

جواب:...... ایسے آدمی سے احکام موقوف نہیں ہوں گے کیونکہ اس کی عقل سلامت ہے۔ ہاں اگر اس کے ہوش و حواس قائم نہ رہیں اور وہ اپنے اعمال پر قادر نہ رہے تو ایسی صورتِ حال میں شرعی احکام اس سے موقوف ہو جائیں گے۔ سوال میں مذکور شخص کو میرا مشورہ ہے کہ وہ کثرت سے استغفار کرے اور شیطان مردود کی شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اسے اس صورتِ حال سے نجات دے دیں گے۔

سوال:...... مجھ سے کچھ ایسی باتیں منہ سے نکل جاتی ہیں جن کو میں دینی لحاظ سے درست خیال نہیں کرتا، میں ان کو ناپسند کرتا ہوں پھر بھی پتا نہیں کیسے وہ باتیں میرے منہ سے نکل جاتی ہیں۔ مجھے اس صورتِ حال سے بچنے کا کوئی طریقہ بتائیے اور میری مدد کیجیے۔

جواب:...... میرے بھائی! جس مشکل کا آپ نے ذکر کیا ہے یہ سراسر شیطان کے وسوسے اور خیالات ہیں جو وہ آپ کے دل میں ڈالتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نا چاہتے ہوئے بھی یہ باتیں آپ کے منہ سے نکل جاتی ہیں۔ حالانکہ آپ ان باتوں پر رنجیدہ بھی ہیں اور

انہیں ناپسند بھی کرتے ہیں۔ ایسی صورتِ حال میں بس ایک ہی علاج کارگر ہے، وہ یہ کہ ان باتوں اور وسوسوں سے پرہیز کیا جائے، ان باتوں کو چھوڑنے کی طاقت اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے اور ان کے شر سے اللہ کی پناہ حاصل کی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور قرآنِ کریم کی تلاوت پر ہمیشگی اختیار کی جائے۔ ان باتوں پر عمل کرنے سے آپ ان شاء اللہ بہتری محسوس کریں گے۔ صحابہ کرام کے دریافت کرنے پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں بھی یہی مشورہ دیا تھا کہ شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کریں اور ان خیالات اور وسوسوں سے پرہیز کریں۔ آپ بھی ان باتوں پر عمل کر کے ان فاسد خیالات سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سوال:...... یہ فرمایئے کہ دل و دماغ میں کبھی کبھی جو بُرے خیالات اور وسوسے پیدا ہو جاتے ہیں تو کیا ان پر انسان کا مواخذہ ہوگا؟

جواب:...... میرے بھائی! انسان کے دل میں پیدا ہونے والے ان خیالات اور وسوسوں پر اس کا مواخذہ نہیں ہوگا کیونکہ یہ شیطان کی طرف سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس صورتِ حال کے بارے میں فرمایا کہ ''یہی تو حقیقی ایمان ہے۔'' ہاں، جب ایسی صورتِ حال سے سامنا ہو جائے تو شیطان مردود کی شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ ایک انسان کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ ان وسوسوں کے پیچھے بھاگے کیونکہ یہ نقصان دہ ہوتے ہیں۔

سوال:...... ایک بہن کہتی ہے کہ میں کوئی ایسا کام نہیں کرتی جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا ہو اور اس کے احکامات کی پابندی بھی کرتی ہوں۔ نماز، روزے کی پابندی بھی کرتی ہوں، لیکن مکہ مکرمہ میں آتے ہی صورتِ حال میرے لیے تکلیف دہ بن جاتی ہے۔ شیطان میرے دل میں طرح طرح کے خیالات ڈالتا ہے، کبھی یہ خیال آتا ہے کہ میں تو اہل جہنم میں سے ہوں۔ بعض اوقات میں کوئی ایسا کام کرنے لگ جاتی ہوں جو فضول ہوتا ہے۔ اسی طرح نماز میں آیات مجھ پر خلط ملط ہو جاتی ہیں۔ اس بارے میں میری راہنمائی فرمایئے کہ میں کیا کروں؟

جواب:...... میری اسلامی بہن! اللہ تعالیٰ شیطان کے بارے میں قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ ﴾ (سورۂ فاطر: ٦)

"بے شک شیطان تمھارا دشمن ہے تو اسے دشمن ہی سمجھو۔ وہ تو اپنے گروہ والوں کو صرف اس لیے بلاتا ہے کہ وہ بھڑکتی آگ والوں سے ہو جائیں۔"

یہ بات ذہن میں رکھیے کہ شیطان انسان کی پیدائش سے ہی انسان کا دشمن ہے۔ اسی لیے اس نے وسوسہ ڈال کر آدم وحوا علیہما السلام کو جنت سے نکلوا دیا تھا۔ یہ مردود ابن آدم کے پیچھے بھی مسلسل لگا رہتا ہے اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان کو سیدھے راستے کی روشنی سے نکال کر طریق جہنم کی تاریکی میں لا پھینکے۔ آپ کے مسئلے کا حل یہ ہے کہ جب آپ ایسے وسوسے محسوس کریں تو شیطان لعین کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں اور ان وسوسوں کو چنداں اہمیت نہ دیں۔ آپ دیکھیں گی کہ یہ وسوسے ختم ہو جائیں گے۔ یہ مسئلہ صرف آپ کو ہی درپیش نہیں ہے بلکہ بہت سے لوگ شیطان لعین کے اس وار سے ڈسے ہوئے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ ایمان وکردار کی مضبوطی ہے۔ شیطان مضبوط ایمان کو پسند نہیں کرتا اور چاہتا ہے کہ اس ایمان کو ختم کر دے یا کم از کم کمزور ضرور کر دے۔ جن لوگوں کے دل ایمان سے خالی ہوتے ہیں وہ تو پہلے ہی شیطان کے ہتھے چڑھے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ ابن عباس یا ابن مسعود رضی اللہ عنہم کے سامنے ذکر کیا گیا کہ یہود کہتے ہیں کہ نمازوں کے درمیان شیطان ہمیں تو وسوسے نہیں ڈالتا، تو انھوں نے جواب دیا کہ ہاں، وہ سچ کہتے ہیں، شیطان کو صراطِ مستقیم سے بھٹکے ہوئے دلوں کی کیا ضرورت ہے؟ شیطان تو ان لوگوں کو بھٹکانا اور پھسلانا چاہتا ہے جن کے دل اللہ تعالیٰ کے نور اور روشنی سے منور ہیں۔ معلوم ہوا کہ شیطانی وسوسوں کا آنا قوتِ ایمانی کی دلیل ہے۔

آپ اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں اور شیطان مردود سے اس کی پناہ مانگیں، ان شاء اللہ

آپ افاقہ محسوس کریں گی۔

سوال:...... یہ ایک بہن کا سوال ہے، وہ کہتی ہیں کہ میں نماز، روزہ، تلاوتِ قرآن کی پابندی کرتی ہوں اوراس کے ساتھ ساتھ اللہ، اس کے رسول اور آخرت کے دن پر بھی ایمان رکھتی ہوں، لیکن مجھے اس قسم کا خیال اکثر آتا ہے کہ میں کافرہ ہوگئی ہوں حالانکہ میں کفر کو بالکل بھی پسند نہیں کرتی۔ تو کیا اس قسم کے خیالات اور وسوسے کی وجہ سے واقعتاً وہ کافر تو نہیں ہو جاتی ؟

جواب:...... اے میری اسلامی بہن! جو خیال یا وسوسہ آپ کو پیش آیا ہے یہ شیطان اس وقت ڈالتا ہے جب انسان کی رغبت نیکی اور بھلائی کے کاموں کی طرف دیکھتا ہے۔ نیک کاموں سے روکنے کے لیے وہ ایسے وسوسے ڈالتا ہے کہ جن کا اعتقاد اگر انسان رکھے تو واقعی کافر ہو جائے، لیکن جو سچا اور پکا موحد مسلمان ہوتا ہے وہ ان خیالات کو خاطر میں نہیں لاتا اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کے ذریعے اپنا تعلق مضبوط کرتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی ایسی صورتِ حال سے واسطہ پڑا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

((اِنَّ هٰذَا صَرِيْحُ الْاِيْمَان .))

''بے شک یہی تو صریح ایمان ہے۔''

صریح ایمان کا مطلب ہے کہ پکا اور خالص ایمان۔ شیطان کبھی بھی بھٹکے ہوئے لوگوں کو نہیں بھٹکاتا بلکہ ان لوگوں پر محنت کرتا ہے جو اپنے دلوں کو نورِ ہدایت سے منور کیے ہوئے ہیں۔ اسی لیے ابن عباس یا ابن مسعود رضی اللہ عنہم نے یہودیوں کے بارے میں فرمایا تھا کہ شیطان گمراہوں کو کیا گمراہ کرے گا۔

اس لیے میرا آپ کو مخلصانہ مشورہ یہی ہے کہ صبر کریں اور توبہ و استغفار کے ذریعے اللہ سے اپنے تعلق کو مضبوط بنائیں۔

سوال:...... بہت سی احادیث ہیں جن میں بیان کیا گیا ہے کہ آخر زمانے میں انسان کو

غموں، تکلیفوں اور پریشانیوں سے واسطہ پڑے گا۔ تو ایسے کون سے اسباب ہیں کہ جن کو اختیار کر کے ایک مسلمان ان مصیبتوں سے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے؟ اور کیا انسان اپنے آپ کو دم کر سکتا ہے؟

جواب:...... میرے بھائی! سب سے پہلے تو یہ بات ذہن میں رکھیے کہ انسان کو جتنے بھی دُکھ اور تکلیفیں پہنچتی ہیں وہ اس کے گناہوں کا کفارہ اور عذاب سے نجات کا سبب بن جاتی ہیں، لیکن یہ فضیلت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب بندہ ان تکلیفوں پر صبر کرتا اور اللہ سے ثواب کی اُمید رکھتا ہے۔ صبر کرنے کے ساتھ ساتھ ان دعاؤں کو بھی اللہ سے مانگنا چاہیے جو رسول اللہ ﷺ نے غموں اور پریشانیوں کو دُور کرنے کے لیے اپنی اُمت کو سکھلائی ہیں مثلاً: سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دُعا پڑھا کرتے تھے:

((أَللّٰهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ ابْنُ عَبْدِكَ ابْنُ أَمَتِكَ نَاصِيَتِي بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاءُكَ ، أَسْئَلُكَ اَللّٰهُمَّ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ ، أَوْ أَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ ، أَوْ عَلَّمْتَهٗ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ ، أَوِسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدِكَ ، أَنْ تَجْعَلِ الْقُرْآنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَ نُوْرَ صَدْرِيْ وَجَلَآءَ حُزْنِيْ وَذِهَابَ هَمِّيْ .))

''اے اللہ! میں تیرا بندہ، تیرے بندے کا بیٹا اور تیری بندی کا بیٹا ہوں۔ میری پریشانی تیرے ہاتھ میں ہے، تیرا حکم مجھ پر جاری ہے، میرے بارے میں تیرا فیصلہ عدل ہے، میں تجھ سے تیرے ہر اس نامِ خاص کے ساتھ سوال کرتا ہوں جو تو نے خود اپنا نام رکھا ہے، یا اسے اپنی کتاب میں نازل کیا ہے، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھلایا ہے، یا علم الغیب میں اسے اپنے پاس رکھنے کو ترجیح دی ہے کہ تو قرآن کو میرے دل کی بہار اور میرے سینے کا نور اور میرے غم کو دُور کرنے والا اور میرے فکر کو لے جانے والا بنا دے۔''

اس دُعا کو پڑھنے سے غم اور پریشانیاں دُور ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں سیّدنا یونس علیہ السلام کی دُعا بھی نقل کی ہے جو آپ نے مچھلی کے پیٹ میں مانگی تھی:

﴿لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾

(الانبیاء: ۸۷)

''تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، یقیناً میں ظلم کرنے والوں سے ہو گیا ہوں۔''

جب سیّدنا یونس علیہ السلام نے یہ دُعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُـۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

(الانبیاء: ۸۸)

''تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے غم سے نجات دی اور اسی طرح ہم ایمان والوں کو نجات دیتے ہیں۔''

اس لیے غموں کو دُور کرنے والے دعاؤں کو کثرت سے پڑھنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں غموں اور تکلیفوں سے محفوظ رکھے، اور جہاں تک آپ کے دوسرے سوال کا تعلق ہے تو جی ہاں! انسان اپنے آپ کو دَم کر سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول کے بارے میں آتا ہے کہ آپ جب رات کو سونے کے لیے بستر پر آتے تو معوذات (سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق، سورۃ الناس مکمل سورتوں) کو پڑھ کر اپنے آپ کو دم کرتے اور دونوں ہاتھوں پر پھونک مار کر ہاتھوں کو چہرے اور جسم کے جن جن حصوں پر پہنچتے ان پر پھیرتے۔ اس سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ انسان اپنے آپ کو دَم کر سکتا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال:...... یہ بتائیے کہ وہ وسوسے اور خیالات جو انسان کے دین کے لیے انتہائی خطرناک ہوتے ہیں ان سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟

جواب:...... میرے بھائی! یہ بات یاد رکھیے کہ دلوں میں آنے والے وسوسے زیادہ تر طہارت و پاکیزگی اور نماز وغیرہ کے بارے میں ہوتے ہیں، ان کا باعث شیطان ہوتا ہے۔

اس کی کوشش ہوتی ہے کہ ان وسوسوں کے ذریعے دین و دنیا تباہ و برباد کر کے رکھ دے۔ ان کا علاج یہ ہے کہ شیطان مردود کی شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہوئے اصل کو بنیاد بنایا جائے، یعنی طہارت پر یقین رکھا جائے اور ان وسوسوں کو خاطر میں نہیں لانا چاہیے۔ شیطان تو خیالات ڈالے گا کہ تو نے نیت نہیں کیا یا تمہارا وضو نہیں ہوا، لیکن کبھی کبھی یہ وسوسے عقیدے، ایمان بالغیب، رب کی صفات، رسالت اور موت کے بعد زندہ ہونے کے بارے میں ہوتے ہیں۔ یہ وسوسے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔ ان کا علاج یہ ہے کہ دل و دماغ میں پیدا ہونے والے ان خیالات کو جھٹک دیا جائے اور ان کلمات کا ورد کیا جائے جو ایمان کے لیے مضبوطی کا باعث ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور غیبی اُمور میں زیادہ غور وفکر نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس سے ایمان کمزور ہوتا ہے۔

سوال:...... میرے دل میں شیطان کبھی کبھی اس قسم کے وسوسے ڈالتا ہے کہ فلاں فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ یہاں تک کہ میرے دل میں یہ خیال بھی پیدا ہونے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ اس صورتِ حال میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟

جواب:...... محترم بھائی! یہ وسوسہ صرف آپ کو ہی نہیں پیش آیا، رسول اللہ ﷺ نے اپنی اُمت کو اس بات کی خبر پہلے سے ہی دے دی ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ”شیطان آدمی کے پاس آتا ہے اور اس کے دل میں یہ خیالات پیدا کرتا ہے کہ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا؟ اس طرح کرتے کرتے خیال پیدا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا تھا؟ اس وسوسے کا فائدہ بخشش علاج بھی رسول اللہ ﷺ نے اپنی اُمت کو سکھلایا ہے۔ وہ علاج یہ ہے کہ ہم شیطان لعین کی شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں اور ان خیالات اور وسوسوں سے رُک جائیں۔ اس لیے جب بھی اس طرح کی صورتِ حال سے واسطہ پڑے تو ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)) پڑھنا چاہیے اور ان خیالات سے مکمل اعراض کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ضرور اس صورتِ حال سے نجات عطا فرمائے گا۔

سوال:...... یہ فرمائیے کہ کیا ایک مومن کو نفسیاتی مرض لاحق ہوسکتا ہے؟ اگر ہوسکتا ہے

تو اس کا شریعت میں علاج کیا ہے؟ کیونکہ موجودہ دور میں ڈاکٹر حضرات اس کا علاج انگریزی دواؤں سے کرتے ہیں۔

جواب:...... محترم بھائی! اس بات کو یاد رکھیے کہ انسان کو نفسیاتی امراض لاحق ہو سکتے ہیں، یہ عموماً مستقبل کا خوف اور ماضی کے غموں پر مشتمل ہوتے ہیں، یہ نفسیاتی امراض بھی جسم کو اتنا ہی نقصان پہنچاتے ہیں جتنا کہ دوسرے امراض۔ شریعت میں ان امراض کا نہایت شافی علاج موجود ہے۔ اس کا نہایت کامیاب علاج وہ ہے جو سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کوئی غم یا تکلیف پہنچتی تو آپ مندرجہ ذیل دعا پڑھا کرتے تھے:

((أَللّٰهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ ابْنُ عَبْدِكَ ابْنُ أَمَتِكَ نَاصِيَتِي بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاءُكَ ، أَسْئَلُكَ اَللّٰهُمَّ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ ، أَوِسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدِكَ ، أَنْ تَجْعَلِ الْقُرْآنَ رَبِيعَ قَلْبِي وَ نُورَ صَدْرِي وَجَلآءَ حُزْنِي وَذِهَابَ هَمِّي .))

”اے اللہ! میں تیرا بندہ، تیرے بندے کا بیٹا اور تیری بندی کا بیٹا ہوں۔ میری پریشانی تیرے ہاتھ میں ہے، تیرا حکم مجھ پر جاری ہے، میرے بارے میں تیرا فیصلہ عدل ہے، میں تجھ سے تیرے ہر اس نامِ خاص کے ساتھ سوال کرتا ہوں جو تو نے خود اپنا نام رکھا ہے، یا اسے اپنی کتاب میں نازل کیا ہے، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھلایا ہے، یا علم الغیب میں اسے اپنے پاس رکھنے کو ترجیح دی ہے کہ تو قرآن کو میرے دل کی بہار اور میرے سینے کا نور اور میرے غم کو دُور کرنے والا اور میرے فکر کو لے جانے والا بنا دے۔“

شریعت کا یہ علاج نہایت کامیاب وشافی ہے۔ اس کے علاوہ اس دعا کا ورد بھی کرنا چاہیے:

﴿ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿٨٧﴾ ﴾

(الانبیاء: ۸۷)

’’تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، یقیناً میں ظلم کرنے والوں سے ہو گیا ہوں۔‘‘

یہ سیّدنا یونس علیہ السلام کی دعا ہے جو انہوں نے مصیبت کے وقت مانگی تھی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اس مصیبت سے نجات دے دی تھی۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل کتب سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے:

* زاد المعاد — ابن قیم رحمہ اللہ
* الوابل الصیب — ابن قیم رحمہ اللہ
* الکلم الطیب — شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ
* الاذکار — امام نووی رحمہ اللہ

اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ملحوظ خاطر رکھنی چاہیے کہ جتنا ایمان کمزور ہو گا اتنی ہی شرعی علاج کو قبول کرنے کی قوت بھی کمزور ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ شرعی علاج کے بجائے انگریزی علاج پر یقین رکھتے ہیں، لیکن اگر ایمان مضبوط ہو گا تو شرعی علاج انتہائی کارگر اور شافی ثابت ہو گا۔ بلکہ اس کی تاثیر علاج سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ یہاں ہمیں صحابہ کرام کا ایک واقعہ یاد آ رہا ہے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ میں روانہ کیا تھا۔ یہ لوگ عرب کے ایک قبیلے میں پہنچے تو ان قبیلہ والوں نے ان کی مہمان نوازی کرنے سے انکار کر دیا۔ ابھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہاں ہی موجود تھے کہ ان کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا۔ قبیلے والوں نے مشورہ کیا اور کہا کہ ان لوگوں سے معلوم کرو شاید ان میں کوئی دَم کرنے والا ہو۔ صحابہ نے کہا کہ ہم تو اس وقت تک دَم نہیں کریں گے جب تک بکریاں طے نہ کر لیں۔

انہوں نے بکریاں طے کر لیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی گیا اور اس نے صرف سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کر دیا۔ سردار اس طرح بھلا چنگا ہو گیا کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہ تھا۔

آپ دیکھئے کہ سورۃ الفاتحہ نے کیسا زبردست اثر کیا کیونکہ یہ دَم کرنے والے صحابہ تھے کہ جن کا دل ایمان سے لبریز تھا۔ جب یہ صحابہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ نے صحابی سے پوچھا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ سورت دَم ہے یعنی اسے پڑھ کر دَم کیا جا سکتا ہے؟

لیکن فی زمانہ لوگوں کے ایمان کمزور ہو گئے اور لوگ ان آزمائشوں میں ظاہری اسباب کو ترجیح دینے لگ گئے ہیں۔ شرعی علاج کے بالمقابل آج درباری لوگوں کا غلبہ ہے جو لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھا رہے ہیں اور ان کے دین و ایمان سے کھلواڑ کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج دَم دُرود کا کوئی اثر دیکھنے میں نہیں آ رہا۔ ان میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو غلط قسم کے ورد، دَم اور وظیفے پڑھتے ہیں۔ یوں لوگوں کو دھوکا دے کر ان کے مال اور ایمان کی بربادی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ اللہ ان سے محفوظ و مامون فرمائے۔ آمین

ضمیمہ:

وسوسوں کا شرعی علاج

دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں ہے کہ جسے کوئی غم، دُکھ، تکلیف اور مصیبت لاحق نہ ہو۔ اس میدان میں ہر آدمی کسی نہ کسی آزمائش کا شکار ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ: جب ہم اللہ رب العالمین کی طرف سے آئی ہوئی آزمائشوں کے نتیجے میں حاصل شدہ دُکھوں اور غموں کا علاج اپنی عقل و تدبیر یا ناقص العلم لوگوں کے ٹونے، ٹوٹکوں سے کرنے لگتے ہیں تو مشاکل کم ہونے کی بجائے اور بڑھ جاتی ہیں۔ جن سے تنگ آ کر دیکھا گیا ہے کہ اکثر لوگ اللہ رب کبریا کی ذاتِ رحیم و کریم کے بارے میں نہایت گستاخانہ و نازیبا الفاظ کا استعمال کر کے اپنی آخرت تباہ کر بیٹھتے ہیں۔ اور بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو ہمت ہار کر اپنی زندگی سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

ایسے معاملات کہ جن کا تعلق انسانی جدو جہد، کاوش اور دائرہ اختیار سے باہر ہو، ان کے بارے میں تقدیر کے اچھا اور بُرا ہونے پر مکمل یقین محکم اور ایمان جازم رکھا جائے۔

خرابی اُس وقت واقع ہوتی اور مشکلات اُس وقت گھیرا تنگ کرنا شروع کر دیتی ہیں کہ جب ہم اپنی وسعت سے زیادہ اپنے آپ پر بعض کاموں کا بوجھ ڈال لیتے ہیں، اور ان میں سے بھی اکثر ایسے کام کہ جن کا انجام نہایت بھیانک ہوا کرتا ہے، انہیں اپنے اوپر سوار کر لیتے ہیں۔ اگر شروع سے ہی اعتدال کی راہ اختیار کیے رکھیں تو بے شمار مصائب ہم سے ضرور ٹلے رہیں۔ جب غلطیوں اور جرائم کی فصل خود کاشت کر لیتے ہیں تو اس کے نتائج اللہ رب کریم کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں۔ یہی سب سے بڑی غلطی ہے کہ جس کی وجہ سے مصیبتوں کے پہاڑ لوگوں کی راہِ حیات میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور جیسا کہ قرآن بیان کر رہا ہے، یہ اہل ایمان و اسلام کا شیوہ نہیں ہوا کرتا۔

اگر اپنی غلطیوں کی وجہ سے یا اللہ کی مشئیت سے یا ایمان کے تقاضے کے پیش نظر کبھی آزمائش آ بھی جائے تو ایک مومن مسلمان آدمی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ کوئی ایسی مشکل نہیں ہے جو آسان نہ ہو جائے مگر یہ ہے کہ آدمی کو نا اُمید و پریشان نہیں ہو جانا چاہیے، یعنی آزمائشوں کا مقابلہ نہایت جوانمردی سے کرنا چاہیے۔

مملکت سعودی عرب کے انتہائی معزز ومحترم بزرگ عالم دین علامہ وفضیلۃ الشیخ /عبدالرحمٰن بن ناصر السعدي رحمہ اللہ کہ جن کا شمار مملکت سعودیہ کے کبار علماء میں ہوتا تھا اور آپ دیگر بہت ساری کتب کے مؤلف ومصنف ہونے کے ساتھ ساتھ مفسر قرآن بھی تھے۔ ان کا یہ کتابچہ "الوسائل المفيده للحياة السعيدة" اسی موضوع سے متعلق ہے اور مملکت میں یہ کتابچہ بہت معروف ہے۔ اس کا ترجمہ ''قولِ ثابت اُردو شرح مؤطا امام مالک رحمہ اللہ'' کے مصنف وشارح و مؤلف کتب ھائے کثیرہ/ فضيلة الأخ/ ابو یحییٰ محمد زکریا زاہد حفظہ اللہ نے کیا ہے جن کے تراجم اپنی مثال آپ ہیں۔ اس کو ہمارے ادارہ ''الفرقان ٹرسٹ'' نے ''غم کا علاج'' نامی کتاب میں شائع کیا ہے۔ اس کی افادیت اور شرعی پختگی کی وجہ سے سوچا کہ اس کو اس کتاب میں بھی شامل کر دیا جائے تا کہ لوگ وسوسے کی وجہ سے پیدا ہونے والے غموں کا علاج شرعی طریقے سے کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے لوگوں کو فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ أَمَّابَعْد......

دورِ حاضر میں نفسیاتی ، روحانی اور جسمانی امراض میں بڑا اضافہ ہوا ہے۔ ان کی انواع و اشکال بھی مختلف ہیں۔ بہت سی ایسی نئی بیماریوں کا انکشاف ہوا ہے جو پہلے نہ تھیں۔ ان بیماریوں کے علاج کے لیے لوگوں نے بڑی کوششیں کیں ، اس میں اپنا مال اور وقت برباد کیا ، مگر اس کے باوجود دواخانے اور ڈسپنسریاں بھرتی گئیں اور بیماریوں میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ نہیں ہے کوئی طاقت اور قوت سوائے اللہ کے۔

یہ سب کچھ لوگوں کی ان امراض سے محافظت کے طریقوں سے غفلت کا نتیجہ ہے۔ دوسری جانب ان امراض سے دوچار ہونے کے بعد ان کے علاج کے صحیح طریقوں سے جہالت اور خاص طور پر شرعی جھاڑ پھونک کی کیفیت سے لاعلمی ہے۔

اسی لیے میں نے یہ مختصر رسالہ تحریر کرنے کے لیے سوچا تاکہ لوگوں کو بچنے کے طریقوں کی یاد دہانی ہو اور وہ صحیح علاج کرسکیں۔ اس نئی طباعت کے اخیر میں کچھ واقعات کا میں نے اضافہ کیا ہے جو بہت ساری بیماریوں میں شرعی دَم کی منفعت سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس اُمید کے ساتھ کہ اس کے لکھنے سے مقصد کی تکمیل ہو اور اللہ تمام مسلمان مریضوں کو شفا دے۔ آمین

وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّم عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْن .

ا......نفسیاتی بیماریاں اور اُن کا علاج

دورِ حاضر کی مادی زندگی میں ایسی ترقی ہوئی جو خیال اور بیان سے باہر ہے۔ لوگ اسی تہذیب وتمدن سے چمٹ کر رہ گئے ہیں۔ اکثریت کی یہی مقصود بن گئی۔ یہی ان کے علم کی انتہا اور سعادت وشقاوت کی مصدر ہے، اسی کے لیے لوگ مرتے اور جیتے ہیں۔

کفار ومشرکین کے لیے یہ کوئی انوکھی چیز نہیں کیونکہ وہ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ زندگی میں جانوروں کی طرح کھاتے اور لطف اندوز ہوتے ہیں۔ جہنم ان کا ٹھکانہ ہے۔ تعجب اس بات پر ہے کہ مسلمان اس غلط روش کو اپنائیں اور ٹیڑھے راستے پر چلیں، دنیا کی شہوات اور لذتوں سے لگ جائیں اور اس کی فانی زیب وزینت جمع کرنے میں مقابلہ کریں؟ اسے اپنی زندگی کا عظیم مقصد بنا لیں؟ اسی کے لیے کوشش کریں اور اس بات کو فراموش کر دیں کہ ان کی پیدائش ایک پاکیزہ کردار اور عظیم مقصد کے لیے ہوئی ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت ہے۔ اس کے راستے میں جہاد اور اس کی طرف لوگوں کو دعوت دینا ہے۔ دنیا اور اس کی ساری شہوتیں اور لذتیں اسی مقصود کو ثابت کرنے کے لیے وسیلہ ہیں۔

اسی لیے نتیجتاً عدمِ توازن پیدا ہوا۔ یہ لگاؤ بڑا قیمتی ہوتا ہے اور اس کی قیمت بڑی گراں ہے۔ لوگوں نے اس کے لیے اپنا چین وسکون قربان کیا، اپنا اطمینان وسعادت ختم کیا اور اپنی صحت وعافیت برباد کی۔ نتیجتاً دورِ حاضر کی بہت ساری نفسیاتی اور روحانی بیماریوں نے انہیں گھیر لیا۔ مثلاً: بے چینی، خوف، غم، بلڈ پریشر، ذیابیطس اور دیگر اعصابی اور مفاصل کی بیماریاں۔ پھر دائیں بائیں اور اندر باہر دوڑنا شروع کیا۔ جس میں اپنا مال بھی خرچ کرتے ہیں۔ اس کے بعد اپنی بیماریوں کے علاج کی تلاش میں ادھر اُدھر، دائیں بائیں، اندر باہر

دوڑنے لگے اور اس بیماری اور مصیبت کے علاج کے لیے روپیہ اور محنت صرف کرنے لگے۔
مگر ان کی کوششوں اور اخراجات کے باوجود خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا اور نہ ہی مکمل شفا ملی۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ ان حضرات نے ان بیماریوں سے شفا کی تلاش میں ایک گوشہ پر توجہ دی اور دوسرا گوشہ ترک کر دیا۔

انسان کی جسمانی بیماریوں کے علاج میں دواؤں، جڑی بوٹیوں اور آپریشنوں پر توجہ دی ۔اللہ پر ایمان، اس سے تعلق، قرآنِ کریم اور ذکر و دعا کے ذریعہ علاج کو فراموش کر دیا، جس سے انسان کو معنوی اور نفسیاتی قوت ملتی ہے۔ اور جس قوت سے غم خود کو بہت سی نفسیاتی اور جسمانی بیماریوں میں پڑنے سے بچا سکتا ہے، یا ان میں پڑنے کے بعد بآسانی ان سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔

اسی لیے آپ دیکھیں گے کہ ایک مسلمان جس کے اندر ایمان وتقویٰ ہوتا ہے وہ اکثر و بیشتر ان بیماریوں سے محفوظ ہوتا ہے۔ اسے دلی سکون رہتا ہے، خوش وخرم اور پر اُمید ہوتا ہے۔ بھلے اس کی زندگی میں مادی تنگی کیوں نہ ہو۔ چاہے وہ کچھ معاشرتی مشکلات وغیرہ سے دوچار ہو، جس سے کوئی بھی شخص محفوظ نہیں رہتا۔

دوسری جانب آپ دیکھیں گے ایک دُوسرا آدمی کہ جب اسے کوئی بیماری ہوتی ہے تو سب سے پہلے مشروع ایمانی دواؤں سے علاج کرتا ہے۔ کتاب وسنت سے علاج اخذ کر کے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ دیگر طبی سہولیات اپناتا ہے جن کا اثر اور نفع ثابت ہے۔ ان دونوں روحانی اور طبی دواؤں کے مجموعے سے اسے دنیا کی عافیت بھی (بحمد اللہ) حاصل ہوتی ہے اور آخرت میں اجر بھی (ان شاء اللہ) ملے گا۔

اسی لیے ہم مسلمان ایمانی تقویت کے انتہائی زیادہ حاجت مند ہیں۔ تاکہ امن و امان کی زندگی گزار سکیں، اور سعادت وقلبی اطمینان حاصل ہو۔

آیئے! ان نعمتوں سے لطف اندوز ہونے والوں کے بعض اقوال ہم سنتے ہیں:

❀ ایک شخص کہتا ہے: اگر بادشاہوں اور ان کے اہل وعیال کو ہمیں جو سعادت حاصل ہے

وہ معلوم ہو جائے تو اس کے لیے وہ ہم سے جنگ کریں۔

❁ دوسرا شخص کہتا ہے: سعادت و سرور کی ایسی گھڑیاں ہم پر گزرتی ہیں جن کے بارے میں خیال کرتا ہوں کہ اگر جنت والوں کو یہی چیز ملے گی تو ان کی زندگی بڑی خوش گوار ہو گی۔

❁ ایک اور شخص کہتا ہے: دل پر کچھ ایسے اوقات گزرتے ہیں جس میں دل اللہ کی انسیت و محبت میں خوشی سے جھوم اُٹھتا ہے۔ [1]

اس حقیقت کی مزید تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ بہت سے مغربی ممالک میں موجودہ علمی تحقیقات (جن کے ذکر کی گنجائش نہیں) نے وہی ثابت کیا جو ہمارے پرانے علما نے کہا ہے کہ انسان کی ایمانی قوت اور نفسیاتی سکون صرف نفسیاتی بیماریوں کے علاج اور سرور و سعادت ہی پر معاون نہیں بلکہ جسمانی بیماریوں کے لیے بھی بے حد مفید ہیں......!!

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان امراض سے بچنے اور شفا یاب ہونے کا طریقہ دو مرحلوں سے گزرتا ہے:

پہلا مرحلہ :......حفاظت اور بچاؤ کا مرحلہ۔ ایک مسلم مرد اور مؤمن عورت، چھوٹے اور بڑے کے لیے یہ انتہائی اہم ہے۔ اس کے لیے ہم سب کو خواہش کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بہت سی بیماریوں کے دفاع اور بچاؤ میں معاون ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے: اَلْوِقَايَةُ خَيْرٌ مِّنَ الْعِلَاجِ ...... بچاؤ اختیار کرنا علاج سے بہتر ہے۔

دوسرا مرحلہ :......علاج ہے۔ یعنی بیماری سے دوچار ہونے کے بعد اسے ختم کرنے کے لیے علاج کرنا۔ اور یہ شرعی جھاڑ پھونک اور دیگر نفسیاتی اور طبی علاجات کے ذریعہ ہوتا ہے۔

ان دونوں مرحلوں کی تفصیل آپ کے سامنے پیش کی جا رہی ہے۔

---

[1] دیکھیے: اغاثة اللهفان، ابن القیم: ۲/ ۲۸۳.

۲...... بیماریوں سے نفس کا بچاؤ

ایک مسلمان آدمی کا اسلامی تعلیمات اور اس کے قولی وفعلی آداب کا پابند ہونا اور ہر روز انہیں اپنی زندگی کے مختلف گوشوں میں نافذ کرنا۔ خواہ اس کا تعلق عبادات سے ہو یا اخلاقیات واجتماعیات وغیرہ سے۔ اللہ تعالیٰ نے جن عبادات واطاعت کا حکم دیا ہے انہیں بجا لانا اور تمام نافرمانیوں اور حرام کردہ چیزوں سے بچنا، یہ تمام چیزیں اللہ کے حکم سے قلبی سعادت کی ضامن ہیں۔ نفس کو تمام نفسیاتی، روحانی اور جسمانی مرض سے بچا سکتی ہیں۔

اسی لیے اسلام نے ہمیں تمام تعلیمات اور آداب، دعاؤں اور اذکار کو اپنانے کی دعوت دی ہے۔ جب ہم اس کے مکمل طور پر پابند ہو جائیں گے تو ان شاء اللہ نفسیاتی بیماریوں سے ہماری حفاظت کے لیے یہ ڈھال بنیں گے۔ شیطانی وسوسوں اور زندگی کی مشکلات سے بچاؤ کریں گے اور اس دنیا میں سعادت اور اطمینان ووقار کے ساتھ زندگی گزارنے کا سبب بنیں گے۔

بعض اہم وظائف واذکار

۱...... تمام واجبات پر عمل کرنا، خاص طور پر مردوں کے لیے پانچوں وقت کی نمازیں مسجد میں باجماعت اطمینان وخشوع کے ساتھ ادا کرنا۔

۲...... تمام گناہوں اور نافرمانیوں سے دُور رہنا، ان سے توبہ کرنا اور تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے بچنا۔ خاص طور پر اس زمانہ میں جس کا بہت سے لوگ ارتکاب کرتے ہیں۔ یعنی گانے اور میوزک سننا، فلم اور گندے ڈرامے دیکھنا جو دل میں ایمان کو کمزور کر کے نفاق پیدا کرتے ہیں۔ اور ایسے شخص پر جنات وشیاطین کو مسلط کر دیتے ہیں۔

۳...... پابندی کے ساتھ روز قرآنِ کریم کی تلاوت کرنا۔ [1]

---

[1] مثلاً ایک مسلمان شخص قرآنِ کریم کے چار صفحات پڑھنا شروع کرے، ہر مہینہ ایک ایک صفحہ بڑھاتا جائے یہاں تک کہ سولہ مہینہ بعد مکمل پارہ کی تلاوت تک پہنچ جائے گا، اور پھر یہاں سے ساری عمر اسی پر مداومت کرے۔

۴......صبح وشام کی دعائیں پڑھنا۔ [1]

۵......((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)) کا سومرتبہ ورد کرنا۔ [2]

''ترجمہ: نہیں ہے کوئی معبود برحق مگر اللہ۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہت اور اسی کے لیے تعریف ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

۶......احوال ومناسبات کی دعاؤں پر محافظت کرنا: مثلاً گھر میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعا، مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعا، سونے اور بیدار ہونے کی دعا...... وغیرہ۔

۷......ماثورہ دعاؤں کے ذریعہ اپنی حفاظت کا بندوبست کرنا، مثلاً:

ا......نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ ہر روز جب بستر پر جاتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا کر کے اس میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھ کر پھونکتے۔ پھر حسب استطاعت اپنے جسم پر ملتے۔ سر، چہرہ اور جسم کے اگلے حصہ سے شروع کرتے۔ اس طرح تین بار کرتے۔ [3]

ب......آپ ﷺ کا فرمان ہے: جس نے دن کے شروع میں یا رات کی ابتدا میں یہ دعا تین بار پڑھی:

((بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ))

---

[1] اگر مسلمان کو معلوم ہو جائے کہ اس میں کتنا بڑا اجر ہے اور برائیوں، حوادث اور دنیاوی آفات سے محفوظ رکھنے کا کتنا اثر ہے تو اسے کسی دن بھی ترک نہیں کرے گا۔

[2] جس نے یہ دعا دن میں سومرتبہ پڑھی جیسا کہ حدیث میں وارد ہے: اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا، سو نیکیاں اس کی لکھی جائیں گی، سو گناہ مٹا دیے جائیں گے، اس دن شام تک شیطان سے حفاظت کے لیے ڈھال ہوگی اور اس شخص سے افضل عمل کسی کا نہ ہوگا مگر اس شخص کا جس نے اس سے زیادہ پڑھا ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

[3] غور کیجیے کہ نبی کریم ﷺ جو ہر نفسیاتی بیماری اور جن وانسان کے شر سے محفوظ تھے مگر پھر بھی اس ذکر کے ذریعہ روز خود کو محفوظ کرنے پر مداومت کرتے تھے۔ کیا ہم زیادہ مستحق نہیں کہ محافظت کریں۔ جب کہ ہمیں ان برائیوں اور تکلیفوں کا ہر وقت خطرہ رہتا ہے۔

''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ وہ سننے اور جاننے والا ہے۔''

......تو اس دن یا رات میں اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ [1]

ج...... بچوں کی حفاظت کے لیے، خاص طور پر حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو شیطانی گزند سے محفوظ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے:

((أُعِيْذُ كُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ .)) [2]

۸......(بسم اللہ) کہنے کا خیال رکھنا اور کام کی ابتدا میں اسے نہ بھولنا۔ بلکہ اپنی زندگی کے تمام معاملات اور ہر موڑ پر پڑھنا تا کہ ہم جنوں کے شر اور ان کی تکالیف سے محفوظ رہ سکیں۔

۹...... ایسی اطاعت وعبادت جو دل میں ایمان کو بڑھاتی اور اللہ تعالیٰ سے رابطہ مضبوط کرتی ہے۔ ان کا پابند ہونا۔ مثلاً سنن رواتب، نماز وتر و چاشت، نماز تہجد، صدقہ و خیرات اور نفلی روزے وغیرہ۔

۱۰......بکثرت استغفار اور دعا کرنا، اور مختلف الفاظ میں اللہ کا ذکر کرنا اور اسی سے اپنا وقت پُر رکھنا۔

نفس کی ان امراض سے حفاظت کے یہ اہم طریقے ہیں۔ ان پر ہمیں محافظت کرنی چاہیے۔ اپنی تمام تر مشغولیات اور عذر کے باوجود ان کا پابند ہونا چاہیے تا کہ دلی سعادت اور نفسیاتی اطمینان وسکون ہمیں حاصل رہے اور تمام ظاہری و باطنی امراض سے ہم محفوظ رہیں۔

لیکن آج لوگوں کی سستی و کاہلی اور محافظت و بچاؤ کے مرحلہ میں کوتاہی کی وجہ سے خواہ خود اپنا معاملہ ہو یا بیوی بچوں کا، شیطان کے بہکانے اور دنیا کی لذتوں میں مشغولیت کی وجہ سے انہیں بہت ساری بیماریاں لاحق ہوگئی ہیں جن کے علاج اور شفا کے لیے خاص دوا کی ضرورت ہے۔ کم از کم نفس، جسم اور دل پر اس کے اثر اور ضرر کو کم کرنے کے لیے ضروری ہے۔

---

[1] امام احمد نے اسے روایت کیا، اور ابن ماجہ نے تصحیح کی ہے: ۳۳۲/۲۔

[2] صحیح بخاری

ان امراض میں مبتلا ہونے کے بعد ان کا مخصوص اور مفید علاج نہ تو ماڈرن دواؤں اور نفسیاتی ڈسپنسریوں کے معارض ہے نہ ہی ان سے کوئی چیز مانع ہے۔ اور وہ ہے ''شرعی جھاڑ پھونک'' کا طریقہ۔ امراض سے بچاؤ کا یہ دوسرا مرحلہ ہے جسے ہم آنے والے صفحات میں چند نقاط کے ذریعے بیان کریں گے۔

۳...... رقیہ کیا ہے؟

رقیہ سے مراد قرآنی آیات، مشکلات سے پناہ مانگنے والی دعائیں اور نبی اکرم ﷺ سے ثابت شدہ دعاؤں کا مجموعہ ہے۔ جسے مسلمان اپنے اوپر یا اپنے بیوی بچوں پر کسی نفسیاتی مرض کے علاج کے لیے پڑھتے ہیں۔ جنات اور انسانوں کی نظر بد سے بچنے کے لیے، یا شیطانی وسوسہ، جادو اور دوسری جسمانی بیماریوں سے شفایابی کے لیے پڑھتے ہیں۔

یہی شرعی رقیہ ہے۔ یہ جادو یا شعبدہ بازی نہیں جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ نہ ہی کوئی ناپسندیدہ بدعت ہے جس کی دین میں کوئی اصل نہ ہو۔

اسی لیے لوگوں کے ذہنوں میں جب رقیہ کا یہ غلط اور محدود مفہوم پیدا تو علاج اور شفا کی تلاش میں لوگ جادوگروں، شعبدہ بازوں اور دجالوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ حالانکہ مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق یہ کتنا پرخطر ہے؟ کسی سے یہ پوشیدہ نہیں، یا لوگوں نے اپنی مختلف بیماریوں کا علاج ترک کر دیا جس کی وجہ سے انہیں ایسی تکلیف ہوئی اور ایسے بُرے آثار ان کی زندگی میں رونما ہوئے جسے اللہ ہی جانتا ہے۔ یہ سب جہالت اور ان امراض میں رقیہ کی منفعت کو معمولی سمجھنے کی وجہ سے ہوا۔

۴...... شرعی رقیہ کیوں؟

شرعی رقیہ اور اسی سے ہی شفایابی طلب کرنے کی دعوت کیوں ہے؟

تو اس کا جواب مختصراً درج ذیل ہے:

۱...... یہ سنت ہے۔ ہم ان شاء اللہ آئندہ سطروں میں قرآن و حدیث سے اس کی دلیل ذکر کریں گے۔

۲......ذکر اور وظائف سے محافظت کی قلت کے سبب، ہم دیکھ رہے ہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت آج اللہ تعالیٰ کے ذکر اور دعاؤں سے محافظت طلبی میں غافل ہے۔ خواہ صبح و شام کی دعائیں ہوں یا کچھ مخصوص مواقع و مناسبات سے متعلق ہوں۔ فرض نمازوں کے بعد یا قرآنِ کریم کی تلاوت اور دعا و استغفار وغیرہ کا معاملہ ہو......اس کی کوتاہی کی وجہ سے دیکھا جاتا ہے کہ بجائے اس کے کہ مصیبت زدہ کی حفاظت ہو اور نظر بد لگانے والے کی تادیب ہو، بعض لوگ دوسرے کو بلا ارادہ نظر بد لگاتے ہیں خواہ آپس میں قریبی ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ اس طرح کہ دوسروں کی چیزیں حیرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ خاص طور پر اس وقت جب کوئی دوسرے کے لیے برکت کی دعا نہیں کرتا۔ [1] اور نہ اس وقت اللہ کا نام لیتا ہے۔

۳......لوگوں کے درمیان حسد عام ہونا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ بعض لوگ جب دوسروں کو دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کوئی نعمت عطا کی ہے مثلاً استقامت، ذہن، خوبصورتی، مال یا اولاد وغیرہ تو اس کے حسد و بغض کی پیاس بغیر اسے تکلیف پہنچائے نہیں بجھتی۔ پھر یا تو نظر بد کر دیتا ہے یا جادو کر دیتا ہے۔ ہم ان سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

۴......اپنے اندر پائی جانے والی بیماریوں کے علاج کے سبب۔ کیونکہ کبھی آدمی خود، یا اس کا کوئی بچہ یا رشتہ دار کسی روحانی یا نفسیاتی مرض میں مبتلا ہوتا ہے اور اسے معلوم نہیں ہوتا (جس کی بعض شکلیں اور علامتیں ہم آگے بیان کریں گے) خاص طور پر نظر بد جس کی انسان کے جسم میں سرعت تاثیر حدیث سے ثابت ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلْعَیْنُ حَقٌّ ، لَوْ کَانَ شَیْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَیْنُ .)) [2]

''نظر بد برحق ہے، اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جانے والی ہوتی تو نظر بد سبقت لے جاتی۔''

---

[1] یعنی ما شاء اللہ اور تبارک اللہ کہنا چاہیے۔

[2] صحیح مسلم: ۵۷۷۲.

اس میں مبتلا شخص اپنی زندگی میں مختلف قسم کی تکلیفیں اُٹھاتا ہے۔ اگر خود کا شرعی رقیہ سے علاج نہ کرے تو بسا اوقات مر بھی جاتا ہے ۔ جیسا کہ حدیث میں نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا:

((أَكْثَرَ مَنْ يَمُوْتُ مِنْ أُمَّتِي بَعْدَ قَضَاءِ اللّٰهِ وَقَدْرِهِ بِالْعَيْنِ)) [1]

"اللہ کی تقدیر و فیصلہ کے بعد سب سے زیادہ میری اُمت میں مرنے والے نظر بد کی وجہ سے ہوں گے۔"

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کوئی جسم حسد سے خالی نہیں ہوتا مگر کمینہ اسے ظاہر کر دیتا ہے اور نیک آدمی چھپائے رہتا ہے۔ [2]

۵......انسانوں پر جنات کے تسلط کے اسباب متوافر ہونا: دورِ حاضر میں ہم ایسے حالات پیدا کر دیتے ہیں جو جنات کے انسانوں پر تسلط کے سبب بنتے ہیں۔ مثلاً: نمازیں چھوڑنا، شہوت پرستی، معاصی اور منکرات میں پڑ جانا، جنوں کو ان کے گھروں میں تکلیف پہنچانا۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت برتنا، دعاؤں اور اذکار ماثورہ کے ذریعہ خود کو محفوظ نہ کرنا۔ اچانک سخت خوف کھانا، کسی معاملہ میں سخت غصہ ہونا یا کسی بھی معاملہ میں حد سے زیادہ خوش یا غمگین ہونا۔

۶...... یہ دوسرے اعمال صالحہ کے ساتھ روحانی سعادت اور دلی سکون حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ آج بہت سارے لوگ ماڈرن بیماریوں سے دو چار ہیں: جیسے حزن و ملال اور بے چینی وغیرہ۔ ان امراض کا سب سے نفع بخش علاج فرائض و اطاعات بجا لانے کے بعد شرعی رقیہ ہے۔

۷......اللہ تعالیٰ کے بعد یہ سب سے بہترین عمل ہے جو عمل صالح اور ایمان پر ثابت قدمی

---

[1] صحيح الجامع: ٤٠٢٢.

[2] فتاویٰ ابن تیمیه، کتاب السلوك: ١٠/١٢٢٥.

کے لیے معاون ہوتا ہے۔ کتنے لوگوں پر اطاعت بھاری ہو جاتی ہے۔ اور وقت پر نماز کی ادائیگی دشوار ہوتی ہے۔ کتنے لوگ ہدایت کے راستے سے منحرف ہو جاتے ہیں۔ معاصی اور گناہوں میں اسراف کرتے ہیں۔ اگر یہ لوگ نبوی نسخہ اپنائیں اور اس کی انہیں رہنمائی کی جائے تو ان شاء اللہ ان کے راستوں میں پیش آمدہ مشکلات میں مدد کی جا سکتی ہے۔ اور اطاعت کرنے، نیز محرمات سے بچنے اور دین پر استقامت میں ان کی معاون ثابت ہوگی۔

۸......اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کا نتیجہ قطعی ہوتا ہے۔ ہم یہاں وہاں ہسپتالوں اور دواخانوں میں ان نفسیاتی و جسمانی امراض کے علاج کے لیے کتنی دولت برباد کرتے ہیں اور کتنا وقت اور کوششیں رائیگاں کرتے ہیں۔ اگر ہم میں سے کسی سے کہا جائے کہ اس کا علاج دنیا کے آخری کونہ میں ہے تو وہاں بھی چلا جائے گا۔ یا فلاں قیمت سے ملے گا تو اسے خرید لے گا۔ مگر اس کے باوجود یہ نہیں سوچتا کہ ان اسباب کے ساتھ ایک اور سبب کا اضافہ کرلے۔ ممکن ہے اسی میں حقیقی شفا اور نفع بخش علاج ملے۔ اور وہ ہے شرعی رقیہ، جس کے لیے صرف تھوڑی سی کوشش، وقت اور صبر درکار ہے، جس کے استعمال سے اگر اجر وثواب اور صحت و عافیت حاصل نہیں ہوگی تو کوئی قابل ذکر خسارہ بھی نہیں ہو گا۔ (ان شاء اللہ)

۵......رقیہ (دَم جھاڑ) کی شرعی حیثیت

یہ چیز ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رقیہ کا حکم دیا، خود بھی کیا اور اس پر لوگوں کو برقرار رکھا۔ اس کی بہت ساری دلیلیں ہیں:

۱......سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جب کوئی شکایت ہوتی تو اپنے اوپر پڑھ کر پھونکتے، جب آپ کی بیماری نے شدت اختیار کر لی تو میں آپ پر پڑھتی اور حصولِ برکت کے لیے آپ ہی کا داہنا ہاتھ آپ کے جسم پر پھیرتی۔ [1]

---

[1] صحیح مسلم/ کتاب السلام حدیث: ٥٧١٤.

۲...... آپ ﷺ کا فرمان ہے: ((لَا بَأْسَ بِالرُّقَی مَالَمْ تَكُنْ شِرْكًا)) [1] ''رقیہ اگر شرک نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

۳...... آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَّنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ)) [2]

''جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو تو وہ فائدہ پہنچائے۔''

۴...... اس لونڈی کے لیے جس کے چہرے میں پیلا پن (زردی) تھی، آپ ﷺ کا فرمان: ((اِسْتَرْقُوْا لَهَا فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ)) [3] ''اس پر دم جھاڑ کرو کیونکہ اسے نظر بد لگ گئی ہے۔''

۵...... سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ نبی کریم ﷺ مجھے نظر بد جھاڑنے کا حکم دیتے تھے۔ [4]

۶...... جبرائیل علیہ السلام کا نبی اکرم ﷺ کا رقیہ کرنا ثابت ہے جس کا ذکر آئندہ سطور میں آئے گا۔

۶...... کیا رقیہ کسی مخصوص متعین مرض کے لیے ہے؟

ذہن میں یہ بات آ سکتی ہے کہ دَم جھاڑ نظر بد، جادو اور شیطانی وساوس وغیرہ کے لیے خاص ہے، دوسری جسمانی ،نفسیاتی یا روحانی بیماریوں میں اس کی کوئی تاثیر یا نفع نہیں۔ یہ بات درست نہیں بلکہ یہ رقیہ کے متعلق غلط تصور ہے جس کی تصحیح ضروری ہے تاکہ اپنی تمام حسی و معنوی بیماریوں کے علاج میں اس سے فائدہ اُٹھایا جا سکے۔

رقیہ کی تمام امراض میں منفعت پر قرآن و حدیث کی بہت ساری دلیلیں موجود ہیں۔ یہ کسی معینہ مرض کے ساتھ خاص نہیں، چند دلیلیں درج ذیل ہیں:

(ا) قرآنی دلیلیں:

---

[1] صحیح مسلم / کتاب السلام حدیث: ۵۷۳۲.

[2] صحیح مسلم/ کتاب السلام حدیث: ۵۷۲۷.

[3] صحیح بخاری / کتاب السلام حدیث: ۵۷۳۹.

[4] صحیح مسلم / حدیث: ۵۷۲۰.

قرآنِ کریم میں بہت ساری آیات ہیں جو بہت سی بیماریوں میں رقیہ کی منفعت پر دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً:

۱...... اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ﴾ (فصلت : ٤٤)

''آپ کہہ دیجیے کہ یہ تو ایمان والوں کے لیے ہدایت وشفا ہے۔''

۲......﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الاسراء: ٨٢)

''یہ قرآن جو ہم نازل کررہے ہیں مومنوں کے لیے سراسر شفااور رحمت ہے۔''

یہاں ﴿مِنْ﴾ بیان جنس کے لیے ہے۔ ایسی صورت میں مکمل قرآن شفا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے:

۳......اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (يونس : ٥٧)

''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لیے شفا ہے۔ رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے۔''

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''قرآنِ کریم تمام قلبی وجسمانی اور دنیاوی واُخروی بیماریوں کے لیے شفا ہے، مگر ہر شخص کو قرآن سے شفا حاصل کرنے کی توفیق نہیں ملتی ۔ اگر کوئی بیمار قاعدے سے سچائی وایمان داری، مکمل قبولیت اور پختہ یقین اور شرائط کی ادائیگی کے ساتھ اس کے ذریعے اپنا علاج کرے تو بیماری اس پر غالب نہیں آسکتی۔ بیماری آسمان وزمین کے رب کے کلام پر کیسے غالب آسکتی ہے جس کو اگر پہاڑ پر اُتارا جاتا تو وہ پھٹ جاتا اور زمین پر نازل کیا جاتا تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ۔تو کوئی بھی قلبی یا جسمانی بیماری ایسی نہیں جس کے بارے میں قرآن میں اس کے علاج اور طریقوں کے اسباب اور محافظت کی طرف رہنمائی نہ کی گئی ہو۔ مگر

جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو سمجھنے کی توفیق دی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں قلبی اور جسمانی بیماریوں کے علاج کا تذکرہ کیا ہے۔'' [1]

(ب) سنت نبوی کی دلیلیں:

ا...... جبرائیل علیہ السلام کا رقیہ کرنا بھی ثابت ہے۔ وہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو کہا: محمد! آپ کو تکلیف ہے؟ فرمایا: ہاں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا:

((بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ ، اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ ، بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ)) [2]

''ہر چیز کی تکلیف سے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر آپ کو دَم کرتا ہوں۔ ہر نفس کی بُرائی اور حسد کرنے والی آنکھ سے، اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے۔ اللہ کے نام کے ساتھ آپ کو رقیہ کرتا ہوں۔''

جبرائیل علیہ السلام کا فرمان: ((مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ)) تمام امراض میں رقیہ کی عمومیت کا فائدہ دیتا ہے۔

۲...... سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ ہم (اُمہات المؤمنین) میں سے جسے کوئی تکلیف ہوتی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور فرماتے:

((أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ ، اشْفه أَنْتَ الشَّافِي ، لَا شِفَاء إِلَّا شِفَاءُكَ ، شِفَاءً الا يُغَادِرُ سَقمًا)) [3]

''اے لوگوں کے پروردگا! اس تکلیف کو دُور فرما، اسے شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں، ایسی شفا عطا کر کہ کوئی بیماری نہ بچے۔''

اور یہ ہر بیماری اور تکلیف کے لیے عام ہے۔

---

[1] زاد المعاد: ٤/ ٦ ـ ٤/ ٣٥٢.

[2] صحيح مسلم / كتاب السلام حديث ٥٧٠٠.

[3] صحيح مسلم / حديث : ٥٧٠٧

۳......جنابِ عثمان بن ابی العاص الثقفی نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی کہ اسلام لانے کے بعد برابر ان کے جسم میں درد رہتا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنا ہاتھ جسم میں درد کی جگہ پر رکھو اور (بسم اللہ) تین بار کہو، اور سات مرتبہ کہو:

((أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ)) [1]

''اپنی تمام بیماریوں سے اللہ تعالیٰ کی عزت وقدرت کی پناہ چاہتا ہوں۔''

۴......عبدالرحمٰن بن اسود اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے زہریلی چیزوں (سانپ، بچھو) کے جھاڑ پھونک کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ہر زہریلی چیز میں جھاڑ پھونک کی اجازت دی ہے۔ [2]

۵......ایک انصاری کو بغل میں پھنسی ہوگئی۔ انہیں بتایا گیا کہ شفا بنت عبداللہ اس کا دَم کرتی ہیں۔ ان کے پاس آئے اور رقیہ کی درخواست کی۔ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! میں نے اسلام لانے کے بعد کوئی جھاڑ پھونک نہیں کی۔ انصاری صحابی نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور آپ کو اس کی خبر دی۔ نبی اکرم ﷺ نے شفا کو بلایا اور کہا: میرے سامنے وہ دُعا پڑھو۔ انہوں نے آپ کے سامنے دَم پڑھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: رقیہ کرواور اسے حفصہ رضی اللہ عنہا کو بھی سکھا دو جس طرح انہیں قرآن سکھایا ہے۔ [3]

اسی طرح اور دوسری حدیثیں بھی وارد ہیں جن کا اس مختصر رسالہ میں ہم تذکرہ نہیں کر سکتے۔ دورِ حاضر میں بعض جسمانی امراض میں رقیہ پر ہمیں تعجب ہوگا۔ یا یہ کہ رقیہ سے کیا اس میں بھی کچھ فائدہ ہوسکتا ہے؟ لیکن بخار کا دَم جھاڑ، بچھو کے ڈنک مارنے پر، پیشاب رُکنے، کسی بھی زخم اور دردِ سر وغیرہ کا رقیہ اس کی برکت پر دلالت کرتا ہے اس سے تمام امراض میں اس کے فائدہ بخش ہونے پر دلالت ہو رہی ہے۔ [4]

---

❶ مسند احمد: ۲۱۷/۴، صحیح مسلم: ۵۷۳۷ ❷ صحیح بخاری / حدیث: ۵۷۴۱.

❸ اسے امام حاکم رحمہ اللہ نے مستدرک میں روایت کیا اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

❹ رقیہ کے بارے میں مزید معلومات کے لیے دیکھیے: زاد المعاد۔ ابن القیم، ص: ۱۸۔ ۱۴۹، ج: ۴۔

(ج) بعض حقیقی واقعات:

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ: (مکہ میں میرے اوپر ایک وقت ایسا آیا کہ میں بیمار ہوگیا اس موقع پر نہ تو کوئی ڈاکٹر ملا اور نہ دوا ملی۔ اس وقت میں سورۂ فاتحہ سے اپنا علاج کرتا رہا۔ اس کی عجیب تاثیر میں نے دیکھی ۔ زمزم چند گھونٹ لے کر اس پر کئی بار پڑھتا پھر پی جاتا، جس سے مجھے مکمل شفا یابی ہوگئی۔ پھر بہت سی تکلیفوں میں اسی پر اعتماد کرنے لگا اور مکمل فائدہ ملتا۔ جس کو بھی کوئی تکلیف ہوتی اس کے لیے میں یہی نسخہ بیان کرتا جن میں سے اکثر لوگوں کو جلد شفا مل جاتی۔ [1]

کتاب کے آخر میں ہم دورِ حاضر کے بعض واقعات ذکر کریں گے جسے صاحب واقعہ ہی نے بہت سی بیماریوں سے شفا یابی کے سلسلے میں شرعی دَم جھاڑ کے فوائد کے بارے میں بیان کیا ہے۔

۷...... رقیہ اور جائز علاج

شرعی دَم کی طرف دعوت اور تمام امراض سے شفا یابی کے حصول کے لیے کوشش کرنے کے ساتھ یہ بیان و وضاحت ضروری ہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ڈاکٹروں کی طرف رجوع کر کے جائز علاج کرانا اور نفع بخش دوائیں استعمال کرنا یا قابل اعتماد نفسیاتی دواخانوں کا مراجعہ کرنا ناجائز ہے۔ ایسی بات ہرگز نہیں ، بلکہ یہ سب جائز اور مشروع ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی علاج کیا اور اس کا حکم بھی دیا ہے۔ مثلاً:

ابن ابی خزامہ کی روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! رقیہ جس سے ہم جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور دوائی جس سے ہم دوا کرتے ہیں اور بچاؤ کے اسباب جن کے ذریعے ہم بچتے ہیں کیا یہ سب اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو ٹال سکتی ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((هِيَ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ)) [2] ''یہ بھی تو اللہ کی تقدیر سے ہے۔''

---

[1] زاد المعاد: ۴/ ۱۷۸.

[2] اسے امام احمد اور امام ترمذی رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔

تو یہ حدیث بقول امام ابن قیم رحمہ اللہ اسباب اور اس کے لوازمات کے جائز ہونے پر دلالت کرتی ہے اور اس سے انکار کرنے والے کی تردید کرتی ہے۔

اسی طرح عرب دیہاتیوں کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب انہوں نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! کیا ہم علاج کرائیں؟ آپ نے فرمایا:

((نَعَمْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ! تَدَاوَوْا فَإِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ لَمْ یَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً إِلَّا دَاءً وَاحِدًا. قَالُوْا: مَا هُوَ؟ قَالَ: اَلْهَرَمَ.)) [1]

’’ہاں اے اللہ کے بندو! علاج کرواؤ، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی پیدا نہیں کی جس کی دوا نہ بنائی ہو سوائے ایک بیماری کے۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ’’وہ بڑھاپا ہے۔‘‘

تو جیسا کہ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس حدیث میں اور اسی طرح کی دوسری حدیثوں میں واضح دلیل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علاج کا حکم دیا اور یہ توکل کے منافی نہیں۔ جس طرح بھوک، پیاس، گرمی اور سردی وغیرہ کی تکلیف سے بچاؤ کرنا ممنوع نہیں۔ بلکہ حقیقت توحید بغیر اسباب اپنائے پوری ہو ہی نہیں سکتی۔ جن کے مسببات کے لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں شرعی طور پر مقدر کیا ہے، اسے ترک کرنا توکل کے لیے معیوب ہے۔ جس طرح امر وحکمت کے لیے قادح ہے اور اسے کمزور کر دیتی ہے جب کہ اس کا ترک کرنے والا سمجھتا ہے کہ ترک کرنا توکل کے لیے قوی تر ہے۔ [2]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((اَلشِّفَاءُ مِنْ ثَلَاثٍ: شربة عسل، وشرطة محجم، وكيّة نار، وأنا أنهى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّ بِالنَّارِ)) [3]

---

1. امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابن ماجہ میں اس کو ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔ رقم الحدیث: ۲۷۷۲۔
2. زاد المعاد، ابن القیم: ۴/ ۱۱.
3. صحیح بخاری

" شفا تین چیزوں میں ہے: شہد پینے میں ، پچھنا لگوانے میں اور آگ سے داغنے میں، مگر میں اپنی اُمت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔"

یہ نص صریح جو اس بات پر دلیل ہے کہ شفا کے اسباب میں سے شہد، پچھنا لگوانا اور داغنا ہے۔تو جس طرح رقیہ مشروع ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفا کے اسباب میں سے ہے اسی طرح شہد، پچھنا لگوانا، اور داغنا بھی رسول اکرم ﷺ کے فرمان کے موجب اسبابِ شفا میں سے ہیں۔

ان احادیث سے قابل اعتماد، لائق ڈاکٹروں کے پاس جانے کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے، جنہیں قدرت ومہارت ہو، جو بیماری کی تشخیص پر معاون ہوں۔ دواؤں اور نفع بخش جائز جڑی بوٹیوں کی بھی مشروعیت ثابت ہے۔مگر عمومی طور پر علاج کے لیے علاج الٰہی (شرعی رقیہ) اور عصری دواؤں، طبی دوائیں اور زمین کی جڑی بوٹیوں کا اکٹھا کر لینا افضل ہے۔ [1]

دونوں علاجوں کے مابین جمع کی مشروعیت کی دلیل نبی کریم ﷺ کا فعل ہے جب آپ کو دورانِ نماز بچھو نے ڈنک مار دیا تھا تو فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ مَا تَدَعُ نَبِيًّا وَلَا غَيْرَه .))

بچھو پر اللہ کی لعنت ہو جو نبی کو چھوڑتا ہے نہ کسی دوسرے کو۔"

راوی بیان کرتے ہیں پھر آپ ﷺ نے برتن منگوایا جس میں پانی اور نمک تھا اور ڈنک ماری ہوئی جگہ کو پانی اور نمک میں رکھتے اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور معوذتین پڑھتے یہاں تک کہ آرام ہو گیا۔ [2]

۸...... رقیہ کا فائدہ کب ہوتا ہے؟

اس سوال کا جواب دینا بڑا اہم ہے۔ کیونکہ آدمی جب کبھی خود اپنا رقیہ کرتا ہے یا دوسروں کا کرتا ہے، مگر متوقع اثر یا جلد شفا نہیں پاتا، اس وقت اس کے دل میں رقیہ کی منفعت کے متعلق

---

[1] مَهْـلًا أَيُّهَا الرقَاة / لعلي بن محمد ياسين، ص: ١٠٤.

[2] سلسلة الاحاديث الصحيحة للألباني رحمه الله: ٥٤٨.

شک پیدا ہوتا ہے اور معترضانہ سوال کرتا ہے کہ جو لوگ اس رقیہ کی منفعت کے قائل ہیں ان کی بات کہاں گئی؟ وہ دل میں سوچتا ہے کہ میں نے خود اپنا رقیہ کیا مگر مرض میں کوئی شفا یابی نہیں دیکھی اور نہ حالت میں کوئی تبدیلی آئی؟ اس قسم کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یہاں ایک باریکی ہے جسے سمجھنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ قرآنی آیات، اذکار، دُعائیں جن کا شفا کے لیے رقیہ کیا جاتا ہے، بلاشبہ یہ بذاتِ خود نفع بخش اور باعث شفا ہیں۔ مگر ان کی قبولیت اور ان کا اثر، عمل کرنے والے کی قوت کا متقاضی ہے۔ تو جب بھی شفا میں تاخیر ہو یہ فاعل کی تاثیر میں کمی یا منفعل کی عدم قبولیت کی وجہ سے ہوتا ہے، یا کسی اور قوی مانع کے سبب جو دوا کی کامیابی سے مانع ہوتا ہے۔'' [1]

پھر دوسری جگہ زاد المعاد میں فرمایا:

''رقیہ سے علاج کرنے کے لیے دو چیزیں چاہئیں: ایک چیز مریض کی طرف سے اور دوسری معالج کی طرف سے۔ مریض کی جانب سے قوت نفس پر ضبط اور اللہ تعالیٰ کی طرف سچا لگاؤ ہونا چاہیے۔ اور اس بات کا پختہ یقین کہ قرآنِ کریم مومنوں کے لیے باعث شفا اور رحمت ہے۔ صحیح طریقہ سے دعا کروانا جس پر زبان و دل کا اتفاق ہو۔ کیونکہ رقیہ ایک قسم کی لڑائی ہے اور لڑائی کرنے والا بغیر دو چیزوں کے کامیاب نہیں ہوسکتا:

اوّل:...... ہتھیار بذاتِ خود عمدہ ہو۔ دوم:...... کلائی اور بازو طاقت ور ہوں۔

جب بھی ان میں سے کوئی چیز معدوم ہو گی ہتھیار کا کوئی خاص فائدہ نہیں ہو گا۔ پھر اگر دونوں چیزیں معدوم ہوں تو کیا ہو گا؟ جب دل توحید، توکل، تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ سے عاری ہو، پھر کہاں کوئی ہتھیار رہ گیا۔

---

[1] الجواب الکافی / ابن القیم، ص: ۳۸.

اسی طرح معالج کی جانب سے بھی دونوں چیزیں ہونی چاہئیں (یعنی قرآن وسنت)'' [1]

۹......رقیہ (دَم جھاڑ) کی شرطیں

۱...... رقیہ اللہ تعالیٰ کے کلام، یا اس کے اسماء وصفات یا ماثور دعاؤں کے ذریعے ہو۔

۲...... فصیح عربی زبان میں ہو اور ایسے کلمات سے جن کے معنی معروف ہوں۔

۳......رقیہ کرنے والا یہ اعتقاد رکھے کہ یہ بذاتِ خود فائدہ نہیں دے سکتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے فائدہ ہوتا ہے۔

۴...... رقیہ کسی حرام یا بدعی شکل میں نہ ہو۔ مثلاً دَم جھاڑ باتھ روم میں یا مقبرہ میں ہو۔ یا رقیہ کرنے والا اس کے لیے کوئی وقت خاص کر رکھے۔ یا ستاروں اور سیاروں کو دیکھ کر رقیہ کرے۔ یا رقیہ کرنے والا اجنبی ہو۔ یا مریض کو جنابت کی حالت میں آنے کا حکم دے۔

۵......رقیہ کرنے والا کوئی جادوگر، کاہن یا عراف نہ ہو۔

۶...... رقیہ کسی حرام عبارت یا حرام رموز واشارات پر مشتمل نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حرام چیز میں شفا نہیں رکھی ہے۔ [2]

۱۰......علامات اور اشکال

اگر یہ تمام علامتیں یا ان میں سے بعض پائی جائیں یا کوئی ایک علامت بیداری یا نیند کی حالت میں غیر فطری شکل میں رونما ہو۔ مثلاً: بار بار ہو، یا اس کی قوت واضح ہو تو یہ اس بات پر دلیل ہے کہ آدمی کو شرعی دَم اور دیگر عصری دواؤں اور نفسیاتی دواخانوں سے مراجعہ کی ضرورت ہے۔ان علامتوں کے ذکر کے ساتھ ایک اہم معاملہ کی طرف اشارہ ضروری ہے۔ وہ یہ کہ ان علامات کو ذکر کر کے نفس میں کسی بیماری کا وہم اور شک پیدا کرنا مقصود نہیں جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ بلکہ ہمارے ذکر کرنے کے دو مقصد ہیں:

اوّل :......اگر آدمی میں یہ علامات نہ پائی جائیں تو اپنے رب کی حمد وشکر کرنا چاہیے کہ

---

[1] زاد المعاد/ ابن القیم : ٤/ ٥٤.

[2] الرّقى عَلَى ضَوْءِ عَقِيْدَة أَهْلُ السُّنَّة وَالجَمَاعَة/ د۔ علي بن نفيع العلياني.

اس نے بہت سی نعمتوں سے نوازا، جن میں سے ان امراض سے سلامتی بھی ہے۔

دوم :......اگر ان میں کوئی علامت پائی جائے اور خود اپنا یا کسی اور کا علاج کرنا چاہے تو یہ شرعی دَم اور قابل اعتماد رقیہ کرنے والوں سے ہونا چاہیے، نہ کہ شعبدہ بازوں، جادوگروں اور کاہنوں سے۔ کیونکہ ان کے پاس جانا حرام ہے اور یہ انسان کو شرک تک پہنچا دیتا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ اگرچہ وہ جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے پاس تمام امراض کا زود اثر علاج موجود ہے۔ ہمیں ان سے خبردار رہنا اور بچنا چاہیے۔

روحانی اور نفسیاتی امراض کی علامتیں اور اشکال درج ذیل ہیں:

۱...... اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اطاعت سے اعراض کرنا، خاص طور پر نماز سے دُور رہنا۔

۲...... دائمی دردِ سر جس کا کوئی جسمانی سبب نہ ہو۔

۳......سخت غصہ کے حالات کہ انسان اپنے ارادہ و زبان پر کنٹرول سے باہر ہو جائے۔

۴......ذہنی انتشار۔ ۵......غیر فطری طور پر کثرت نسیان۔

۶...... سخت کاہلی کے ساتھ پورے جسم میں تھکاوٹ محسوس کرنا۔

۷......رات میں نیند کا اُچاٹ ہو جانا، اور بآسانی نیند نہ آنا۔

۸......ہمیشہ غم و اضطراب اور تنگ دلی محسوس کرنا۔

۹......بلا سبب رونا یا ہنسنا۔ ۱۰......ڈراؤنے خواب دیکھنا۔

۱۱......زیادہ شرمانا اور لوگوں سے تنہائی پسند کرنا۔

۱۲......گھر میں یا اہل و عیال کے ساتھ بیٹھنے کو ناپسند کرنا، یا ان کے ساتھ سختی سے پیش آنا اور گھریلو مشاکل کا بہت زیادہ رونما ہونا۔

۱۳......انسان کا سلبی تغیرات میں پڑنا جب کہ کامیابی اور استقرار اس کا شیوہ تھا۔

۱۴......جسم کے کسی حصہ میں کسی خاص مرض کا پیدا ہونا جس سے جدید دوائیں یا نفسیاتی علاج کارگر نہ ہو رہے ہوں، جیسے کینسر، جسم کی اینٹھن، زکام، الرجک وغیرہ...... [1]

---

[1] دیکھیے: دَلِیْلُ المعَالِجِیْن بِالْقرآنِ الکریم / ریاض محمد سماحة، ص: ١٤.

١١......آپ خود اپنے معالج ہیں

میرے پیارے بھائی! اگر آپ اپنی زندگی میں دَم، جھاڑ کی منفعت کے قائل ہیں تو آپ کو کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں کہ وہ آپ کو دَم کرے۔ بلکہ آپ بذاتِ خود اپنا رقیہ کر سکتے ہیں اور یہ کئی طرح سے افضل اور مفید ہے:

اوّل :......اللہ تعالیٰ پر توکل کا اعلیٰ درجہ یہی ہے کہ آپ شفا اور صحت و عافیت صرف اللہ تعالیٰ سے طلب کریں، کیونکہ یہ دعا کی ایک قسم ہے۔

دوم :......انسان کا اپنا رقیہ خود کرنا اخلاص کا زیادہ باعث ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف التجاء وتضرع اس میں زیادہ پائی جاتی ہے، اسی لیے اس میں نفع زیادہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفا جلد ملتی ہے۔

سوم :......یہ رات اور دن میں ہر وقت آپ کے پاس موجود ہوتا ہے۔ جب کہ دوسرے رقیہ کرنے والوں کا خاص وقت ہوتا ہے، اور ان کے پاس آنے جانے میں دلی تنگی محسوس ہوتی ہے۔ مال اور وقت کی بربادی الگ سے ہوتی ہے۔ ہاں البتہ وہ شخص جس کی کوئی خاص حالت ہو یا کسی مرض سے وہ عاجز آچکا ہو تو اسے کسی قابل اعتماد دَم کرنے والے کے پاس جانا چاہیے، تاکہ اللہ کے حکم سے مرض سے شفا یابی میں اس کی مدد کر سکے۔

١٢......رقیہ (جھاڑ پھونک)

یہاں کچھ قرآنی آیات اور مسنون دعائیں بطورِ اختصار ذکر کی جاتی ہیں جو مصیبت یا مرض کے وقوع پذیر ہونے پر ازالہ اور علاج کے لیے پڑھی جاتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مذکورہ مصیبت آنے سے پہلے نفس کی حفاظت کے لیے مختلف اعمال اور اذکار کا پابند بھی ہونا چاہیے۔ جو شخص کسی خاص مرض کے علاج کے لیے مزید معلومات چاہے تو اسے رقیہ کی معتمد کتابوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

قرآنی آیات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

۱ .... ﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ۝ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۝ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ۝﴾ (الفاتحۃ: ۱ تا ۷)

''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا، بدلے کے دن کا مالک ہے۔ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھی اور سچی راہ دکھا، ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا۔ ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی۔''

۲ .... ﴿الٓمّٓ ۝ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ ہُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ۝ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَیُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ۝ وَالَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَآ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَمَآ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ وَبِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ۝ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ہُدًی مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝﴾ (البقرۃ: ۱ تا ۵)

''الم، اس کتاب کے اللہ کی کتاب ہونے میں کوئی شک نہیں۔ پرہیزگاروں کو راہ دکھانے والی ہے۔ جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ کی طرف اُتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اُتارا گیا اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح اور نجات پانے والے ہیں۔''

۳ .... ﴿وَاتَّبَعُوۡا مَا تَتۡلُوا الشَّیٰطِیۡنُ عَلٰی مُلۡکِ سُلَیۡمٰنَ وَمَا کَفَرَ سُلَیۡمٰنُ وَلٰکِنَّ الشَّیٰطِیۡنَ کَفَرُوۡا یُعَلِّمُوۡنَ النَّاسَ السِّحۡرَ وَمَآ اُنۡزِلَ عَلَی الۡمَلَکَیۡنِ بِبَابِلَ ہَارُوۡتَ

وَمَارُوْتَ ط وَمَا یُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰی یَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ط فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ط وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ط وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ط وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ط لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿ (البقرہ: ۱۰۲)

”اور جس چیز کے پیچھے لگ گئے جسے شیاطین حضرت سلیمان کی حکومت میں پڑھتے تھے۔ سلیمان نے تو کفر نہیں کیا تھا بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا اور وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔ اور بابل میں ہاروت و ماروت دو فرشتوں پر جو اُتارا گیا تھا وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں تو کفر نہ کر۔ پھر لوگ ان سے وہ سیکھتے جس سے خاوند اور بیوی میں جدائی ڈال دیں۔ دراصل وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ یہ لوگ وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچائے اور نفع نہ پہنچا سکے۔ اور وہ بالیقین جانتے ہیں کہ اس کے لینے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور وہ بدترین چیز ہے جس کے بدلے وہ اپنے آپ کو فروخت کر رہے ہیں، کاش کہ یہ جانتے ہوتے۔“

۴.... ﴿فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴾ (البرہ: ۱۳۷)

”اللہ تعالیٰ ان سے عنقریب آپ کی کفایت کرے گا اور وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔“

۵.... ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ج لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ط لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّذِىْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ج وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَىْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ج وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ج وَ لَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ج وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴾

(البقرہ: ۲۵۵)

”اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور سب کا تھامنے والا

ہے۔ جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند، اس کی ملکیت میں زمین اور آسمان کی تمام چیزیں ہیں۔کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے۔ وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی کرسی کی وسعت نے زمین و آسمان کو گھیر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت سے نہ تھکتا ہے اور نہ اُکتاتا ہے۔ وہ تو بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔''

٦ .... ﴿ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ؕ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ؕ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○﴾ (البقرة: ٢٨٤ تا ٢٨٦)

''آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اسے تم ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ تعالیٰ اس کا حساب تم سے لے گا۔ پھر جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے سزا دے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُتری اور مومن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے۔ انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب! اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، جو نیکی کرے وہ اس کے لیے اور جو برائی کرے وہ اس پر ہے۔

اے ہمارے رب! اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو ہمیں نہ پکڑنا۔ اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا، اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہ ہو اور ہم سے درگزر فرما اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر، تو ہی ہمارا مالک ہے، ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما۔"

۷.... ﴿الٓمّٓ ٥ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ٥ نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ ٥ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ط اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ط وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُوانْتِقَامٍ ٥ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰى عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ٥﴾

(آل عمران: ١ ـ ٥)

"الم، اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ اور سب کا نگہبان ہے۔ جس نے آپ پر حق کے ساتھ اس کتاب کو نازل فرمایا ہے جو اپنے سے پہلے کی تصدیق کرنے والی ہے۔ اسی نے اس سے پہلے تورات اور انجیل کو اُتارا تھا، اس سے پہلے، لوگوں کو ہدایت کرنے والی بنا کر اور قرآن بھی اسی نے اُتارا ہے جو لوگ اللہ کی آیتوں سے کفر کرتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے، بدلہ لینے والا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ پر زمین و آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔"

۸.... ﴿وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ٥﴾ (آل عمران: ٨٥)

"جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔"

۹.... ﴿اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ ٥ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّ اتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ ذُوْفَضْلٍ عَظِیْمٍ ٥﴾

(آل عمران: ١٧٣، ١٧٤)

”وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا : کافروں نے تمہارے مقابلے پر لشکر جمع کر لیے ہیں، تم ان سے خوف کھاؤ تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھا دیا اور کہنے لگے: ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔ (نتیجہ یہ ہوا کہ) اللہ تعالیٰ کی نعمت وفضل کے ساتھ یہ لوٹے۔ انہیں کوئی برائی نہ پہنچی، انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی پیروی کی۔ اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔“

۱۰ .... ﴿ وَ اِنۡ یَّمۡسَسۡكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَ اِنۡ یَّمۡسَسۡكَ بِخَیۡرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴾ (الانعام : ۱۷)

”اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا دور کرنے والا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔ اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔“

۱۱ .... ﴿ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ یُغۡشِی الَّیۡلَ النَّهَارَ یَطۡلُبُهٗ حَثِیۡثًا وَّ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ وَ النُّجُوۡمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمۡرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الۡخَلۡقُ وَ الۡاَمۡرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ اُدۡعُوۡا رَبَّكُمۡ تَضَرُّعًا وَّ خُفۡیَةً اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ ۝ وَ لَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِهَا وَادۡعُوۡهُ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا ؕ اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰهِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۝ ﴾

(الاعراف : ٥٤ تا ٥٦)

”بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے سب آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا ہے، پھر عرش پر قائم ہوا۔ وہ شب سے دن کو ایسے طور پر چھپا دیتا ہے کہ وہ شب اس دن کو جلدی سے آلیتی ہے۔ اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا ایسے طور پر کہ سب اس کے حکم کے تابع ہیں۔ یاد رکھو اللہ ہی کے لیے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا، بڑی خوبیوں سے بھرا ہوا ہے اللہ جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔ تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو گڑگڑا کر بھی اور چپکے چپکے بھی۔ واقعی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ناپسند کرتا ہے جو حد سے نکل جائیں۔ اور دنیا میں اس کے بعد کہ اس کی درستی کر دی گئی ہے، فساد مت پھیلاؤ تم اللہ کی عبادت کرو

اس سے ڈرتے ہوئے اور اُمید وار رہتے ہوئے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک کام کرنے والوں کے نزدیک ہے۔''

۱۲ .... ﴿ وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰۤی اَنۡ اَلۡقِ عَصَاکَ ۚ فَاِذَا ہِیَ تَلۡقَفُ مَا یَاۡفِکُوۡنَ ﴿۱۱۷﴾ فَوَقَعَ الۡحَقُّ وَ بَطَلَ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۱۸﴾ فَغُلِبُوۡا ہُنَالِکَ وَ انۡقَلَبُوۡا صٰغِرِیۡنَ ﴿۱۱۹﴾ ﴾

(الاعراف: ۱۱۷ تا ۱۱۹)

''اور ہم نے موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنا عصا ڈال دیجیے، سو اس کا ڈالنا تھا کہ اس نے ان کے سارے بنے بنائے کھیل کو نگلنا شروع کیا۔ پس حق ظاہر ہو گیا اور انہوں نے جو کچھ بنایا تھا سب جاتا رہا۔ پس وہ لوگ اس موقع پر ہار گئے اور خوب ذلیل ہو کر پھرے۔''

۱۳ .... ﴿وَ قَالَ فِرۡعَوۡنُ ائۡتُوۡنِیۡ بِکُلِّ سٰحِرٍ عَلِیۡمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَۃُ قَالَ لَہُمۡ مُّوۡسٰۤی اَلۡقُوۡا مَاۤ اَنۡتُمۡ مُّلۡقُوۡنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّاۤ اَلۡقَوۡا قَالَ مُوۡسٰی مَا جِئۡتُمۡ بِہِ ۙ السِّحۡرُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَیُبۡطِلُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُصۡلِحُ عَمَلَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۸۱﴾ وَ یُحِقُّ اللّٰہُ الۡحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ وَ لَوۡ کَرِہَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ﴿۸۲﴾ ﴾ (یونس: ۷۹تا۸۲)

''اور فرعون نے کہا کہ میرے پاس تمام ماہر جادوگروں کو حاضر کرو، پھر جب جادوگر آئے تو موسیٰ نے ان سے فرمایا کہ ڈالو جو کچھ تم ڈالنے والے ہو۔ سو جب انہوں نے ڈالا تو موسیٰ نے فرمایا کہ یہ جو کچھ تم لائے ہو جادو ہے۔ یقینی بات ہے کہ اللہ اس کو ابھی درہم برہم کیے دیتا ہے، اللہ ایسے فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا اور اللہ تعالیٰ حق کو اپنے فرمان سے ثابت کر دیتا ہے گو مجرم کیسا ہی ناگوار سمجھیں۔''

۱۴ .... ﴿وَ نُنَزِّلُ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ مَا ہُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحۡمَۃٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۙ وَ لَا یَزِیۡدُ الظّٰلِمِیۡنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾﴾ (الاسراء: ۸۲)

''یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لیے تو سراسر شفا اور رحمت ہے، ہاں ظالموں کو بجز نقصان کے اور کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔''

۱۵ .... ﴿وَ لَوۡ لَاۤ اِذۡ دَخَلۡتَ جَنَّتَکَ قُلۡتَ مَا شَآءَ اللّٰہُ ۙ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۚ اِنۡ تَرَنِ اَنَا

اَقَلَّ مِنۡكَ مَالًا وَّ وَلَدًا۝﴾ (الکھف : ۳۹)

"تو نے اپنے باغ میں جاتے وقت کیوں نہ کہا کہ اللہ کا چاہا ہونے والا ہے، کوئی طاقت نہیں مگر اللہ کی مدد سے، اگرچہ تو مجھے مال اور اولاد میں اپنے سے کم دیکھ رہا ہے۔"

۱۶ .... ﴿قَالُوۡا يٰمُوۡسٰٓى اِمَّاۤ اَنۡ تُلۡقِىَ وَاِمَّاۤ اَنۡ نَّكُوۡنَ اَوَّلَ مَنۡ اَلۡقٰى ۝ قَالَ بَلۡ اَلۡقُوۡا‌ ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمۡ وَعِصِيُّهُمۡ يُخَيَّلُ اِلَيۡهِ مِنۡ سِحۡرِهِمۡ اَنَّهَا تَسۡعٰى ۝ فَاَوۡجَسَ فِىۡ نَفۡسِهٖ خِيۡفَةً مُّوۡسٰى ۝ قُلۡنَا لَا تَخَفۡ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡاَعۡلٰى ۝ وَاَلۡقِ مَا فِىۡ يَمِيۡنِكَ تَلۡقَفۡ مَا صَنَعُوۡا‌ ؕ اِنَّمَا صَنَعُوۡا كَيۡدُ سٰحِرٍ‌ ؕ وَلَا يُفۡلِحُ السّٰحِرُ حَيۡثُ اَتٰى ۝﴾

(طٰہٰ : ٦٥ تا ٦٩)

"کہنے لگے کہ اے موسیٰ! یا تو تو پہلے ڈال یا ہم پہلے ڈالنے والے بن جائیں۔ جواب دیا کہ نہیں تم ہی پہلے ڈالو۔ اب تو موسیٰ کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور لکڑیاں ان کے جادو کے زور سے دوڑ بھاگ رہی ہیں۔ پس موسیٰ نے اپنے دل ہی میں ڈر محسوس کیا۔ ہم نے فرمایا: کچھ خوف نہ کر یقیناً تو ہی غالب اور برتر رہے گا۔ اور تیرے دائیں ہاتھ میں جو ہے اسے ڈال دے کہ ان کی تمام کاریگری کو وہ نگل جائے گا۔ انہوں نے جو کچھ بنایا ہے یہ صرف جادوگروں کے کرتب ہیں۔ اور جادوگر کہیں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا۔"

۱۷ .... ﴿اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰكُمۡ عَبَثًا وَّاَنَّكُمۡ اِلَيۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الۡمَلِكُ الۡحَـقُّ‌ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ ۚ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡكَرِيۡمِ ۝ وَمَنۡ يَّدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرۡهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ‌ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ الۡكٰفِرُوۡنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰحِمِيۡنَ ۝﴾ (المؤمنون : ۱۱۵ تا ۱۱۸)

"کیا تم یہ گمان کیے ہوئے ہو کہ ہم نے تمہیں یوں ہی بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم، ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ سچا بادشاہ اور وہ بڑی بلندی والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہی بزرگ عرش کا مالک ہے۔ جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں، پس اس کا حساب تو اس کے رب کے اوپر ہی

ہے۔ بے شک کافر لوگ نجات سے محروم ہیں۔ اور کہو کہ اے میرے رب! تو بخش دے اور رحم کر اور تو سب مہربانوں سے بہتر مہربانی کرنے والا ہے۔"

۱۸ .... ﴿يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝﴾ (یس : ۱ تا ۹)

"یٰس۔ قسم ہے قرآن باحکمت کی۔ بے شک آپ پیغمبروں میں سے ہیں۔ سیدھے راستے پر ہیں۔ یہ قرآن اللہ زبردست مہربان کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، تاکہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے تھے۔ سو یہ غافل ہیں۔ ان میں سے اکثر لوگوں پر بات ثابت ہو چکی ہے۔ سو یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے، ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیے ہیں۔ پھر وہ ٹھوڑیوں تک ہیں جس سے ان کے سر اوپر کو اُلٹ گئے ہیں۔ اور ہم نے ایک آڑ اِن کے سامنے کر دی اور ایک آڑ ان کے پیچھے کر دی، جس سے ہم نے ان کو ڈھانک دیا۔ سو وہ نہیں دیکھ سکتے۔"

۱۹ .... ﴿وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِۨ الْكَوَاكِبِ ۝ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝﴾ (الصافات : ۱ تا ۱۰)

"قسم ہے صف باندھنے والے فرشتوں کی، پھر پوری طرح ڈانٹنے والوں کی، پھر ذکر اللہ کی تلاوت کرنے والوں کی۔ یقیناً تم سب کا معبود ایک ہی ہے۔ آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں اور مشرقین کا رب وہی ہے۔ ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت

سے آراستہ کیا اور حفاظت کی سرکش شیطان سے۔ عالم بالا کے فرشتوں کی باتوں کو سننے کے لیے وہ کان بھی نہیں لگا سکتے، بلکہ ہر طرف سے وہ مارے جاتے ہیں۔ بھگانے کے لیے اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔ مگر جو کوئی ایک آدھ بات اُچک لے بھاگے تو فوراً ہی اس کے پیچھے دہکتا ہوا شعلہ لگ جاتا ہے۔''

۲۰ .... ﴿حٰمٓ ۝ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ۝﴾ (غافر: ۱۔۳)

''حم، اس کتاب کا نازل فرمانا اس اللہ کی طرف سے ہے جو غالب اور دانا ہے، گناہ کا بخشنے والا اور توبہ کا قبول فرمانے والا، سخت عذاب والا انعام وقدرت والا ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اسی کی طرف واپس لوٹنا ہے۔''

۲۱ .... ﴿وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰی قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ۝ قَالُوْا یٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْٓ اِلَی الْحَقِّ وَاِلٰی طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ یٰقَوْمَنَآ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَیُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ وَمَنْ لَّا یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰهِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ وَلَیْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءُ اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝﴾ (الأحقاف: ۲۹۔۳۲)

''اور یاد کرو جب کہ ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو تیری طرف متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنیں۔ پس جب نبی کے پاس پہنچ گئے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے خاموش ہو جاؤ، پھر جب قرآن کا پڑھنا مکمل ہو گیا تو اپنی قوم کو خبردار کرنے کے لیے واپس لوٹ گئے۔ کہنے لگے اے ہماری قوم! ہم نے یقیناً وہ کتاب سنی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو سچے دین کی اور راہ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اے ہماری قوم! اللہ کے بلانے والے کا کہنا مانو، اس پر ایمان لاؤ تو اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں المناک عذاب سے پناہ دے گا۔ اور جو شخص اللہ کے بلانے والے کا کہنا نہ مانے گا پس وہ زمین

میں کہیں بھاگ کر اللہ کو عاجز نہیں کرسکتا، نہ اللہ کے سوا اور کوئی اس کے مددگار ہوں گے، یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔''

۲۲ .... ﴿يَامَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَن تَنفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ فَانفُذُوا لَا تَنفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطٰنٍ ٥ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ٥ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّن نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنتَصِرٰنِ ٥﴾ (الرحمن: ۳۳۔۳۵)

''اے نسان و جنات کی گروہ! اگر تم میں آسمانوں اور زمین کے کناروں سے باہر نکل جانے کی طاقت ہے تو نکل بھاگو! بغیر غلبہ اور طاقت کے تم نہیں نکل سکتے۔ پھر اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑا جائے گا پھر تم مقابلہ نہ کرسکو گے۔''

۲۳ .... ﴿لَوْ أَنزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ط وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ٥ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ط عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ ٥ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ط الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ط سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ٥ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ٥﴾

(الحشر: ۲۱۔۲٤)

''اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو تو دیکھتا کہ خوف الٰہی سے وہ پست ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور وفکر کریں۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ چھپے کھلے کا جاننے والا مہربان اور رحم کرنے والا، وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ بادشاہ، نہایت پاک، سب عیبوں سے صاف، امن دینے والا، نگہبان، غالب زور آور، اور بڑائی والا ہے۔ پاک ہے اللہ ان چیزوں سے جنہیں یہ اس کا شریک بناتے ہیں۔ وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا، وجود بخشنے والا، صورت بنانے والا۔ اسی کے لیے نہایت اچھے نام ہیں، ہر چیز خواہ وہ آسمانوں میں ہو خواہ زمین میں

ہو اس کی پاکی بیان کرتی ہے، اور وہی غالب حکمت والا ہے۔''

۲۴ .... ﴿تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌo الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَّهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُo الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍo ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌo﴾ (الملك : ۱ ـ ٤)

''بہت بابرکت ہے وہ اللہ جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور جو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ جس نے موت اور حیات کو اس لیے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے: تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے۔ وہ غالب اور بخشنے والا ہے، جس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے۔ تو رحمٰن کی پیدائش میں کوئی بے ضابطگی نہ دیکھے گا۔ دوبارہ نظریں ڈال کر دیکھ لے کیا کوئی شگاف بھی نظر آرہا ہے۔ پھر دوہرا کر دو دوبار دیکھ لے تیری نگاہ تیری طرف ذلیل و عاجز ہو کر تھکی ہوئی لوٹ آئے گی۔''

۲۵ .... ﴿وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ o وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَo﴾ (القلم : ۵۱ـ۵۲)

''اور قریب ہے کہ کافر اپنی تیز نگاہوں سے آپ کو پھسلا دیں، جب کبھی قرآن سنتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں یہ تو ضرور دیوانہ ہے۔ درحقیقت یہ قرآن تو تمام جہان والوں کے لیے سراسر نصیحت ہی ہے۔''

۲۶ .... ﴿قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًاo يَهْدِيْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًاo وَاَنَّهٗ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًاo وَاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًاo وَاَنَّا ظَنَنَّا اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا o وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًاo وَاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ

اَحَدًاo وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًاo وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًاo﴾

(الجن: ۱ ۔ ۹)

''اے محمد ﷺ آپ کہہ دیں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے، جو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ ہم اس پر ایمان لا چکے ہیں۔اب ہرگز کسی کو بھی اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے۔ اور بے شک ہمارے رب کی شان بڑی بلند ہے۔ نہ اس نے کسی کو اپنی بیوی بنایا ہے نہ بیٹا۔ اور یہ کہ ہم میں سے بیوقوف اللہ کے بارے خلاف حق باتیں کہا کرتا تھا۔اور ہم تو یہی سمجھتے رہے کہ ناممکن ہے انسان اور جنات اللہ پر جھوٹی باتیں لگائیں۔ بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے۔اور انسانوں نے بھی تم جنوں کی طرح گمان کرلیا تھا کہ اللہ کسی کو مبعوث نہ کرے گا یا کسی کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا۔ اور ہم نے آسمان کو ٹٹول کر دیکھا تو اسے سخت چوکیداروں اور سخت شعلوں سے پُر پایا۔ اس سے پہلے ہم باتیں سننے کے لیے آسمان میں جگہ جگہ بیٹھ جایا کرتے تھے۔اب جو بھی کان لگاتا ہے وہ ایک شعلے کو اپنی تاک میں پاتا ہے۔''

۲۷ .... ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌo اَللّٰهُ الصَّمَدُo لَمْ يَلِدْ ۵ وَلَمْ يُوْلَدْo وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌo﴾ (الاخلاص : ۱ ـ ٤)

''آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک ہی ہے، اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔''

۲۸ .... ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِo مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَo وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَo وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِo وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَo﴾ (الفلق : ۱ ـ ۵)

''آپ کہہ دیجئے! کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں، ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے۔اور اندھیری رات کی تاریکی کے شر سے جب اس کا اندھیرا پھیل جائے۔اور گرہ

لگا کر ان میں پھونکنے والیوں کے شر سے بھی۔ اور حسد کرنے والے کی برائی سے بھی جب وہ حسد کرے۔''

۲۹ .... ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ مَلِكِ النَّاسِ ○ اِلٰـهِ النَّاسِ ○ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ○ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ○ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○﴾ (الناس : ١ ـ ٦)

''آپ کہہ دیجئے! کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں، لوگوں کے مالک کی اور لوگوں کے معبود کی پناہ میں۔ وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے، جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا انسان میں سے۔''